جنگ آزادی
اور مسلم مجاہدین

محمد شمشاد ندوی

جنگ آزادی اور مسلم مجاہدین

وطن عزیز ہندوستان کی خاطر مسلمانوں نے اپنی دولت وسرمایہ، بیوی بچوں کا روشن مستقبل، چین وآرام اور ملازمت وتجارت کو قربان کیا اور وقت آنے پر جان کا بھی نذرانہ پیش کر دیا۔ مسلمان پھانسی، جلا وطنی، جائداد کی ضبطی و نیلامی سے دوچار ہوئے۔ وہ مسلسل انگریزوں کے خلاف جد وجہد ومحاذ آرائی کرتے رہے یہاں تک کہ ۱۹۴۷ء میں ملک انگریزوں کی غلامی سے آزاد ہو گیا۔ ہندوستان کی آزادی میں دیگر قوموں نے بھی تن، من، دھن کی بازی لگائی لیکن مسلمانوں کی قربانیاں سب سے زیادہ ہیں۔ جن کا اعتراف انصاف پسند انگریز و ہندوستانی مصنفین نے بھی کیا ہے۔ ملک کی تعمیر وترقی اور تحریکِ آزادی میں مسلمانوں کی خدمات سے روشناس کرانے کے لئے یہ کتاب مرتب کی گئی ہے۔ جو قوم اپنی تاریخ سے نابلد ہوجاتی ہے، ناکامی ونامرادی اس کا مقدر بن جاتی ہے۔

یہ کتاب اسکول اور مدارس کے طلبہ وطالبات کے لئے بے حد مفید ہے اور ہر مسلمان کے لئے اس کا مطالعہ کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے۔

محمد شمشاد ندوی

ناشر

گلوبل کمپیوٹر اینڈ پبلیکیشن، جے پور

نام کتاب	:	جنگِ آزادی اور مسلم مجاہدین
مؤلف	:	محمد شمشاد ندوی
اشاعت	:	باراوّل
صفحات	:	168
سن اشاعت	:	2019ء
تعداد	:	500
قیمت	:	-/107 (ایک سوسات روپے)
کمپوزنگ وطباعت	:	گلوبل کمپیوٹرس اینڈ پبلی کیشن، رام گنج بازار، جے پور

رابطہ و پتہ: **Md. Shamshad Nadwi,**

Q-7, Jameatul Hidayah, Ramgarh Road, Manpur Sadwa, Near Lalwas, P.O. Jaisinghpura Khor, Jaipur-302036 (Raj.)

Mob. 9829158105,9314282144, Email: mdshamshadnadwi@gmail.com

یہ کتاب

قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی کے مالی تعاون سے شائع کی گئی ہے۔ شائع شدہ مواد سے اردو کونسل کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے۔''

ملنے کے پتے :

۱۔ جامعۃ الہدایۃ، رام گڑھ روڈ، مانپور سڑوہ، جے پور (راجستھان)
۲۔ مکتبہ امارت شرعیہ، پھلواری شریف، پٹنہ (بہار)
۳۔ مکتبہ ندویہ، دارالعلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ (اترپردیش)
۴۔ جامعہ کاشف العلوم، بڑی لین، جامع مسجد اورنگ آباد (مہاراشٹر)
۵۔ مولانا شمس الہدیٰ ایجوکیشنل اینڈ ویلفئر سوسائٹی، آمیر، جے پور
۶۔ مدرسہ قاسم العلوم، رام پور کیشو، پھلکاہاں، شیوہر (بہار)
۷۔ مدرسہ دعوۃ الایمان، شیام نگر، راجپورہ، پٹیالہ (پنجاب)

فہرست

مجاہدین آزادی ہند

☆☆☆

ابتدائیہ

جنگ آزادی میں مسلمانوں کی قربانیوں وجانبازیوں کے بے مثال واقعات و حالات تاریخ کے صفحات پر درج ہو چکے ہیں۔ انگریز کے اقتدار پر قابض ہونے کے بعد سے ۱۵/ اگست ۱۹۴۷ء تک مسلسل مسلمانوں نے جو قربانیاں پیش کی ہیں اور جس طرح انہوں نے اس ملک کی آزادی میں اپنے تن، من، دھن کی بازی لگائی ہے وہ تاریخ کے صفحات میں سنہرے حروف سے لکھے جانے کے قابل ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ برادران وطن کا ایک طبقہ فرضی تاریخ مرتب کر کے مسلمانوں کی بے مثال قربانیوں کو بھلا دینے پر مصر ہے۔ حد تو یہ ہے کہ ملک کے اہم مسلم رہنماؤں میں کچھ ہی کو شامل کر کے تنگ نظری و تعصب کا ثبوت پیش کیا ہے۔ اور مجاہدینِ آزادی میں ان لوگوں کو شامل کر لیا گیا ہے جنہوں نے جنگ آزادی میں نہ صرف یہ کہ حصہ نہیں لیا بلکہ پوری زندگی انگریز حکام کی خوشامد و چاپلوسی میں لگے رہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ جنگ آزادی کی تاریخ مسلم مجاہدینِ آزادی کے بغیر مکمل نہیں ہو سکتی۔

مسلم اداروں، مدرسوں اور تنظیموں نے بھی اپنے اثر ورسوخ اور وسائل وذرائع کو ملک کی آزادی میں لگا دیا۔ جمعیۃ العلماء، خلافت کمیٹی، مومن کانفرنس، پرجا کرشک پارٹی، خدائی خدمتگار، کابل کانفرنس، کشمیر نیشنل کانفرنس، انجمنِ وطن بلوچستان، آل انڈیا مسلم مجلس، مجلسِ احرار، دارالعلوم دیوبند، ندوۃ العلماء، امارت شرعیہ بہار جیسی تنظیموں کے ذکر کے بغیر تاریخ ادھوری ہے اور رہے گی۔

علماء کرام کی قربانی آبِ زر سے لکھے جانے کے قابل ہے۔ ملک کی آزادی کی خاطر اپنا سب کچھ قربان کر دیا۔

شاہ عبدالعزیز، شاہ اسماعیل شہید، سید احمد شہید، مولوی عنایت اللہ وعلماء

صادق پور، شیخ الہند محمود حسن، شیخ الاسلام حسین احمد مدنی، علامہ سید سلیمان ندوی، مولانا شبیر احمد عثمانی، مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی، مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری، مولانا منت اللہ رحمانی، مولانا ابوالمحاسن سجاد، مولانا ابوالکلام آزاد، مولانا قاسم نانوتوی، مولانا مظہر الحق، مولانا رحمت اللہ کیرانوی، مولانا فضلِ حق خیر آبادی، حاجی امداد اللہ مہاجر مکی، مفتی کفایت اللہ، مولانا ابوالاعلیٰ مودودی، مولانا ریاست علی ندوی، مولانا سعید احمد اکبر آبادی، مولانا ظفر علی خان، مولانا غلام رسول مہر، مولانا عثمان فارقلیط، مولانا عبدالباری فرنگی محلی، مولانا شاہ معین الدین اجمیری، مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی وغیرہ۔

مسلم تاجروں اور سرمایہ داروں نے اپنی دولت و مستقبل کی فکر کئے بغیر اپنا سب کچھ داؤں پر لگا دیا۔ نصیر الدین حاجی میاں چھوٹانی اور سیٹھ عمر سبحانی نے کانگریس اور خلافت کے لئے اپنا سب کچھ قربان کر دیا۔ مسلمانوں نے اپنے مال و جائداد کو ملک کی آزادی میں لگا دیا۔

ملک کی آزادی میں مسلمانوں کے تمام طبقات نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ شاعروں نے بھی اپنے کلام کے ذریعہ آزادی کی صدا بلند کی اور اس میں روح پھونک دی۔

مولانا حسرت موہانی، اکبر الہ آبادی، ڈاکٹر علامہ اقبال، مولانا ظفر علی خان، علامہ شبلی نعمانی، جوش ملیح آبادی، آغا حشر کاشمیری، اقبال احمد سہیل، ساغر نظامی، احسان دانش، حفیظ جالندھری، جمیل مظہری، علی جواد زیدی، شورش کاشمیری، جاں نثار اختر، علامہ انور صابری، مخدوم محی الدین، فیض احمد فیض، علی سردار جعفری، احمد ندیم قاسمی، ساحر لدھیانوی، اختر الایمان، کیفی اعظمی، سیماب اکبر آبادی، وامق جون پوری، سکندر علی وجد وغیرہ نے اپنے اشعار کے ذریعہ حب الوطنی کے جذبات ابھار کر ملک کی آزادی میں اہم کردار ادا کیا۔

صحافیوں اور مضمون نگاروں نے اپنے مضامین کے ذریعہ عمومی بیداری لانے

اور ذہن وفکر کو آزادی کی طرف مائل کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ان میں مولانا ابوالکلام آزاد، علامہ سید سلیمان ندوی، مولانا ظفر علی خان، مولانا غلام رسول مہر، عبدالمجید سالکؔ، اظہر امرتسری، مولانا عثمان فارقلیط، امان اللہ خاں ناصرؔ، مرتضیٰ احمد میکشؔ، شورش کاشمیری، کامریڈ عبدالباری لاہوری، شاہ معین الدین لاہوری، عبدالمجید انصاری، عبدالصمد خاں اور حیات اللہ انصاری کے نام سنہرے حروف سے لکھے جانے کے قابل ہیں۔

صحافیوں نے اخبارات ورسائل کے ذریعہ انقلاب برپا کیا۔ان اخبارات، رسائل وجرائد میں روزنامہ، سہ روزہ، ہفت روزہ، ماہانہ سبھی شامل ہیں۔ذہن سازی اور عمومی بیداری لانے میں ان اخبارات ورسائل نے اہم رول ادا کیا ہے اس لئے انگریز حکومت نے ان کو ضبط کرنے اور صحافیوں و مالکان کو سخت سزائیں دینے میں کوئی قصر نہیں چھوڑی۔

پروفیسر انیس چشتی اپنی کتاب 'جنگ آزادی اور مسلمان' صفحہ نمبر ۴۶ پر لکھتے ہیں:

''اس مردم خیز دور میں جیالوں نے لاٹھی گولی کا سہارا لیا اور کاغذ و قلم کا بھی، کاغذ ان کا نقارہ اور قلم ان کی چوب، چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ اس دور میں لاتعداد روزنامے، سہ روزہ، ہفتہ وار اور ماہنامے جاری ہوئے۔ یہاں اردو زبان میں مسلمانوں کے ذریعہ چھپنے والے چند اخبار اور رسائل وصحائف کے نام دیئے جاتے ہیں''۔

روز نامے :-

(۱) زمیندار، لاہور (۲) انقلاب، لاہور (۳) احسان، لاہور
(۴) احرار، لاہور (۵) آزاد، لاہور (۶) نیرنگ، لاہور
(۷) وکیل، امرتسر، (۸) پاسباں، امرتسر (۹) الجمعیۃ، دہلی
(۱۰) انصاری، دہلی (۱۱) ہمدرد، دہلی (۱۲) ہمارا دور، دہلی

(۱۳) ملت، دہلی (۱۴) حقیقت، لکھنؤ (۱۵) اجمل، ممبئی
(۱۶) ساتھی، پٹنہ (۱۷) آزاد ہند، کلکتہ (۱۸) قومی آواز، لکھنؤ
(۱۹) انقلاب، ممبئی (۲۰) الہلال، ممبئی

سہ روزہ اخبار :-

(۱) انصاری، دہلی (۲) احرار، سہانپور (۳) مدینہ، بجنور
(۴) زمزم، لاہور
(۵) ابنائے دارالعلوم، دیوبند (۶) ہماری آواز، کانپور (۷) الجمعیۃ، دہلی

ہفت روزہ اخبارات :-

(۱) الہلال، کلکتہ (۲) البلاغ، کلکتہ (۳) لسان الصدق، کلکتہ
(۴) حرمت، دہلی (۵) انیس، لدھیانہ (۶) افضل، سہانپور
(۷) اردوئے معلّٰی، علی گڑھ (۸) بیباک، سہانپور
(۹) خدائی خدمت گار، پیشاور (۱۰) روشنی، دہلی

ماہنامے :-

(۱) الندوہ، لکھنؤ (۲) القاسم، دیوبند (۳) الفرقان، بریلی
(۴) جامعہ، بہار (۵) نقیب، اعظم گڑھ (۶) معارف، دہلی
(۷) شاہ راہ، دہلی (۸) ادب لطیف، لاہور (۹) پیشوا، دہلی
(۱۰) مولوی، دہلی (۱۱) دین ودنیا، دہلی (۱۲) دارالعلوم دیوبند
(۱۳) محشر خیال، دہلی (۱۴) خاتون مشرق، دہلی (۱۵) پیام تعلیم، دہلی
(۱۶) کلیم، الہ آباد (۱۷) نئی زندگی، الہ آباد (۱۸) سویرا، لاہور
(۱۹) العدل، گجرانوالہ (۲۰) استقلال، دیوبند (۲۱) ساقی، دہلی
(۲۲) زمانہ، کانپور (۲۳) پرتاپ، لاہور

(جنگ آزادی اور مسلمان ص ۴۶)

اخبارات و رسائل ایسی خبروں کو چھاپتے رہے جن سے مجاہدین کے حوصلے بلند ہوں ۔انگریزوں کی حکمرانی سے ہندوستان کو آزاد کرانے کے لئے اشتہارات وفتاوی بھی شائع کیے لہذا ان اخبارات و رسائل کے خلاف سخت تادیبی کارروائی کی گئی ، ان کی کاپیاں ضبط کی گئیں،صحافیوں کو سزائیں دی گئیں۔اثاثے و چھاپے خانے سیل کئے گئے ۔ لارڈ کنگ (گورنر جنرل) نے ہندوستانی اخباروں کے بارے میں کہا تھا۔

> ’’گزشتہ چند ہفتوں میں دیسی اخباروں نے خبریں شائع کرنے کی آڑ میں ہندوستانی باشندوں کے دلوں میں دلیرانہ حد تک بغاوت کے جذبات پیدا کر دیئے ہیں ، یہ کام بڑی مستعدی، چالاکی اور عیاری کے ساتھ انجام دیا گیا۔‘‘

۱۸۵۷ء میں علماء نے انگریزوں کے خلاف جہاد کا فتوی کئی بار اور کئی مقامات سے دیا تھا۔ایک فتوی اخبار الظفر میں چھپا، پھر اس کی نقل صادق الاخبار دہلی میں ۲۶ جنوری ۱۸۵۷ء میں شائع ہوئی ۔ یہ اخبار نیشنل آرکائیوز نئی دہلی میں موجود ہے ۔

(نکات اور جہات صفحہ نمبر ۱۰۶)

استفتاء:۔

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس امر میں کہ اب جو انگریز دلی پر چڑھ آئے اور اہل اسلام کی جان و مال کا ارادہ رکھتے ہیں ۔اس صورت میں اب اس شہر والوں پر جہاد فرض ہے یا نہیں اور اگر فرض ہے تو وہ فرض عین ہے یا نہیں ؟ اور دیگر لوگ جو اور شہروں اور بستیوں کے رہنے والے ہیں ان کو بھی جہاد چاہیے یا نہیں ؟ بیان کرو،اللہ تم کو اجر دے ۔

جواب :۔

صورت مرقومہ فرض عین ہے اوپر تمام اس شہر کے لوگوں کے اور استطاعت ضرور ہے اس کی فرضیت کے واسطے ، چنانچہ اس شہر والوں کو طاقت مقابلہ اور لڑائی کی ہے بسبب کثرتِ اجتماع افواج کے اور مہیا اور موجود ہونے والے حرب کے تو فرضِ عین

ہونے کے کیا شک رہا اور اطراف وحوالی کے لوگوں پر جو دور ہیں باوجود خبر کے فرضِ کفایہ ہے ۔ ہاں اگر اس شہر کے لوگ باہر ہو جائیں مقابلے سے یا سستی کریں اور مقابلہ نہ کریں تو اس صورت میں ان پر بھی فرض عین ہو جائے گا اور اس طرح اور اسی ترتیب سے سارے اہل زمین پر شرقاً اور غرباً فرض عین ہوگا اور جو عدو (دشمن) اور بستیوں پر ہجوم اور قتل و غارت کا ارادہ کریں تو اس بستی والوں پر بھی فرض ہو جائے گا ان کی طاقت سے ۔

دستخط علماء کرام :۔

احقر العباد نور جمال، العبد محمد عبدالکریم ،فقیر سکندر علی ،سید محمد نذیر حسین ، رحمت اللہ، مفتی محمد صدرالدین ، مفتی اکرام الدین معروف سید رحمت علی ، محمد ضیاء الدین ، عبدالقادر ، فقیر احمد سعید احمدی ، محمد میر خاں العبد مولوی عبدالغنی ، خادم العلماء محمد علی ، فرید الدین ، محمد سرفراز علی ، سید محبوب علی جعفری ، محمد الواحد حمید الدین ، العبد سید احمد علی ، الٰہی بخش ، محمد کریم اللہ ، مولوی سعید الدین ، محمد مصطفےٰ خاں ولد حیدر شاہ نقشبندی ، محمد انصار علی ، مولوی سعید الدین ، حفیظ اللہ خاں ، محمد نور الحق چشتی ، محمد ہاشم ، حیدر علی ، سید محمد ، محمد امداد علی ، سید عبدالحمید ، محمد رحمت اللہ خاں مفتی عدالت عالیہ سراج العلماء ضیاء الفقہاء ، محمد علی حسین رسول الثقلین قاضی القضاۃ خادم شرع شریف ۔

(تاریخ جنگ آزادی ہند، صفحہ نمبر ۳۴۷ ، ۳۴۸ ، علماء ہند کا شاندار ماضی جلد ۴ صفحہ نمبر ۱۷۸ ، ۱۷۹ ، اردو صحافت اور جنگِ آزادی ، صفحہ نمبر ۱۴۰)

ملک کی آزادی میں خواتین نے بھی بے مثال قربانیاں پیش کی ہیں ۔ ریحان حسن نے اس حقیقت کی بہترین ترجمانی کی ہے ، وہ لکھتے ہیں ۔

> ’’جنگ آزادی میں اگر مردوں نے بے مثال شجاعت ، ہمت اور استقلال سے کام لیتے ہوئے اپنی لازوال قربانیوں کے ذریعہ ملک کو انگریزوں کی غلامی سے نجات دلانے کی کوشش کی تو ان کے شانہ بشانہ ہندوستانی خواتین نے بھی جرأت و ہمت ،عزم و استقلال اور

شجاعت وشہادت کا مظاہرہ کیا۔ وہ اس جنگِ آزادی میں کئی بے
مثال نقوش ثبت کر گئیں جو خواتین کے لئے آج بھی مشعل راہ ہیں
اور یہ سچ بھی ہے کہ کوئی بھی انقلاب، تحریک یا جد وجہد عورتوں کی
بیداری اور تعاون کے بغیر ہرگز پائے تکمیل کو نہیں پہنچ سکتا۔ اس کی
مثالیں تاریخ عالم میں بھری پڑی ہیں۔ بالکل اسی طرح ہندوستان
کو انگریزوں کے جبر واستبداد سے آزاد کرانے میں ہندوستان کی
خواتین نے اپنی تمام تر صلاحیتیں استعمال کی ہیں۔
تاریخ شاہد ہے کہ خواتین نے اپنے گود کے پالوں کو آنکھوں کے
سامنے تڑپتے ہوئے دیکھا، بیوگی کا غم اٹھایا، بھائیوں کو خون میں
غلطاں دیکھا، خود اپنے ساتھ بہیمانہ سلوک برداشت کئے، لیکن مادر
وطن کی حرمت کے تحفظ کے لئے انگریزوں کے خلاف کسی بھی قسم کی
قربانی پیش کرنے سے دریغ نہیں کیا......
ہندوستان کو انگریزوں کی غلامی سے نجات دلانے کے لئے نہ
جانے کتنی خواتین نے بہادری اور دلیری کے ساتھ انگریزوں سے
مقابلہ کیا اور یہ سلسلہ آزادیٔ ہند تک جاری رہا۔ آخر کار بغاوت کی
چنگاریوں میں تبدیل ہو کر انگریزوں کی جابرانہ رعونتوں، حاکمانہ
سطوتوں اور نخوتوں کا خرمن رفتہ رفتہ پھونکتی رہیں حتی کہ صبح آزادی
نمودار ہوئی اور ہمارا ملک بدیشی حکومت کی غلامی سے نجات پا گیا۔''

(۱۸۵۷: نکات اور جہات، حسن مثنیٰ، صفحہ نمبر ۱۶۸۔۱۸۰)

ہماری نئی نسل بھی جنگِ آزادی میں مسلمانوں کی بے مثال قربانیوں سے
ناواقف ہے اور انہیں معلوم نہیں کہ اس ملک کی آزادی میں ہمارے اسلاف نے کیسی کیسی
قربانیاں دی ہیں؟ کتنے مسلمان پھانسی پر لٹکا دئے گئے، کتنوں نے جلا وطنی اور الم ناک

سزائیں برداشت کی ہیں، لیکن انہوں نے حالات سے سمجھوتا نہیں کیا۔ ہر آزمائش وچیلنج
اور مصیبت وسزا کو صبر واستقلال کے ساتھ برداشت کیا۔

پنڈت جواہر لال نہرو نے 'بھارت کی کھوج'' (The Dicovery of India)
میں لکھا:۔

''مسلمانوں کی اکثریت نے تحریک آزادی میں قیادت کا رول ادا کیا
ہے''۔

اسی طرح ایک دوسرے مؤرخ شری سیتارام نے اپنی کتاب Form Suppy to Hobedar میں انگریزوں کے خلاف بغاوت کے بارے میں لکھا کہ:۔

''بغاوت میں مسلمانوں نے پہل کی اور ہندو بھیڑ بکریوں کی طرح
ان کے پیچھے ہو لیے''۔

ہماری قربانیوں کی بابت ایک ہندو مؤرخ شری میورام گپت نے اپنی کتاب 'مسلمان مجاہدین' کے صفحہ نمبر ۲۴۰ پر لکھا ہے کہ:۔

''ایک اندازے کے مطابق ۱۸۵۷ء کی پہلی جنگِ آزادی میں پانچ لاکھ
مسلمانوں کو پھانسیاں دی گئی تھیں''۔ (مسلمانوں کا شاندار ماضی، صفحہ
نمبر ۱۸)

انگریز مؤرخ ایڈورڈ ٹامسن اپنا مشاہدہ بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

''۱۸۶۴ء سے ۱۸۶۷ء تک انگریزوں نے علماء کو ختم کرنے کا فیصلہ
کیا اور یہ تین سال ہندوستان کی تاریخ کے بڑے الم ناک سال
ہیں۔ ان تین سالوں میں انگریزوں نے چودہ ہزار علماء کو پھانسی پر
لٹکا دیا۔ دلی کی چاندنی چوک سے خیبر تک کوئی ایسا درخت نہیں تھا
جس پر علماء کرام کی گردنیں نہ لٹکی ہوں۔ علماء کے جسم کو تانبے سے
داغا گیا، سور کی کھال میں لپیٹ کر جلتے ہوئے تندور میں ڈالا گیا،

ہاتھیوں پر کھڑا کر کے درختوں سے باندھ کر ہاتھیوں کو نیچے سے چلا
دیا''۔ (جنگ آزادی اور وطن کے جانباز، صفحہ نمبر ۵۶)

ایک اندازے کے مطابق اس جنگ میں پانچ لاکھ مسلمانوں کو پھانسیاں دی گئیں ۔ جو بھی معزز مسلمان انگریزوں کے ہاتھ لگ گیا، اس کو ہاتھی پر بٹھایا گیا اور وہی سلوک کیا گیا جو اوپر بیان کیا گیا۔

مشہور قلم کار ایڈورڈ ٹامسن اپنی کتاب The Other Side of The Medal یعنی تصویر کا دوسرا رخ میں رقمطراز ہے۔

مسلمان باغیوں کو نیست ونابود کرنے میں سکھوں نے مسٹر فریڈرک کوپر (Frederick Cooper) کا ہاتھ اچھی طرح بٹایا۔ اگرچہ اسے اندیشہ تھا کہ شاید سکھ باوجود وفادار ہونے کے اس حد تک اذیت پہنچانے میں کامیاب نہ ہوں جس طرح کہ مسٹر کوپر چاہتا تھا چنانچہ وہ لکھتا ہے۔

'' پہلی اگست کو بقرعید کے تیوہار کا دن تھا جسے مسلمان ہر سال جانوروں کی قربانی کر کے نہایت دھوم دھام سے منایا کرتے ہیں، اس لئے مسلمان سواروں کو وہاں سے علیحدہ کرنے کے لئے یہ ایک مفید عذر تھا، چنانچہ ان کو اس تیوہار کو منانے کے لئے امرتسر بھیج دیا گیا اور صرف ایک عیسائی افسر وفادار سکھوں کی مدد سے ایک مختلف قسم کی قربانی کرنے کے لئے وہاں پر اکیلا رہ گیا جو مطلقاً نہ گھبرایا بلکہ پورے حوصلے اور جرأت سے اس کام کو بخوبی سرانجام دیا۔ اب مشکل یہ پیش آئی کہ لاشوں کو کس طرح دبایا جائے تاکہ وہاں کے رہنے والوں کو تعفن (بدبو) سے صحت خراب نہ ہو لیکن قدرت نے پھر ہماری امداد کی یعنی اتفاق سے قریب ہی ایک ویران کنواں مل گیا جس سے اس مشکل کا حل بھی نکل آیا۔ قیدیوں کو بازوؤں سے پیچھے

کی طرف باندھ کر دس دس کی ٹولیوں میں میدان میں گولی سے اڑا دیا گیا، تب قتل کی کارروائی ۲۳۷ تک پہنچ گئی تو ایک افسر نے اطلاع دی کہ باقی برج سے باہر آنے سے انکار کرتے ہیں جہاں کہ وہ چند گھنٹے عارضی طور پر پہلے سے بند کر دئے گئے تھے، اس پر برج کے دروازے کھولے گئے تو ساتھ ہی ایک نہایت ہی دردناک نظارہ دیکھنے میں آیا جس سے ہال ویل کے بلیک ہال (Holwell's Black Hole) کی تلخ یاد دوبارہ تازہ ہوگئی یعنی ۴۵ انسانوں کی مردہ لاشیں باہر لائی گئیں جو خوف، گرمی، سفر کی صعوبت اور دم گھٹنے کی وجہ سے ایڑیاں رگڑ کر ہلاک ہوگئے تھے۔ ان مردہ اور نیم مردہ لاشوں کو اپنے مقتول ساتھیوں کی لاشوں کے ساتھ گاؤں کے بھنگیوں کے ہاتھوں قریب کے ویران کنویں میں پھینکوا دیا گیا''۔

(تصویر کا دوسرا رخ، صفحہ نمبر ۶۲، ۶۴)

سب سے پہلے آزادی کا جھنڈا اٹھانے والی امت مسلمہ نے مسلسل جد وجہد کو جاری رکھا یہاں تک کہ ملک آزاد ہوگیا۔ انصاف پسند ہندو مؤرخوں نے بھی اس بات کی گواہی دی ہے کہ انیسویں صدی تک مسلمان انگریزوں کے خلاف اکیلے جنگ کرتے رہے، بعد میں دوسری قومیں ان کے ساتھ ہوگئیں۔

سیٹی کالج کلکتہ کے شعبۂ تاریخ کے صدر مسٹر شانتی رائے نے اپنی کتاب Role of Indian Muslims in the Freedom Movement 'ہندوستان کی جنگِ آزادی میں مسلمانوں کا کردار' میں بڑی وضاحت کے ساتھ لکھا ہے۔

'' مسلمانوں نے اولاً انگریزوں سے انتہائی نفرت کی وجہ سے انگریزی تعلیم کی طرف توجہ نہیں کی، دوسرے جن لوگوں نے تعلیم حاصل کی تو ان پر حکمرانوں نے نوکریوں کا دروازہ ہی بند کر دیا

اور ۱۸۷۰ء تک کسی مسلمان کو حکومت میں کوئی ملازمت نہیں دی گئی اور دوسرے برادران وطن کے لئے لطف وکرم کے دروازے کھلے ہوئے تھے، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انیسویں صدی کے آخر تک جنگِ آزادی کے میدان میں صرف اکیلا مسلمان رہ گیا۔

(تحریک آزادی اور مسلمان، صفحہ نمبر ۹۸)

تاریخ گواہ ہے کہ مسلمانوں کے آٹھ سو سالہ دور حکومت کے بعد انگریزوں کا ظالمانہ دور شروع ہوا۔ مغلیہ سلطنت کے آخری تاجدار بہادر شاہ ظفر کی حکومت کا دائرہ تنگ ہوتا گیا اور ملک دھیرے دھیرے انگریزوں کے زیر اثر جاتا رہا۔ مختلف محاذوں پر جنگ لڑی گئی لیکن چند غداروں کی وجہ سے انگریز کامیاب ہوتے ہوئے لال قلعہ پر قابض ہو گئے۔ خصوصیت سے ٹیپو سلطان نے اپنے جانبازوں کے ساتھ انگریزوں کی نیند حرام کر دی، قریب تھا کہ انگریز فوجوں کا صفایا ہو جاتا لیکن اپنوں کی غداری کی وجہ سے ٹیپو سلطان کا خواب پورا نہیں ہوا اور وہ انگریزوں سے لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔ ان کا یہ تاریخی جملہ ہمیشہ یاد رکھا جائے گا کہ ''**گیدڑ کی سو سالہ زندگی سے شیر کی ایک دن کی زندگی بہتر ہے۔**'' جب سلطانؒ کی شہادت ہوگئی تو جنرل ہارس نے کہا ''**آج سے یہ ہندوستان ہمارا ہے۔**''

اب پورے ملک میں انگریزوں نے منصوبہ بند طریقہ سے مسلمانوں کو زندگی کے تمام شعبوں میں پسماندہ بنانے کے لئے جد وجہد کی۔ اپنے اقتدار کو مستحکم کرتے ہوئے اسلامی تہذیب وتمدن اور آثار وشعائر کو مٹانے کی پلاننگ کی۔ عیسائی مشنریز نے بڑے پیمانے پر عیسائی مذہب کی تبلیغ شروع کر دی اور اسلام کے تعلق سے شکوک وشبہات پیدا کرنے شروع کر دیئے۔ نت نئے مسائل پیدا ہو گئے اور اسلام پر عمل کرنا دشوار ہوا تو شاہ عبد العزیز صاحبؒ نے اس ملک کو دار الحرب قرار دیتے ہوئے انگریزوں کے خلاف جہاد کا فتوی دیا۔ علماء اور مجاہدین نے جہاد کا علم (جھنڈا) بلند کیا، عام مسلمانوں نے ان

کی آواز پر لبیک کہا۔ سید احمد شہیدؒ اور شاہ اسماعیل شہیدؒ نے پورے ملک میں جہاد کی روح پھونک دی۔ ان کے زیر سرپرستی مسلمانوں کا ایک جانباز گروپ بن گیا۔ پورے ملک سے خفیہ مدد پہنچنے لگی اور دن بدن مجاہدین کی تعداد بڑھتی گئی۔ مجاہدین کی جانبازی وبہادری نے انگریز اور اس کے حوارین کی نیند حرام کر دی اور کامیابی وآزادی کی راہ پر چلتے ہوئے سرحد میں اسلامی حکومت قائم کر لی۔ لیکن چند ایمان فروشوں کی وجہ سے مجاہدین کو ناکامی ہوئی۔ آخر کار بالاکوٹ کے میدان میں فیصلہ کن جنگ ہوئی اور سید احمد شہیدؒ مجاہدین کے ساتھ شہید ہو گئے۔ تب انگریزوں نے سرحدی علاقوں میں حالات پر قابو پا لیا تو اس تحریک کو کچلنے کی کارروائی شروع کی۔ سید احمد شہیدؒ اور شاہ اسماعیل شہیدؒ کی تحریک اور ان کی جد وجہد کو صادق پور کے مولوی ولایت علیؒ، مولوی غازی عنایت علیؒ اور مولوی یحیٰ علیؒ سن وفات ۱۸۶۸ء نے جاری رکھا۔ لگ بھگ آدھی صدی تک علماء صادق پور نے اس تحریک میں بہت اہم قائدانہ رول ادا کیا۔ صادق پور کے علماء پر مقدمہ چلایا گیا۔ مولوی احمد اللہؒ کو عمر قید کی سزا دی گئی۔ اور دیگر علماء ومجاہدین کو کالا پانی بھیج دیا گیا۔ (۱)

علماء صادق پور کی ساری جائدادیں ضبط کر لی گئیں۔ انگریز حکومت نے اسے

(۱)۔ کالا پانی یا عبور دریائے شور سے مراد جزائر انڈمان ہے۔ جس کو انگریزوں نے اپنے مخالفین کو سزائیں دینے کے لئے مختص کر رکھا تھا۔ جس طرح امریکہ نے گوانتا ناموبے کے قید خانے میں اپنے مخالفین کو اذیت ناک وروح فرسا سزائیں دیں۔ اس ظالمانہ قید خانے کو اوباما حکومت نے بند کرنے کا فیصلہ لیا۔ اس وقت ۵۷۲ جزائر پر مشتمل انڈمان مرکزی حکومتِ ہند کی زیرِ انتظام ایک صوبہ ہے۔ اس کے جنوبی سرحد سے ملیشیا صرف سو کلومیٹر دور ہے۔ اس کی شمالی سرحد سے برما ۱۹۳ کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔ کلکتہ سے ۱۲۵۵ کلومیٹر اور چنئی سے ۱۱۹۰ کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔ مرکزی انڈمان میں تقریباً ساڑھے چھ سو (۶۵۰) مربع کلومیٹر کے جزیروں میں تہذیب وتمدن سے عاری وحشی قسم کے لوگ آباد ہیں جو ہمیشہ برہنہ رہتے ہیں۔ پوری دنیا میں کوئی ان کی زبان نہیں سمجھ سکتا۔ عام دنیا سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ جزائر انڈمان کا پورا رقبہ ۸۲۴۹ مربع کلومیٹر ہے۔ یہاں مسلمانوں کی آبادی تقریباً ۱۲ فیصد ہے۔ آبادی والے کل جزائر ۳۶ ہیں جن میں ۲۴ انڈمان میں اور ۱۲ انکوبار میں ہیں۔ کل شرح خواندگی ۸۶٫۶ ہیں۔ یہاں کا سیلولر جیل معروف ومشہور ہے جس میں مجاہدین آزادی کو قید کیا گیا تھا۔ سمندر کے کنارے واقع یہ یادگار جیل آج بھی اسی حالت میں موجود ہے۔ پھانسی کے کمرے اور پھندے اور سزاؤں میں استعمال ہونے والے آلات محفوظ رکھے گئے ہیں۔)

بیچ کر ایک لاکھ اکیس ہزار نو سو چوراسی (۱۲۱۹۸۴) روپے چار (۴) آنے اور ایک پائی
کی رقم حاصل کی اور اسی مقام پر جہاں علماء صادق پور کے مکانات تھے ۱۸۶۹ء میں پٹنہ
میونسپل کارپوریشن کی عمارت تعمیر کرا دی گئی اور اس کے پاس ایک بازار بنا دیا گیا۔
سرکاری مظالم کی حد یہ ہوگئی کہ صادق پور کے اسلاف کی قبریں کھود دی گئیں، اور علماء
صادق پور سے وابستہ تمام مجاہدین کو سخت سزائیں دی گئیں۔

صادق پوری خاندان کے مولانا عبدالخبیرؒ کی خدمت میں آزادیِ ہند کے بعد
پنڈت جواہر لال نہرو حاضر ہوئے اور اس خاندان کی خدماتِ جلیلہ کا اعتراف کرتے
ہوئے کہا۔

''حضرت اگر سارے ملک کے حریت پسندوں کی وطن کی آزادی
کی خدمات ایک پلڑے میں ڈال دی جائیں اور دوسرے پلڑے
میں صرف علماء صادق پور کی خدمات ڈال دی جائیں تو صادق پور
علماء کا پلڑا بھاری ہوگا۔''

حضرت مولانا ابوالحسن ندوی اپنی معروف کتاب ''جب ایمان کی بہار آئی''
میں رقمطراز ہیں۔

اگر جانثاری، ایثار و قربانی اور ہمت و جوانمردی کے وہ سارے کارنامے جو اس
ملک کے جہاد حریت اور قومی آزادی کی تاریخ سے متعلق ہیں۔ ایک پلڑہ میں رکھے
جائیں اور اہل صادق پور کے کارنامے اور قربانیاں ایک پلڑہ میں تو آخر الذکر کا پلڑہ
بھاری ہوگا۔ (ص ۲۵۶)

اس تحریک سے پورا ہندوستان متأثر ہو چکا تھا، لہذا اندر اندر نفرت و آزادی کی
مہم جاری رہی اور اس تحریک کو مختلف خطوں کے علماء و مجاہدین نے آگے بڑھایا۔ یہاں
تک کہ ۱۸۵۷ء کا غدر پیش آیا۔ اگر تاریخ کے اوراق کا غیر جانبدارانہ مطالعہ کریں تو یہ
بات عیاں ہو جائے گی کہ اس غدر میں بھی پورے ملک کے مسلمانوں نے حصہ لیا اور

انگریزوں سے اس ملک کو آزاد کرانے کے لئے تن، من، دھن کی بازی لگادی۔ اس میں
بھی مسلمانوں نے بڑی تعداد میں شہادت پائی۔ انگریزوں کو اس بات کا علم ہوگیا کہ اس
میں نہ صرف مسلمانوں نے بڑی تعداد میں شرکت کی بلکہ انہوں قائدانہ رول بھی ادا کیا تو
انہوں نے پہلے کی بنسبت مسلمانوں کے خلاف سخت کارروائی کی۔ پھانسی، جلاوطنی،
جائداد کی ضبطی و نیلامی کے ساتھ اعلیٰ ملازمت اور تجارت کے راستے بند کر دیئے گئے۔

تحریک ریشمی رومال:

شیخ الہند محمود حسنؒ اور علماء دیوبند نے ۱۹۱۵ء میں ریشمی رومال کی تحریک شروع
کی۔ اگر یہ تحریک کامیاب ہو جاتی تو ملک اسی وقت آزاد ہو جاتا، لیکن چند وطن دشمنوں کی
وجہ سے راز فاش ہوگیا۔ علماء دیوبند کو ایسی سزائیں دی گئیں جن کو سن کر رونگٹے کھڑے ہو
جاتے ہیں۔ لیکن علماء دیوبند اور اس تحریک سے وابستہ مسلمانوں نے وطن کی آزادی کی
خاطر تمام تکالیف کو صبر و ثابت قدمی کے ساتھ برداشت کیا۔ اس تحریک کا منصوبہ تھا کہ
افغانستان کے راستے سے ترکی کی فوجیں ہندوستان حملہ کریں گی اور اسی کے ساتھ
پورے ملک کے مسلمان علم بغاوت بلند کر کے ملک کو آزاد کرالیں گے۔ اس تحریک کا راز
فاش ہوگیا اور اس سے وابستہ ۲۲۳ حریت پسند گرفتار کر لئے گئے۔

جلیان والا باغ:

انگریز حکومت کی ظلم و بربریت کا کبھی نہ بھلایا جانے والا ایک واقعہ جلیان والا
باغ کے نہتے ہندوستانی کی شہادت کا بھی ہے۔ کانگریس کے دو اہم لیڈر سیف الدین کچلو
اور ڈاکٹر ستیہ پال کی گرفتاری و جلاوطنی کی خلاف امرتسر کے جلیان والا باغ میں لوگ جمع
ہوئے۔ ملک کی آزادی اور اپنے رہنماؤں کی رہائی کے لئے آواز بلند کی۔ جنرل ڈائر
نے اپنے فوجیوں کی ایک ٹکڑی کے ساتھ ان لوگوں کا محاصرہ کرلیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے پورا
میدان خون میں لت پت ہوگیا۔ جنرل ڈائر ایک جانب کھڑا مسکراتا رہا اور لوگ تڑپ
تڑپ کر جان دیتے رہے یہاں تک کہ جنرل ڈائر کو تمام گولیوں کے ختم ہونے کی خبر دی

گئی تو اس نے مسکراتے ہوئے کہا، اب کوئی بچا بھی تو نہیں۔ جنگِ آزادی کی تاریخ میں جلیاں والا باغ میں وطن کی آزادی کے متوالوں کی قربانیوں کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ اس باغ میں جمع آزادی کے متوالوں میں مسلمانوں کے ہر طبقے نے شرکت کی اور اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا۔

تحریک خلافت :

۱۹۱۹ء میں خلافت کمیٹی اور جمعیۃ علماء کا قیام عمل میں آیا۔ اس کے رہنماؤں کے اقدامات و بیانات نے پورے ملک میں انگریزوں کے خلاف نفرت وحقارت اور غم وغصہ کو دوگنا کر دیا۔ انہوں نے آزادی کی تحریک کو مزید مستحکم کرنے کے لئے ترک موالات اور عدم تعاون کی قرارداد منظور کی اور مسلمانوں نے اس پر بڑی سختی سے عمل کیا اور تمام سرکاری مراعات سے دست بردار ہو گئے اور ناقابل تلافی نقصانات سے دوچار ہوئے۔ بقول انیس چشتی:

’’مسلمانوں کی معاشی بدحالی میں جو رہی سہی کسر تھی وہ ۱۹۲۱ء کی سودیشی تحریک نے پوری کر دی۔ آپ جن بڑی بڑی بین الاقوامی کمپنیوں کے نام سنتے ہیں ان میں اکثر کی ایجنسیاں مسلمانوں کے ہاتھ میں تھی۔ مثلاً باٹا کے جوتوں پر داؤد اینڈ کمپنی کی اجارہ داری قائم تھی۔ مغل لائن جہازراں کمپنی مکمل طور پر مسلمانوں کی ملکیت تھی۔ دیگر جہازراں کمپنیاں بوٹا والا صاحب اور آغا بوٹا والا کی ملکیت میں تھی۔ اس کمپنی کے ملاح اور ذمہ داران جس محلے میں رہتے تھے وہ محلّہ آج بھی ممبئی میں ناخدا محلے کے نام سے جانا جاتا ہے۔ اکسائڈ بیٹری، مانچسٹر کا کپڑا اور برمنگم کا کاغذ بالترتیب چنائے آدم جی اور عبدالرحمٰن سیٹھ ہی درآمد کر سکتے تھے۔ اسی طرح لپٹن، بُرک بانڈ، پرائمس اسٹو، سن لائٹ، لائف بوائے، پیٹرومیکس کی

گیس بتیوں اور دیگر لا تعداد انگریزی مصنوعات کی ایجنسیاں مسلمانوں کے ہی قبضے میں تھیں لیکن جیسے ہی کانگریس نے سودیشی تحریک کا صور پھونکا، مسلمان تاجروں نے دھڑا دھڑ اپنی ایجنسیاں انگریزوں کو واپس کر دیں اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ کسی سوچے سمجھے منصوبے کے تحت یہ ساری ایجنسیاں انگریزوں سے گجراتیوں اور مارواڑیوں نے اونے پونے حاصل کر لیں۔ ملک سے وفاداری کی یہ سزا معاشی بدحالی کی صورت میں بھارت کے مسلمان آج تک بھگت رہے ہیں۔‘‘

(جنگ آزادی اور مسلمان، پروفیسر انیس چشتی، صفحہ نمبر ۲۲-۲۳)

رولٹ ایکٹ ۱۹۱۸ء

۱۱ر نومبر ۱۹۱۸ء کو پہلی جنگ عظیم ختم ہوئی۔ جنگ کا خاتمہ سکون اور خوشی کا پیغام لانے کے بجائے ہمارے لئے ’’رولٹ ایکٹ‘‘ لایا جو زبردست احتجاج کے بعد ۱۸ر مارچ ۱۹۱۹ء کو پاس ہو گیا۔ سارے ملک میں اس ایکٹ کے خلاف غم وغصہ کی لہر دوڑ گئی۔ ملک کی سبھی جماعتوں نے اس ایکٹ کی زبردست مخالفت کی، گاندھی جی نے اس دن ملک کو قانون شکنی کا پیغام دیا جس نے ہر طرف نئی زندگی اور نئی بیداری کی لہر پیدا کر دی۔ (داستان اٹھارہ سوستاون، ص۵۴۹)

خلافت تحریک :

مسلمانوں نے خلافت عثمانیہ کے تحفظ اور ترک اقتدار اعلیٰ کی بحالی کے لئے ایک زبردست تحریک (۱۹۱۹ء) شروع کی یہ تحریک ہندوستان کی سیاسی تاریخ میں تحریک خلافت کے نام سے مشہور ہے۔ اس تحریک کے آغاز کا سبب خلافت کے سلسلے میں انگریزوں کی وعدہ خلافیاں تھیں۔ برطانوی وزیراعظم نے مسلمانوں کو یہ یقین دلایا تھا کہ خلیفۃ المسلمین کی حیثیت برقرار رہے گی۔ اور اسلام کے مقدس مقامات بے حرمتی سے

محفوظ رہیں گے، لیکن ۱۹۱۸ء میں جنگ کے آخر میں ترکی پر صلح کی جو شرائط پیش کی گئیں وہ نہایت ہتک آمیز تھیں۔ مسلمانوں میں غم وغصہ کی لہر دوڑ گئی۔ بمبئی میں خلافت کمیٹی قائم ہوئی۔ علی برادران نے آل انڈیا خلافت کمیٹی کی بنیاد رکھی۔ خلافت تحریک طوفان کی طرح ابھری اور آندھی کی طرح بڑھی اور پورے ملک میں اسی طرح چھا گئی کہ برطانوی حکومت کی چولیں ہلنے لگیں۔ خلافت کا مسئلہ خالص مسلمانوں کا مسئلہ تھا لیکن گاندھی جی نے بھی اس کی حمایت کی۔ خلافت تحریک کے پرچم تلے گاندھی جی کے ایما پر عدم تعاون کی تحریک مسلمانوں کی شروع کی۔ ایک ہفتہ بعد گاندھی جی نے کانگریس کو بھی عدم تعاون تحریک کی جماعت میں شامل کرلیا اور ہندو مسلمان اس طرح شیر وشکر ہوگئے کہ تاریخ میں اس طرح کا عملی اتحاد کبھی نہیں پیدا ہوا تھا۔ سارے ملک میں اس تحریک نے آگ لگادی۔ عدم تعاون کی اتنی تیز آندھی چلی کہ حکومت کا نظام درہم برہم ہوگیا۔ قائدین کے علاوہ ملک بھر میں تقریباً ۸۰/ ہزار افراد جیلوں میں بند کردیئے گئے۔

(داستان اٹھارہ سوستاون ص۵۳-۵۵۲)

نان کوآپریشن تحریک (ترک موالات)

نومبر ۱۹۱۹ء میں خلافت کانفرنس کے موقع پر انقلابی علماء نے جمعیۃ علماء ہند کے نام سے باضابطہ جماعت کی تشکیل کی جس کے پہلے صدر مفتی کفایت اللہؒ منتخب ہوئے۔ اب ہندوستان میں مسلمانوں کی دو فعال تنظیمیں جنگ آزادی کے میدان میں متحرک نظر آنے لگی تھیں۔ ایک خلافت کمیٹی دوسری جمعیۃ علماء ہند، خلافت کمیٹی نے ۹/ جون ۱۹۲۰ء کو اپنے الہ آباد کے اجلاس میں ترک موالات کی تجویز منظور کی۔ ۱۹/ جولائی ۱۹۲۰ء کو شیخ الہند مولانا محمود حسن نے کمیٹی کے فیصلے کی تائید میں ترک موالات کا فتوی دیا جس کو بعد میں مولانا ابوالمحاسن سجاد بہاری نے مرتب کرکے جمعیۃ علماء ہند کی طرف سے ۴۸۴ دستخطوں کے ساتھ شائع کیا۔ اس فتوی کو لے کر خلافت کمیٹی اور کانفرنس کے رہنما وکارکن سبھی برطانوی حکومت کے مقابلہ میں صف آرا ہوگئے۔ اور ۳۱/ اگست ۱۹۲۰ء سے

باقاعدہ عدم تعاون کی تحریک شروع ہوگئی۔ ۸/ اگست ۱۹۲۱ء کو جمعیۃ علماء ہند کا شائع کردہ ترک موالات کا فتوی ضبط کرلیا گیا۔ اور جمعیۃ اس فتوی کو بار بار شائع کرتی رہی۔ ۲۱/ نومبر ۱۹۲۱ء کو ولایتی مال کے بائیکاٹ کی قرارداد منظور ہوئی۔

(داستان اٹھارہ سوستاون ص۵۶-۵۵۵)

ترکِ موالات کی اہم تجاویز مندرجہ ذیل تھیں۔

۱۔ خطابات اور اعزازی عہدے چھوڑنا۔
۲۔ کونسلوں کی ممبری سے علیحدگی۔
۳۔ دشمنان دین کو تجارتی نفع نہ پہنچانا۔
۴۔ کالجوں اور اسکولوں میں سرکاری امداد نہ قبول کرنا اور سرکاری یونیورسٹیوں سے تعلق قائم نہ رکھنا۔
۵۔ دشمنان دین کی فوج میں ملازمت نہ کرنا اور کسی قسم کی فوجی امداد نہ پہنچانا۔
۶۔ عدالتوں میں مقدمات نہ لے جانا اور وکیلوں کے لئے ان مقدمات کی پیروی نہ کرنا وغیرہ۔

خلافت کمیٹی اور جمعیۃ علماء ہند کے فیصلوں کے بعد کانگریس نے اجلاسِ کلکتہ میں نان کوآپریشن رزولیوشن منظور کیا۔

عرب موپلا کسان تحریک

مالابار کیرالہ کے نام سے جنگ آزادی کی تاریخ میں ایک یادگار ہے جہاں عرب موپلا کسانوں نے ملک کے سیاسی حالات سے متاثر ہوکر ۱۹۲۱ء میں انگریزوں کے خلاف بغاوت کا علم بلند کیا۔ (ایضاً ص۵۵۶)

بھارت چھوڑو تحریک (کوئٹ انڈیا) ۱۹۴۲ء کا خونیں انقلاب:

۵/ اگست ۱۹۴۲ء کو جمعیۃ علماء ہند کی مجلس عاملہ نے ایک اخباری بیان جاری کیا جس میں کھلے لفظوں میں کہا گیا کہ انگریز ہندوستان چھوڑ دے۔ اس کے بعد ۸/ اگست

۱۹۴۲ء کو بمبئی میں آل انڈیا کانگریس کا اجلاس مولانا ابوالکلام آزاد کی صدارت میں ہوا
جس میں انگریز بھارت چھوڑو کو تجویز منظور ہوئی ۔ گاندھی جی نے کرو یا مرو کا نعرہ دیا ۔
گرفتاریاں شروع ہوئیں ۔ کانگریس کے ساتھ ساتھ جمعیۃ علماء ہند کے رہنما اور ہزاروں
کارکن گرفتار ہوئے ۔ حکومت کے اس نادرشاہی طرز عمل سے تمام ہندوستان میں آگ
اور خون کی ہولی کھیلنے کے لئے عوام سڑکوں پر نکل آئے ۔ اس انقلابی طوفان میں
ہندوستان کے ہر مذہب وملت کے لوگ برابر کے شریک رہے ۔ پولس کی گولیوں سے
مختلف علاقوں میں لاتعداد مسلمان شہید ہوئے ۔ (داستان اٹھارہ ستاون ص ۵۶۸)

آزاد ہند فوج :

ملک کی آزادی کے لئے نیتاجی سبھاش چندر بوس نے ہندوستان کے باہر جو
لڑائیاں ۱۹۴۳ء سے ۱۹۴۵ء تک لڑیں ۔ ان میں ان کے بہادر جنرلوں میں جنرل
شاہنواز کا نام سرفہرست ہے ۔ وہ قومی جذبہ سے سرشار ہوکر ۱۹۴۳ء میں آزاد ہند فوج میں
شامل ہو گئے تھے ۔ انگریز حکومت کے خلاف مسلمانوں اور ہندوؤں نے مشترکہ طور پر
بغاوت کی اور انگریزی فوج سے نکل کر آزاد ہند فوج میں شامل ہو گئے ۔ کہا جاتا ہے کہ
آزاد ہند فوج تین لاکھ فوجیوں پر مشتمل تھی فوجی افسروں میں بڑی تعداد مسلمانوں کی تھی ۔
عام فوجیوں میں بھی مسلمانوں کی تعداد کم نہ تھی ۔ نیتاجی کے باڈی گارڈ بھی مسلمان ہی تھے ۔
جن میں کرنل حبیب الرحمٰن اور کرنل راشد علی کے نام سرفہرست ہیں ۔ دراصل نیتاجی
مسلمانوں کی جنگی صلاحیت سے خوب واقف تھے ۔ اس لئے جنگی صلاح ومشورے کے
سلسلے میں مسلمان افسروں پر ہی زیادہ اعتماد کرتے تھے ۔ ہزاروں مسلمان فوجی اور افسر
آزاد ہند فوج کے محاذ پر لڑتے ہوئے وطن کی خاطر شہید ہو گئے ۔ (ایضاً ص ۵۷۱)

رائل انڈین نیوی (۱۹۴۶ء) کا انقلاب :

ہندوستان کی جنگ آزادی کی تاریخ میں ۱۹۴۶ء سے قبل متعدد بار فوجیوں میں
بغاوت کے آثار نظر آئے لیکن ۱۹۴۶ء کا واقعہ کافی سنگین تھا ۔ جب بحری بیڑے میں کام

کرنے والوں نے ممبئی اور کراچی میں انقلاب کا نعرہ بلند کیا ۔ بمبئی کے بحری بیڑے میں
کرناخاں کی سرگرمیاں بہت تیز تھیں ۔ انہوں نے گولی کی بغاوت میں بہت اہم رول ادا
کیا ۔ کراچی میں بحری بغاوت کا یہ واقعہ ناقابل فراموش ہے کہ ایک مسلمان طالب علم
انور حسین لاہوری ہاتھ میں سرخ جھنڈا لے کر جہاز کے ڈیک پر چڑھ کر انقلاب زندہ باد
کے نعرہ لگاتے ہوئے پولیس کی گولیوں سے شہید ہو گیا ۔

جنوری ۱۹۴۶ء میں ۱۵۰۰ سے زائد ہوائی فوجیوں نے بمبئی میں ہڑتال کر کے
یہ مانگ کی کہ ہوائی فوجوں میں ہندوستانیوں اور انگریزوں میں تفریق ختم کر دی جائے
اور ہندوستان کو بھی وہی مراعات دی جائیں جو انگریزوں کو حاصل ہیں ۔ حکومت کے
خلاف بحری بیڑوں کے جہازوں نے بھی بغاوت کر دی ۔

۲۳؍فروری ۱۹۴۶ء کو بمبئی میں زبردست ہڑتال ہوئی جس میں دو لاکھ سے
زیادہ مزدور شریک ہوئے ۔ (داستان اٹھارہ سو ستاون ۷۷ ۔ ۵۷۶) مولف فاروق
ارگلی ۔ تحریک آزادی اور ہندوستانی مسلمان ۔ مضمون نگار ۔ محمد احمد صدیق)

مسلمانوں کے خلاف انگریز حکام کی ظالمانہ کارروائیاں :

انگریزوں کے دلی پر اقتدار حاصل ہو جانے کے بعد قتل عام ہوا اور چند دنوں
میں ۲۷ ہزار مسلمان شہید کر دئے گئے ۔ پورے ملک میں گرفتاری وقتل کا سلسلہ منظم طور پر
جاری رہا ۔ محلے کے محلے تباہ کر دیئے گئے ۔ پردہ نشین خواتین کے ساتھ انسانیت سوز
حرکات کی گئیں ۔ معروف صحافی ومصنف فاروق ارگلی اپنی کتاب **فخر وطن** میں لکھتے ہیں ۔

شہر دہلی پر پوری طرح قابض ہو جانے کے بعد انگریز اور سکھ فوجیوں
کو تین دن تک شہر کو لوٹنے کی عام اجازت دی گئی ۔ اس دوران
ہزارہا انسانوں کا خون بہایا گیا ، مسلمانوں کو چن چن کر قتل کیا گیا ۔
قیصر التاریخ جلد دوم کے مطابق غدر کے بعد ۲۷ ہزار مسلمانوں کو
پھانسی دی گئی ، بچوں اور عورتوں کو بھی نہیں چھوڑا گیا ۔ خواتین کے

ساتھ ایسا سلوک کیا گیا جس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا ۔انگریزوں
کی نظر میں ان کے سب سے بڑے دشمن مسلم علماء تھے لہذا دلی پر فتح
پانے کے بعد کمپنی نے مولویانہ وضع قطع رکھنے والے ہر شخص کو بے
دریغ گولی ماردی یا پھانسی پر لٹکا دیا ۔ پورے ملک میں صرف ۱۵/
دنوں میں دو لاکھ مسلمان شہید ہوئے جن میں سے ۵۱/ ہزار علماء و
دیندار اصحاب تھے ۔ ایک انگریز واقعہ نگار ایڈورس ٹامسن کے
مطابق صرف دلی میں ۵۰۰ علماء کو پھانسی دی گئی ۔ یہ شخص آگے چل
کر لکھتا ہے کہ ۱۸۶۴ء سے ۱۸۶۷ء تک صرف تین سالوں میں
انگریزوں نے ۱۴ ہزار علماء کو پھانسی دی ۔ٹامسن کا چشم دید بیان ہے
کہ دلی میں اس کے سامنے کافی تعداد میں علماء باری باری آگ میں
جلائے جاتے ۔ایک انگریز نے کہا مولویو! تم میں سے صرف ایک
آدمی کہہ دے کہ ۱۸۵۷ء کی جنگ میں ہم شریک نہ تھے تو ابھی تم
سب کو رہا کر دیا جائے گا ۔ٹامسن کہتا ہے مجھے پیدا کرنے والے کی
قسم کسی مسلمان عالم نے یہ نہیں کہا اور سب کے سب آگ میں جل
گئے لیکن انگریزوں کے سامنے گردن نہیں جھکائی ۔اس ضمن میں سر
الفرڈ لائیڈ کی یہ تحریر اس بات کا سب سے بڑا ثبوت مانی جاتی ہے کہ
انگریز کی نظر میں مسلمان ہی ان کے لئے سب ہندوستانیوں سے
زیادہ خطرناک تھے ۔سر الفرڈ لائیڈ لکھتے ہیں ۱۸۵۷ء کی بغاوت کے
بعد مسلمانوں پر انگریز اس طرح ٹوٹ پڑے جیسے وہی ان کے اصلی
دشمن اور سب سے خطرناک حریف ہوں ۔ (فخرِ وطن صفحہ نمبر ۱۳۳)

غدر ۱۸۵۷ء کی ناکامی کے بعد انگریزوں نے باشندگانِ ہند پر ظلم کی انتہا
کر دی ۔ دہلی اور پورے ملک میں نسل کشی کی گئی ۔مشہور صاحبِ قلم ایڈورس ٹامسن کی

کتاب تصویر کا دوسرا رخ سے چند اقتباسات پیش کئے جا رہے ہیں ۔جن سے انگریزوں
کی شقاوت وانتقام اور ظلم وستم کا اندازہ کیا جا سکتا ہے ۔

''باغیوں کے جرائم کے مقابلے میں ہزار گنا زیادہ سنگین پاداش
باشندگانِ دلی کو برداشت کرنی پڑی ۔ ہزارہا مرد، عورتیں اور بچوں کو
بے گناہ خان ماں برباد ہو کر جنگلوں اور ویرانوں کی خاک چھاننی
پڑی اور جتنا مال واسباب پیچھے چھوڑ گئے ان سے ہمیشہ کے لئے ان
کو ہاتھ دھونے پڑے ۔ (صفحہ نمبر ۸۲)

ہماری فوج کے شہر میں داخل ہونے پر تمام ایسے لوگ جو شہر کی چار
دیواری کے اندر چلتے پھرتے نظر آئے سنگینوں سے وہیں ختم کر دئے
گئے ۔ایسے بدقسمت انسانوں کی تعداد بہت کافی تھی ۔ آپ اس
ایک واقعہ سے بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ایک گھر میں چالیس یا
پچاس ایسے اشخاص ہمارے خوف سے پناہ گزیں ہو گئے جو اگر چہ
باغی نہ تھے بلکہ غریب شہری تھے اور ہمارے عفو وکرم پر تکیہ لگائے
ہوئے تھے سب مار دیئے گئے ۔ بے گناہ شہریوں کو حالانکہ وہ ہاتھ
جوڑ جوڑ کر رحم کی درخواست کر رہے تھے، گولی کا نشانہ بنایا گیا ۔
(صفحہ نمبر ۹۷)

پورے ملک میں ہندوستانیوں کے ساتھ انگریزوں نے کیا معاملہ کیا، ٹامسن
اپنی کتاب تصویر کا دوسرا رخ میں لکھتا ہے ۔

''باغیوں کے علاوہ عام آدمی میں سے عورتوں، مردوں، بچوں اور
بوڑھوں تک کو بھی پھانسی کے تختوں پر لٹکایا گیا، نہ صرف سولی پر اکتفا
کیا گیا بلکہ دیہات میں ان کو اپنے مکانوں میں بند کر کے آگ میں
جلا کر خاکستر کر دیا گیا اور شاذ و نادر ہی کسی ایک کو گولی سے مارنے

کی تکلیف کی گئی ۔انگریزوں نے نہ صرف اس قسم کی خوف ناک
سزاؤں کا فخریہ اظہار بھی کیا بلکہ خود اپنی یادداشتوں میں ان
دردناک واقعوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ۔

ہم نے حتی الامکان کسی ذی روح آبادی کو زندہ رہنے نہیں دیا یہاں
تک کہ ان سیاہ فام انسانوں کے زخموں پر نمک چھڑکنے کے
نظاروں سے اپنی خون آشام کی پیاس بجھا کر لطف اٹھاتے رہے
ہیں۔ (صفحہ نمبر ۷۳)

مسٹر گریڈ (Greathed) جو محاصرین کے ساتھ سِول کمشنر کی حیثیت سے
کام کرتا تھا لکھتا ہے کہ

''دو انگریزوں کے قتل کے عوض پانچ سو باغیوں کی جان لینا ایک
خوف ناک بدلہ ہے جو کبھی فراموش نہیں ہو سکے گا۔

(صفحہ نمبر ۶۸ بحوالہ Letters written during the deige 15)

لارڈ کنگ اپنے ایک مراسلے میں جو ملکہ وکٹوریہ کی خدمت میں بھیجا گیا تھا
یوروپین قوم کی طبع پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''ہماری قوم کے دماغ میں ایک عالم گیری دیوانگی اور انتقام موجزن ہے، ہر
دس آدمی میں سے ایک بھی تو ایسا دکھائی نہیں دیتا جو چالیس پچاس ہزار
انسانوں کے بے دریغ قتل و پھانسی کو ضروری اور صحیح نہ سمجھتا ہو۔(صفحہ نمبر ۵۴)

ٹائمس آف انڈیا کے ایڈیٹر مسٹر ڈیلین (Delean) نے اپنے ایک آرٹیکل
میں لکھا ہے کہ

''زندہ مسلمانوں کو سور کی کھال میں سینا یا پھانسی سے پہلے ان کے
جسم پر سور کی چربی ملنا یا زندہ آگ میں جلانا یا ہندوستانیوں کو مجبور
کرنا کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ بدفعلی کریں ایسی مکروہ اور

منتقمانہ حرکات کی دنیا کی کوئی تہذیب بھی کبھی اجازت نہیں دیتی۔
ہماری گردنیں شرم اور ندامت سے جھک جاتی ہیں اور یقیناً ایسی
حرکات عیسائیت کے نام پر ایک بدنما دھبہ ہیں جن کا کفارہ لازمی
طور پر ہمیں بھی ایک دن ادا کرنا پڑے گا۔ اس قسم کی دردناک
جسمانی اور دماغی سزاؤں کے دینے کا ہمیں مطلقاً کوئی حق نہیں اور
نہ ہی ہم یورپ میں ایسی سزائیں دینے کی جرأت کر سکتے ہیں۔

(تصویر کا دوسرا رخ صفحہ نمبر ۴۸، بحوالہ Russel Diary II صفحہ نمبر ۴۳۔ (May 1857)

مسٹر موبرے تھامسن (Mobrey Thompson) نے بعض قیدیوں
کی دردناک سرگزشت جن کو اس نے خود قید کیا تھا سر ہینری (Henry Cotton) کو
ذیل کے الفاظ میں سنائی۔

شام کے وقت ایک سکھ اردلی میرے خیمے میں آیا اور سلام کر کے
پوچھنے لگا۔ آپ غالباً یہ دیکھنا پسند کریں گے کہ ہم نے قیدیوں کے
ساتھ کیسا سلوک کیا ہے، یہ خیال کرتے ہوئے کہ کہیں قیدیوں کے
ساتھ زیادتی نہ کی گئی ہو میں فوراً لپک کر ان کے خیمے میں گیا جہاں پر
میں نے ان بدبخت مسلمانوں کو عالمِ نزع میں بے حال دیکھا یعنی
مشکیں باندھ کر برہنہ ان کو زمین پر لٹایا ہوا تھا اور سر سے لے کر
پاؤں تک تمام جسم گرم تانبے سے داغ دیا تھا۔ اس روح فرسا
نظارے کو دیکھ کر میں نے اپنے پستول سے ان کا خاتمہ کر دینا ہی ان
کے حق میں مناسب سمجھا۔

(تصویر کا دوسرا رخ صفحہ نمبر ۴۶، بحوالہ Cotton Indian an Home Memories p. 143)

لیفٹیننٹ رابرٹس (Roberts) جو بعد میں قندھار کے لارڈ رابرٹس کی
حیثیت سے مشہور ہوا۔ اپنی والدہ کو ایک خط میں اس واقعہ پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے

لکھتا ہے۔

ہم پیشاور سے جہلم پیادہ پا سفر کرتے ہوئے پہونچے اور راستے میں
کچھ کام بھی کرتے چلے آئے یعنی باغیوں سے ہتھیار چھیننا اور ان کو
پھانسیوں پر لٹکانا۔ چنانچہ توپ سے باندھ کر اڑا دینے کا جو طریقہ
ہم نے اکثر استعمال کیا ہے اس کا لوگوں پر ایک خاص اثر ہوا یعنی
ہماری ہیبت ان کے دلوں میں بیٹھ گئی۔ یہ طریقۂ سزا اگرچہ نہایت
ہی دل خراش منظر ہے لیکن بحالت موجودہ اس کے سوا چارہ نہیں۔
فوجی عدالت کے حکم سے فی الفور سر قلم کر دیئے جاتے ہیں اور یہی
پالیسی اس وقت ہر چھاؤنی میں عمل میں لائی جاتی ہے۔

(صفحہ نمبر ۳۸ بحوالہ Letters written during Indian Mutiny June 1875)

لارڈس رابرٹس کے نزدیک اس کا مقصد یہ ہے کہ

ان بدمعاش مسلمانوں کو بتا دیا جائے کہ خدا کے حکم سے صرف انگریز
ہی ہندوستان پر حکومت کریں گے۔

(تصویر کا دوسرا رخ صفحہ نمبر ۳۹ بحوالہ Ibid letters written 31st December 1857)

ملک اور دہلی میں ظلم وسفاکی اور خونریزی و نسل کشی جاری تھی، خود لال قلعہ میں قتل و پھانسی اور ذلت و رسوائی کے دل دوز و روح فرسا مناظر تھے۔ بہادر شاہ ظفر کے شہزادوں میں مرزا مغل، مرزا خضر خاں، مرزا ابوبکر اور مرزا عبداللہ بے دردی سے قتل کئے گئے۔ شاہی گھرانے کے اہم افراد یا تو قتل کر دیئے گئے یا قید میں ڈال دیئے گئے۔ شہزادوں کے سر قلم کر کے بہادر شاہ ظفر کے سامنے پیش کئے گئے۔ خود بہادر شاہ ظفر کو قید با مشقت کی سزا دی گئی۔ نوجوانوں کو چن چن کر قتل کر دیا گیا۔ اسلام کے خلاف شکوک و شبہات اور مسلم حکمرانوں کی خدمات کو بھلاتے ہوئے ان کو بدنام کرنے کے لئے نئے نئے واقعات گڑھے گئے۔

۱۸۵۷ء کے غدر میں مسلمانوں کے قائدانہ رول کے بعد مسلمانوں پر مظالم کی انتہا کر دی گئی۔ انگریزوں کے ظلم و بربریت کا سلسلہ اس وقت تک جاری رہا جب تک کہ ملک کو آزادی نہ مل گئی۔ ۱۷۵۷ء سے ۱۹۴۷ء تک لاکھوں مسلمان شہید کر دیئے گئے، لاکھوں بچے یتیم اور عورتیں بیوہ ہو گئیں۔ ان کی جائداد و اثاثوں کو ضبط کیا گیا اور ان کی ترقی و کامیابی اور سکون و اطمینان کی ساری راہوں کو بند کر دیا گیا۔ ان سب کے باوجود مسلمان ملک کی آزادی کی لڑائی لڑتے رہے اور آخر کار ملک آزاد ہوا۔

ڈاکٹر ودھیا ساگر آنند نے ان حقیقت کا اعتراف کیا ہے کہ۔

''۱۸۵۷ء کا یہ سنگین دور دراصل ہندوستانی قوموں کی بے شمار
قربانیوں اور ایثار کی داستان ہے۔ ایسی داستان جس کا آغاز بہادر
شاہ ظفر کی شخصیت سے ہوا۔ وہ پاک باز لیکن نحیف ہاتھ جس پر تمام
ہندو، مسلم، سکھ نے بیعت کی، اعتماد کیا۔ آج ہم جس کے طفیل
ہندوستان کو آزاد دیکھ رہے ہیں، وہ دراصل ہماری نوّے سال کی
جدوجہد کا ثمرہ ہے۔

۱۸۵۷ء کے بعد بہادر شاہ ظفر کو انتہائی بے عزتی اور توہین آمیز
سلوک سے دو چار ہونا پڑا۔ آزادی کا چراغ منور کرنے والے
آخری تاجدار کو رسوا کر کے بڑی اذیت ناک حالت میں گھر سے
ہزاروں میل دور قید خانے میں بھیج دیا گیا اور ہندوستان کے عوام پر
بھی ظلم وستم کا پہاڑ توڑا گیا، انہیں گولیوں کا نشانہ بنایا گیا، معصوم
بچوں کو روندا گیا اور پاک باز خواتین کی عصمت کو تار تار کیا گیا۔ اس
ظلم وستم و سختیوں کے سبب ہندوستانی عوام میں جنگِ آزادی کی
امنگ اور فزوں تر ہوئی، اسے مزید تقویت حاصل ہوئی اور وہ مر
مٹنے کے لئے تیار ہو گئے۔

مجروح سلطان پوری کا ایک شعر ہے۔

ستون دار پہ رکھتے چلو سروں کے چراغ
جہاں تلک یہ ستم کی سیاہ رات چلے

ان مشترکہ عزم راسخ اور جہد مسلسل کا نتیجہ ۱۹۴۷ء میں برآمد ہوا۔ یہ ایک طویل اور دشوار مرحلہ تھا جس میں کئی نشیب وفراز آئے، جنگ آزادی کو مختلف محاذوں پر لڑنا پڑا۔

اس طویل جنگ آزادی کا مقصد بالآخر نوے سال بعد ۱۵/اگست ۱۹۴۷ء میں جا کر حاصل ہوا جب پنڈت جواہر لال نہرو نے بہادر شاہ ظفر کی آبائی رہائش لال قلعہ سے آزاد ہندوستان کا اعلان کیا۔

آج ہندوستان کو ایسے لوگوں کی سخت ضرورت ہے جو بہادر شاہ ظفر جیسی بصیرت، فراخ دلی، سچائی اور روشن خیالی کے حامل ہوں۔ موجودہ حالات میں جب مذہبی منافرت سے ماحول کو پراگندہ کیا جا رہا ہے۔ بہادر شاہ ظفر کے کردار وعمل اور ان کے غیر متعصب رویہ کی تشہیر وتبلیغ کرنے کی ضرورت ہے۔''

(دیباچہ: جنگ آزادی کے اولین مجاہدین اور بہادر شاہ ظفر، ڈاکٹر ودھیا ساگر آنند، صفحہ نمبر ۱۱۔۱۲)

آزادی کی صبح :

آزادی کی صبح بڑی قربانیوں اور تمناؤں کے بعد طلوع ہوئی لیکن یہ صبح جس کا مدتوں سے انتظار تھا مسلمانوں کے لئے بڑی بھیانک ثابت ہوئی۔ تقسیم ملک کے نتیجہ میں نفرت وعداوت کا گھٹاٹوپ اندھیرا چھا گیا، بے گناہوں کے خون سے زمین لالہ زار ہو گئی۔ ہندوستانی مسلمان بے پناہ خوف وہراس میں مبتلا ہو گئے۔ مسلمانوں نے آزادی کا جو خواب دیکھا تھا وہ بکھر کر رہ گیا۔

آج ملک کو آزاد ہوئے ۷۰ سال ہو چکے ہیں۔ اس طویل مدت میں مسلمانوں کو کتنی آزمائشوں سے گزرنا پڑا، یہ ایک لمبی داستان ہے حکومت اور مختلف تنظیموں و اداروں نے ہر محاذ پر مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کی ہر ممکن کوشش کی۔ تعلیمی واقتصادی

میدان میں ان کو کمزور سے کمزور کرنے کی سازش کی۔

سچر کمیٹی رپورٹ کے منظرِ عام پر آنے کے بعد مسلمانوں کی تعلیمی ومعاشی و سیاسی پسماندگی واضح ہو چکی ہے کہ وہ برادران وطن کی بنسبت تمام شعبۂ ہائے زندگی میں پچھڑ چکے ہیں حتی کہ پسماندہ اقوام سے بھی بدتر زندگی گزارنے پر مجبور ہو چکے ہیں۔ دستور ہند میں دیئے گئے حقوق کے باوجود دوسرے نمبر کے شہری بن چکے ہیں۔ مسلمان اپنی آبادی کے تناسب سے کہیں زیادہ جیلوں میں قید ہیں۔ جیل کی صعوبتوں اور اذیت ناک سزاؤں سے دو چار ہو رہے ہیں۔ بہت سوں پر مقدمے کی کارروائی شروع نہیں ہوئی اور بہت سوں کے مقدمات زیرِ سماعت ہیں اور بہت سے جرم ثابت نہ ہونے پر رہا کر دئے گئے ہیں۔

(S.E.E)Strive for Eminence & Emopoermant
کے زیر اہتمام ۱۷/مارچ ۲۰۱۳ء کو گنا سنستھا ڈالی گنج لکھنؤ میں منعقد ایک نیشنل کانفرنس۔ جس میں سیاسی قائدین، مسلم دانشوران، صحافی، وکلاء، اور مختلف تنظیموں، اداروں اور صوبوں کے نمائندے موجود تھے۔ میں حضرت مولانا محمد فضل الرحیم صاحب مجددی نقشبندی امیر جامعۃ الہدایہ جے پور نے اپنا کلیدی خطبہ پیش کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ۔

''ہندوستان میں چائلڈ لیبر میں سب سے زیادہ تعداد مسلمان بچوں کی ہے۔ ہمیں تعلیم سے سائڈ لائن کیا گیا، تعلیمی ترقی سے ہمیں ہٹایا گیا، اس کا نتیجہ صرف یہی نہیں ہوا کہ ہم تعلیم کے میدان میں پچھڑ گئے بلکہ ہم سیاسی، انتظامی اور مالی طاقت سے بھی باہر ہو گئے، ہمیں تمام قسم کے پاور سینٹروں سے باہر کر دیا گیا''۔

میں ایک رپورٹ اور پیش کرتا ہوں جو سچر کمیٹی کی رپورٹ میں شامل تھی اسے حذف کر دیا گیا جو انڈین اکسپریس کی سائڈ پر موجود ہے کہ مسلمان اپنی آبادی کے تناسب سے کئی گنا زیادہ جیلوں میں بند ہیں۔

مہاراشٹر میں مسلمان 10.6 فیصد ہیں جب کہ 32.4 فیصد جیلوں میں بند ہیں ۔ گجرات میں مسلم آبادی 9.04 فیصد ہے جب کہ 25 فیصد سے زیادہ جیلوں میں بند ہیں ۔ آسام میں 30.09 فیصد ہیں جب کہ 31 فیصد سے زیادہ جیلوں میں بند ہیں ۔ دہلی میں 11 فیصد ہے جب کہ 20 فیصد سے زیادہ جیلوں میں بند ہیں ۔

(ماہنامہ ہدایت، جے پور مئی 2013 صفحہ نمبر ۱۸ لکھنؤ کانفرنس نمبر)

اسی طرح ۲۳ جون ۲۰۱۳ء کو منعقد نیشنل کانفرنس بائکلا ممبئی میں حضرت صاحب نے اپنے مفصل خطاب میں فرمایا۔

ممبئی سینٹرل جیل اور تھانہ جیل میں مسلمان تقریباً ۵۲ فیصد ہیں جب کہ ان کی آبادی ۱۱ فیصد ہے۔

ہم آپ کی توجہ Tata Institute Social Science کی اس ریسرچ کی طرف مبذول کرانا چاہتے ہیں جو ۲۰۱۱ء میں شائع ہوئی ہے ۔ ریسرچ کرنے والے ڈاکٹر وجے راگوون تھے اور ریسرچ کا موضوع تھا۔

Study of the Socio Economic profile and rehabilitation needs of Muslim Community in present Maharashtra.

مہاراشٹر کے وہ مسلمان جو جیلوں میں ہیں ان کی سماجی واقتصادی حالت کیا ہے؟ کس حال میں رہ رہے ہیں؟ ان کی صحت کا کیا حال ہے؟ اور ان کو قانونی مدد حاصل ہو رہی ہے یا نہیں؟ ان کو لیگل ایڈ ملنے کے کتنے امکانات ہیں؟

مسلمان اپنی آبادی سے پانچ گنا زیادہ جیلوں میں بند ہیں ۔ اس وقت جیلوں میں موجودہ مسلمانوں کا ۴۲ فیصد گزشتہ ایک سال میں جیلوں میں بند ہوا ہے اور ایک اس سے زیادہ شرمناک تصویر ہمارے سامنے آتی ہے وہ یہ کہ ان ۴۲ فیصد مسلمانوں میں ۵۷ فیصد ایسے لوگ ہیں جن

کا کوئی کرمنل ریکارڈ نہیں ہے، وہ پہلی بار جیلوں میں گئے تھے، وہ نوجوان تھے، ملازمت کر رہے تھے اور صرف ۲۵ فیصد ایسے مسلمان تھے جن کا کرمنل ریکارڈ مل سکتا ہے۔

پولیس کسٹڈی میں مسلمانوں کا کیا حال ہوتا ہے، اس کو سن لیں گے تو رونگٹے کھڑے ہو جائیں گے۔ ڈاکٹر آر، ڈی نیمشن کمیشن جو ۲۰۰۷ میں بیٹھا تھا۔ انسانی حقوق کی NGO'S نے اور پورے ملک کے مسلمانوں نے اور تمام سیکولر طاقتوں نے اس کے خلاف آواز اٹھائی تھی۔ رپورٹ منظرِ عام پر آ گئی ہے۔ قیدیوں کے ساتھ کیا سلوک کیا گیا، ان کو سور کا گوشت کھلایا گیا، ان کو پیشاب پلایا گیا، ان کو کرنٹ لگایا گیا، سادے کاغذ پر ان کے انگلیوں کے نشانات لئے گئے، ان کو بھوکا رکھا گیا۔ یہ غیر انسانی سلوک کرنے کی اجازت دنیا کا کوئی مہذب ملک نہیں دے سکتا۔

ہماری ایجنسیوں کو بھی محبت کا، پیار کا اور انسانوں کے ساتھ رواداری رکھنے کا درس دیا جائے ۔ اپنے ہی ملک کی عوام سے نفرت کرنا یہ اچھی علامت نہیں ہے۔ ہماری ایجنسیاں ان لوگوں کا طریقہ اختیار کرنا چاہتی ہیں جو انسانی حقوق کو پامال کرنے میں مشہور ہیں ۔ ان جیلوں کی تقلید کرنا چاہتی ہیں جن کو بند کرنے کی آوازیں پوری دنیا میں اٹھ رہی ہیں ۔

یہ اس قوم کے بچوں اور نوجوانوں کا حال ہے جن کے آباء واجداد نے اس ملک کی آزادی میں اپنا خون بہایا تھا، سینوں کو چھلنی کیا تھا، پھانسی کے پھندوں پر لٹکے تھے، تاریخ مسلمانوں کے احسانات سے بھری پڑی ہے۔

چاہے مسلمانوں کی خدمات آزادی سے پہلے کی ہوں یا آزادی کے

بعد کی ہوں اور انگریزوں نے بھی اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ اگر
مسلمانوں کی شمولیت تحریک آزادی میں نہ ہوتی تو ہم کچھ اور مدت
اس ملک پر حکومت کرتے ۔مسلمانوں کی قربانیوں کی برکت تھی کہ
ان کی وجہ سے یہ ملک آزاد ہوا۔تحریک آزادی میں اس ملک کی تمام
قوموں نے حصہ لیا۔ٹیپو سلطان ،مولانا ابوالکلام آزاد ،مولانا حسین
احمد مدنی ،حسرت موہانی ،قاضی ثناءٔ اللہ پانی پتی ،علامہ شبلی نعمانی ،
مولانا محمود الحسن ،ظفر علی خاں ،اکبر الہ آبادی ،سعید احمد اکبرآبادی ،
مولانا شبیر احمد عثمانی ،مولانا احمد عثمانی ،ڈاکٹر ذاکر حسین ،مولانا عبید
اللہ سندھی ،مولانا اسماعیل شکوہ آبادی ،مولانا عباد احمد کاکوروی ،
برکت اللہ بھوپالی ،مولانا جعفر تھانیسری ،مولانا فضل حق خیرآبادی ،
قاضی سید عابد پیرزادے ،مفتی محمود احمد ،خان عبدالغفار خان ،حاجی
امداد اللہ مہاجر مکی ایک لمبی فہرست ہے ۔اگر شمار کرنے جائیں گے تو
لاکھوں افراد ہیں جنہوں نے اس ملک کی تحریکِ آزادی کو آبیاری
بخشی ہے اور اس کو زندہ رکھا ہے اور اس ملک سے ظالموں کو نکلنے پر
مجبور کر دیا ہے ۔

آزادی کے بعد بھی ہماری خدمات ہیں ،کوئی اس سے انکار نہیں کر
سکتا ۔اس ملک کو تعلیم کے میدان میں سمت دی ہے ۔اس میں سر
فہرست مولانا ابوالکلام آزاد اور ڈاکٹر ذاکر حسین ہیں اور اسی طرح
اس ملک کو زراعت (کھیتی) میں خود کفیل بنانے میں سب سے بڑی
قربانی رفیع احمد قدوائی صاحب کی ہے ۔اسی طرح میزائل بنانے
میں سب سے بڑا تعاون ڈاکٹر اے پی جے عبدالکلام کا ہے ۔جب
جب موقعہ ملا ہے ہم نے اس ملک کے سر کو اونچا کیا ہے اور جب

جب ملک پر آنچ آئی ہے تو ہم نے ملک کی بقا کی خاطر اپنے سینوں
کو چھلنی کیا ہے ۔۱۹۶۴ء کی جنگ میں ہمارا خون شامل ہے ۔۱۹۷۱ء
کی جنگ میں ہمارا خون شامل ہے ۔کارگل کی جنگ میں ہمارا خون
شامل ہے اور ہم نے دشمن کو پیچھے ہٹنے پر مجبور کر دیا ہے اور میں دعا
کرتا ہوں کہ اللہ ہمارے ملک کی سرحدوں کی حفاظت فرمائے ۔اگر
کبھی بھی اس ملک پر آنچ آئی تو انشاء اللہ ہمارے مسلم نوجوان سینہ
سپر ہو کر دشمن کو پیچھے دھکیلنے پر مجبور کر دیں گے ۔ اس ملک کا مسلمان
آزادی سے پہلے کی خدمات اور آزادی کے بعد کی خدمات
باوجود مواقع نہ ملنے کے یہ توقع رکھتا ہے اور چاہتا ہے کہ وہ عزت کی
زندگی جیئے ۔اس ملک کا مسلمان عزت کی زندگی جینا چاہتا ہے ،
ذلت کی زندگی جینا نہیں چاہتا ،بااختیار زندگی جینا چاہتا ہے ،عزتِ
نفس کے ساتھ رہنا چاہتا ہے ۔اپنی ملی روایات کے تحفظ کے ساتھ
رہنا چاہتا ہے کیونکہ اسے قانونی اور دستوری حق حاصل ہے ۔اس
ملک میں نفرتوں کا جو انبار ہے اسے ہر سطح پر کم کرنے کی ضرورت
ہے ۔عوام اور حکومت سب مل کر ان نفرتوں کی آگ کے اوپر پانی
ڈالیں ۔

ان تمام حالات کے باوجود اللہ کے بھروسے پر یہ بات یقین سے
کہہ سکتا ہوں کہ ہندوستان میں مسلمانوں کا مستقبل روشن ہے اور
جب ہندوستان کے مسلمانوں کا مستقبل روشن ہے تو اس ملک کا
مستقبل بھی روشن ہے ۔

(ماہنامہ ہدایت جے پور، ممبئی کانفرنس نمبر، دسمبر ۲۰۱۳، صفحہ نمبر ۲۶، ۲۸)

ملک میں فسادات کا ایک طویل سلسلہ ہے ۔ ان فسادات میں مسلمان

زبردست نقصانات سے دوچار ہوئے۔ ان کے مکانات ودکانیں جلائی گئیں اوران کا قتل عام ہوااور مسلم خواتین کی عصمت وآبروتارتار کی گئی۔

۱۸رمئی ۲۰۰۱ءکوشائع ایک مضمون کے مطابق اگر کرائم ریکارڈ بیورو کے اعداد وشمار کو سچ مانا جائے تو آزادی کے بعد اب تک ملک میں ۲۰ لاکھ سے زیادہ فسادات پولس روزناموں میں درج ہو چکے ہیں ۔۔۔۔ دراصل ایک فساد جتنے دنوں تک چلتا ہے اس کے الگ الگ جتنے سارے معاملے درج ہوتے ہیں یہ اعداد وشمار اسی پر مبنی ہیں ۔ ہر معاملہ کو ایک فساد درج کیا جاتا ہے۔ (داستان ہند،صفحہ نمبر ۶۶)

آزادی کے بعد مختلف عناوین و بہانوں سے مسلمانوں کو ہراساں وسرگرداں کرنے اوران کے سکون واطمینان کو سلب کرنے کی کوشش کی گئی ۔ بابری مسجد کی شہادت کے بعد مسلمان غیر یقینی صورتِ حال سے دوچار ہوئے ۔

مسلمانوں کو دستور میں مذہبی آزادی حاصل ہے ۔ ان کے مذہبی وملی تشخص کو مٹانے کے لئے یکساں سول کوڈ کی وکالت کی گئی ۔ عورتوں کے حقوق اورمساوات کو عنوان بنا کر اسلامی قوانین اور مسلمانوں پر تنقید کی گئی اور اسلام کے خلاف شکوک وشبہات پیدا کئے گئے حالانکہ اسلام نے سب سے پہلے عورتوں کو جائز حقوق سے سرفراز کیا۔ تین طلاق کو بنیاد بنا کر شریعت ایکٹ کو منسوخ کرنے کی وکالت کی گئی ۔

مدارس اسلام کے قلعے اور دین کے گہوارے ہیں جہاں غریب مسلمانوں کے بچوں کو زیورِ علم سے آراستہ کیا جاتا ہے اور ان کو ادب وتہذیب اور کامیاب شہری کے اوصاف سے آراستہ کیا جاتا ہے ۔ ان مدارس پر چھاپے مارے گئے اور ان کو دہشت گردی کا اڈہ قرار دیا گیا ۔ حالانکہ ان مدارس نے ملک سے جہالت کو ختم کرنے میں اہم رول ادا کیا ہے اور ملک کی آزادی میں قائدانہ رول ادا کیا ہے ۔ حکومت اور سرکاری اداروں کو ان مدارس کی بے لوث خدمت کا اعتراف کرنا چاہئے کہ انہوں نے ان سے مدد لئے بغیر ملک کو تعلیم یافتہ بنانے میں اہم رول ادا کیا ہے۔

اس ملک کے مسلمانوں کو کبھی پاکستانی، اور کبھی بنگلہ دیشی بھگوڑے کہہ کر ان کی حب الوطنی و وفاداری کو داغ دار کرنے کی مذموم کوشش کی گئی ۔

جب پڑا وقت گلستاں پر تو خوں ہم نے دیا
جب بہار آئی تو کہتے ہیں تیرا کام نہیں

تاریخ گواہ ہے کہ ہندوستان کے مسلمانوں نے اس ملک سے محبت اور وفا داری کی ہے اوراس کی تعمیر وترقی میں اہم رول ادا کیا ہے اور ملک کے لئے ہرطرح قربانی دی ہے ۔ سرحدوں کی حفاظت اور ملک سے وفاداری وحب الوطنی میں دیگر قوموں سے آگے ہیں ۔ جب بھی وطن پر آنچ آئی مسلمانوں نے اپنا خون بہایا ہے۔

وطن پر جان دیتے ہیں جب بھی وقت آتا ہے
وطن سے پیار کی جھوٹی نمائش ہم نہیں کرتے

ملک کی تقسیم کے بعد مسلمان سخت حالات سے گزر رہے تھے تب بھی مسلمانوں کی اکثریت نے اس ملک میں رہنے کا فیصلہ کیا اس لئے اس ملک میں ان کی ایک روشن تاریخ ہے ۔ یہاں ان کے مدارس، خانقاہیں، تعلیم گاہیں، اوقاف، اورقبرستان ہیں ۔ ان کے عزیز واقارب اور سب کچھ ہندوستان میں ہیں ۔ ان کے اسلاف نے تو اس ملک میں بے مثال خدمات پیش کی ہیں ۔ اس ملک کی تعمیر وترقی اور استحکام ویکجہتی میں اہم رول ادا کیا ہے ۔ مسلمان اپنے اسلاف کے سینچے ہوئے چمن کو آباد رکھنا چاہتے ہیں ۔ وہ یہاں پیدا ہوئے ہیں اور یہاں دفن ہوں گے ۔ ان کو اپنے وطن سے بے حد پیار ہے ۔ وہ ملک کے ہر شعبہ میں نمایاں کردار ادا کرنا چاہتے ہیں اور ان کو یقین ہے کہ ان کی شمولیت کے بغیر ملک ترقی یافتہ نہیں ہوسکتا ۔ یہ بدیہی بات ہے کہ جب جسم کا ایک حصہ کمزور ہوجائے تو اسے مضبوط وصحت یاب نہیں کہا جاسکتا ۔

الغرض ہندوستان کو بڑی قربانیوں کے بعد آزادی ملی جس میں مسلمانوں کی قربانیاں سب سے زیادہ ہیں لیکن ان کو جان بوجھ کر بھلایا جارہا ہے ۔ مسلمانوں کی حب

الوطنی وقربانیوں کے اعتراف وصلہ کے بجائے ان کو تمام ترقیاتی شعبوں اور وسائل و ذرائع سے محروم کیا جارہا ہے۔ملک کے سابق وزیر اعظم نے ایک مخصوص نظریہ کی تردید کرتے ہوئے کہا تھا ’’ ملک کے وسائل پر مسلمانوں کا اتنا ہی حق ہے جتنا دوسری قوموں کا ہے،مسلمانوں کو ترقی کی دوڑ میں شامل کئے بغیر ملک ترقی یافتہ نہیں بن سکتا۔‘‘

جب جب بھی ملک کی گنگا جمنی تہذیب، اتحاد و یکجہتی، امن وسکون، رواداری و تحفظ کو پامال کرنے کی کوشش کی گئی تو خود ہندو بھائیوں نے علی الاعلان مخالفت کی،شر پسندوں کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے کیونکہ اس ملک میں انصاف پسند اور سیکولر برادرانِ وطن کی بھی کمی نہیں ہے ۔ان کو ساتھ لے کر ملک کی فکری آزادی کے لئے بھی کوشش کرنے کی ضرورت ہے۔ملک اس وقت تک ترقی یافتہ اور امن وسکون کا گہوارہ نہیں بن سکتا جب تک مسلمانوں کو بھی ترقی کے مواقع فراہم نہیں کئے جاتے ۔یہ ملک تمام قوموں کا مشترکہ وطن ہے اور تمام قوموں کو یکساں حقوق اور ترقی کے مواقع ملنے چاہئے ۔ جو لوگ ملک میں نفرت و بدامنی کی فضا بنا رہے ہیں ان کے خلاف مشترکہ کوشش کی جانی چاہئے۔

اس کتاب کی ترتیب واشاعت کا مقصد بھی حقائق کو سامنے لانا اور غلط فہمیوں کا ازالہ کرنا ہے۔اس مختصر کتاب میں تمام مجاہدین کی خدمت کا تذکرہ ممکن نہیں تھا اس لئے صرف ۱۳۱ مسلم مجاہدین آزادی کے ذکر پر اکتفا کیا گیا ہے ۔مختلف مجلسوں اور پروگراموں خصوصیت سے لکھنؤ اور سورت کانفرنس میں شرکت کے بعد یہ احساس ہوا کہ مدارس واسکول کے طلبہ وطالبات اور عوام الناس ملک کی تحریکِ آزادی میں پیش کی گئی قربانیوں اور مجاہدین آزادی کی خدمات کے سلسلے میں پوری طرح واقف نہیں ہیں۔اسی احساس اور جناب عبدالمالک صاحب ڈائریکٹر گلوبل اردو کمپیوٹرس، جے پور کے اصرار پر میں نے اس موضوع کی اہم کتابوں میں بکھرے موتیوں کو ایک لڑی میں پرونے کی کوشش کی ہے۔اس کتاب کی ترتیب میں جن کتابوں سے استفادہ کیا گیا ان کی فہرست آخری

دوصفحات پر دے دی گئی ہے۔

کتاب کی اشاعت کے مختلف مراحل جیسے ترتیب وتزئین، کمپوزنگ، تصحیح اور طباعت میں جن حضرات نے میری معاونت کی میں ان کا دل کی گہرائیوں سے ممنون ہوں۔

بڑی ناسپاسی ہوگی اگر میں حضرت مولانا محمد فضل الرحیم صاحب مجددی (امیر جامعۃ الہدایہ، جے پور) اور حضرت مولانا محمد ضیاء الرحیم صاحب مجددی (نائب امیر جامعۃ الہدایہ، جے پور) کا تذکرہ نہ کروں جن کی علم پروری وحوصلہ افزائی اور علم کے اسباب وذرائع کی فراہمی کی وجہ سے بفضلہٖ تعالی جامعہ کے اساتذہ، درس وتدریس اور تصنیف وتالیف میں مشغول ہیں۔

قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان نئی دہلی کی انتظامیہ کا صمیم قلب سے مشکور ہوں کہ اس مؤقر ادارے کی مالی مدد سے اس کتاب کی طباعت واشاعت ممکن ہوسکی۔

محمد شمشاد ندوی
استاذ جامعۃ الہدایہ، جے پور

مسلم مجاہدین آزادی

۱۔نواب سراج الدولہؒ (۱۷۳۶ء تا ۱۷۵۷ء)

نواب سراج الدولہ بنگال کا وہ جان باز سپوت ہے جس نے فرنگی تسلط وقبضہ سے ہندوستان کو بچانے کی ہرممکن کوشش کی، اس محبّ وطن نے ۲۳ جون ۱۷۵۷ء کو پلاسی کے میدان میں انگریزوں سے جنگ کی ۔میر جعفر جیسے غداروں کی وجہ سے شکست سے دوچار ہوئے۔ انگریزوں نے غداروں کی مدد سے ان کو گرفتار کرلیا اور ۲ جولائی ۱۷۵۷ء کو برسرعام شہید کردیا۔

۲۔سلطان ٹیپو شہیدؒ (۱۷۵۰ء تا ۱۷۹۹ء)

مجاہد آزادی اور شیر ہندوستان سلطان فتح علی خاں ٹیپو سلطان تحریک آزادی ہند کا وہ عظیم مجاہد ہے جس کی بہادری اور اولوالعزمی ضرب المثل ہے کبھی انگریزوں سے سمجھوتا نہیں کیا اور لڑتے لڑتے ۴ مئی ۱۷۹۹ء کو سری لنگا پٹنم کے میدان میں شہید ہوگئے ۔اس عظیم مجاہد کی خون آلود لاش کو دیکھ کر لارڈ ہارس نے راحت کی سانس لی اور کہا آج سے ہندوستان ہمارا ہے۔

۳۔مولانا ولایت علی عظیم آبادیؒ (۱۷۹۰ء تا ۱۸۵۲ء)

مولانا ولایت علی بن مولوی فتح علی عظیم آبادی سید احمد کے نامور خلیفہ تحریک اصلاح کے بلند پایہ رکن اور مجاہدین صادق پور کے سرخیل وپیشوا تھے ۔علم میں بلند مقام اور تقریر و بیان میں ممتاز تھے۔

۴۔مولانا عنایت علی عظیم آبادیؒ (۱۷۹۳ء تا ۱۸۵۸ء)

مولانا عنایت علی بن مولوی فتح علی ،سید احمد شہید کے ممتاز خلیفہ داعی الی اللہ اور اس عظیم خانوادہ کے سپوت تھے جس کا ہر فرد تحریک آزادی ہند کا سرگرم کارکن تھا۔ بہار و بنگال میں انگریزوں کے خلاف نفرت پھیلانے اور ان کے خلاف فوج تیار کرنے میں اہم رول ادا کیا۔

۵۔مفتی محمد جعفر تھانیسریؒ (۱۸۳۷ء تا ۱۹۰۵ء)

مفتی تھانیسری ۱۸۵۷ء کے جہاد آزادی میں شریک رہے، مشہور انبالہ سازش کیس

میں ماخوذ ہوئے، اولاسزائے موت مع ضبطی جائداد کی سزا ہوئی، پھر حبس دوام بعبور دریاشور یعنی جزیرہ انڈمان کی سزا پائی۔انہوں نے قید میں اٹھارہ سال گزارے۔

۶۔مولانا یحیٰ علی عظیم آبادیؒ (۱۸۲۲ء تا ۱۸۶۸ء)

مولانا یحیٰ علی علم وفضل، زہد وتقوی اور ایثار وقربانی میں اپنی نظیر آپ تھے ۔بہترین واعظ ومقرر اور اعلی درجہ کے منتظم تھے ۔مشہور انبالہ سازش میں ۵ مارچ ۱۸۶۴ء کو گرفتار ہوئے ۔مختلف جیلوں میں رہے پھر کالے پانی انڈمان بھیج دیے گئے، ۲ سال نو دن گزارنے کے بعد اسی کالے پانی میں اللہ کے پیارے ہوگئے۔

۷۔مولانا عبداللہ صادق پوریؒ (۱۸۳۱ء تا ۱۹۰۲ء)

خانوادہ صادق پور کا یہ بطل جلیل، مولانا ولایت علی عظیم آبادی کے جانباز سپوت ۱۸۳۱ء میں پیدا ہوئے، حریت کی آب وہوا میں پرورش پائی۔آپ کے دور امارت میں بار بار انگریزی فوج کو خاک وخون میں کھیلنا پڑا، آپ سے خط وکتابت کے جرم میں سیکڑوں محبان وطن گرفتار ہوئے ۔انبالہ، پٹنہ، مالدہ سازش کیس آپ ہی کے زمانہ میں چلائے گئے، اس میں ماخوذ مجاہدین آزادی ہند کو پھانسی اور عبور دریاشور کی سزائیں ہوئیں۔

۸۔مولانا مبارک علی مظفر پوریؒ

مولانا مبارک علی انگریزوں کے جانی دشمن اور ملک کی آزادی کے جان باز قائد تھے۔مولانا احمد اللہ عظیم آبادی کے کالے پانی چلے جانے کے بعد جماعت کے لیڈر منتخب ہوئے، ۱۸۶۸ء میں کالے پانی کی سزا ہوئی لیکن قید میں اتنی تکلیفیں دی گئیں کہ انڈمان جانے سے پہلے ہی شہید ہوگئے۔

۹۔جنرل بخت خاںؒ

بخت خاں ایک جان باز ۱۸۵۷ء کی جہاد آزادی کا ہیرو اور کارزار حق وصداقت کا ایک مرد مجاہد تھا۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں دہلی کے محاذ پر سپہ گری کی۔ دہلی پر انگریزوں کے تسلط کے بعد لکھنو کا رخ کیا اور جب لکھنو پر انگریزوں کا قبضہ ہوگیا تو مولانا احمد اللہ کے

ہمراہ شاہجہاں پوراس کے بعد محمدی کے محاذ پر بھی یہ جرنیل نظر آتا ہے۔

۱۰۔قاضی سرفراز علی شاہجان پوریؒ (۱۸۱۴ء تا ۱۸۶۷ء)

قاضی صاحب نے جنگ آزادی ۱۸۵۷ء میں حصہ لیا،جس دوام بعبور دریا شور کی سزا ہوئی،انڈمان سے دس بارہ سال بعد رہائی ہوئی۔

۱۱۔جنرل شاہنواز خان (۱۹۱۴ء۔۱۹۸۲ء)

جنرل شاہنواز خان،عظیم مجاہد آزادی تھے،ان کی محنت ،لیاقت اور آزادی وطن کے جذبے میں بے پناہ شدت کی وجہ سے نیتاجی سبھاش چندر بوس انہیں بیحد عزیز رکھتے تھے، ۱۷/اپریل ۱۹۴۳ء میں انہیں چیف آف جنرل اسٹاف مقرر کیا گیا اور جنرل کے عہدہ تک ترقی دی گئی،انھوں نے ملک کی آزادی کے لئے بڑی قربانیاں دیں،ملک کی آزادی کے بعد طویل مدت تک حکومت ہند کے اعلی مناصب پر فائز رہے اور ملک کو فیض پہنچایا۔

۱۲۔مولانا سید نذیر حسین محدث دہلویؒ (۱۸۰۵ء تا ۱۹۰۲ء)

جماعت اہل حدیث کے شیخ الکل تھے،آپ کے تلامذہ کا حلقہ بہت وسیع ہے،جس میں جماعت اہل حدیث کے اکابر مولانا محمد حسین ،مولانا ثناء اللہ امرتسری، حافظ عبداللہ غازی پوری،مولانا ابراہیم سیالکوٹی وغیرہ شامل ہیں ۱۸۵۷ء کے جہاد آزادی کے فتوی پر آپ نے دستخط کیا،اصلی وطن قصبہ سورج گڑھ،ضلع مونگیر صوبہ بہار تھا۔۱۲۴۸ھ میں مولانا عبدالخالق دہلوی کی صاحبزادی سے نکاح ہوا جو دہلی کی مستقل سکونت کا سبب بن گیا۔پوری زندگی درس وتدریس،تصنیف وتالیف میں گزار کر ۱۳/اکتوبر ۱۹۰۲ء کو انتقال فرمایا۔

(تحریک آزادی ہند میں مسلم علماو عوام کا کردار ۱۵۷۔۱۵۶)

۱۳۔مولانا رحمت اللہ کیرانوی مہاجر مکیؒ (۱۸۳۱ھ۔۱۸۹۱ء)

مولانا رحمت اللہ کیرانوی ایک جید عالم، بلند پایہ مصنف، جہاد آزادی کے جانباز قائد تھے۔۱۸۵۷ء کی جہاد آزادی میں حصہ لیا،فتوی جہاد پر دستخط کیے،خود کیرانہ کے محاذ جنگ کی قیادت کی۔جنگ آزادی میں ناکامی کے بعد مکہ معظّمہ ہجرت کر گیے۔وہاں ۱۲۹۰ھ میں مدرسہ

صولتیہ قائم کیا اور یکم مئی ۱۸۹۱ء کو وفات پا گئے۔

۱۴۔مفتی صدرالدین آزردہ دہلویؒ (۱۷۸۹ تا ۱۸۶۸)

مفتی صدرالدین بن شیخ لطف اللہ کشمیری اپنے عہد کے ممتاز عالم شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے شاگرد تھے۔آپ کے تلامذہ میں مولانا محمد قاسم نانوتوی ،مولانا رشید احمد گنگوہی ،فیض الحسن سہارن پوری،مولانا صدیق احسن خاں اور سرسید جیسے مشاہیر شامل ہیں۔

۱۸۵۷ کے جہاد آزادی میں حصہ لیا۔ناکامی جنگ کے بعد گرفتار ہوئے۔فتوی جہاد پر دستخط کیے۔جائداد ضبط کر لی گئی اور عہدہ صدور سے معزول کر دیا گیا۔

۱۵۔مولانا عبدالقادر دہلویؒ

مولانا عبدالقادر دہلوی کو انگریز کے خلاف سازش کرنے کی پاداش میں پھانسی کی سزا ہوئی،لیکن ایک انگریز خاتون کی سفارش کی وجہ سے پھانسی کی سزا روک دی گئی۔

۱۶۔شاہ احمد سعید احمدی رامپوری (۱۸۰۲ء تا ۱۸۶۰ء)

شاہ احمد سعید احمدی انگریزوں کے خلاف لوگوں کو ابھارتے رہے اور ۱۸۵۷ کے فتوی پر آپ نے دستخط کیا۔

۱۷۔مولانا فریدالدین شہید دہلوی

فریدالدین دہلوی جنگ آزادی میں حصہ لینے اور فتوی جہاد پر دستخط کرنے کی وجہ سے انگریز فوج نے گھر میں گھس کر شہید کر دیا۔

۱۸۔قاضی عنایت اللہ تھانوی

قاضی عنایت اللہ تھانوی ۱۸۵۷ء کے جانباز مجاہد تھے۔تھانہ بھون اور شاملی کے معرکوں میں حصہ لیا۔اس کے بعد بجنور اور بندیل کھنڈ میں بھی جواں مردی کے جوہر دکھلائے۔

۱۹۔قاضی عبدالرحیم تھانویؒ

قاضی عبدالرحیم تھانوی کو انگریز نے ان کے چند ساتھیوں کے ساتھ گولیوں کا نشانہ بنایا۔جس نے شیدائیان حریت کے لئے جلتی پر تیل کا کام کیا پھر اعلان جہاد کر دیا گیا۔تھانہ

بھون اور شاملی میں میدان کارزار گرم ہوا۔

۲۰۔حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ (۱۸۱۸ء تا ۱۸۹۹ء)

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کی ولادت جنوری ۱۸۱۸ء کو نانوتہ ضلع سہارنپور میں ہوئی، آپ کی ذات گرامی بلند پایہ علماء و مشائخ کا مرجع تھی، آپ وسیع المشرب اور اتحاد بین المسلمین کے زبردست حامی تھے، آپ ۱۸۵۸ء کے جہاد آزادی میں شاملی و تھانہ بھون کے محاذ پر امیر تھے، آپ کی امارت و قیادت میں اکابر دیوبند نے میدان کارزار گرم کیا۔ (فخر وطن ۱۹۷)

۲۱۔مولانا محمد قاسم نانوتویؒ (۱۸۳۲ء تا ۱۸۸۰ء)

مولانا محمد قاسم نانوتوی نے ۱۸۵۷ء کے جہاد آزادی میں قائدانہ رول ادا کیا۔ معرکہ شاملی میں مجاہدین کی قیادت کی گرفتاری کا وارنٹ جاری ہوا لیکن برطانوی پولس آپ کو گرفتار نہ کر سکی۔ آپ اپنے زمانہ کے علماء کے جنرل، جماعت دیوبند کے سربراہ، عظیم متکلم اسلام اور ارباب فضل کے مسلمہ امام تھے۔

۲۲۔مولانا رشید احمد گنگوہیؒ (۱۸۲۹ء۔۱۹۰۵ء)

آپ عظیم محدث، بلند پایہ فقیہ، مرشد برحق، قطب عالم اور علماء دیوبند کے سرخیل و پیشوا تھے، ۱۸۵۷ء کے جہاد آزادی میں معرکہ شاملی کے علمبردار رہے جس کی پاداش میں گرفتار ہو کر چھ ماہ مظفر نگر جیل میں صعوبت کی زندگی گزاری اور رہا ہوئے۔

۲۳۔قاضی عبدالجلیل شہید علی گڈھؒ (۱۸۱۰ء تا ۱۸۷۵ء)

قاضی نے ۱۸۵۷ء کی جہاد آزادی میں علی گڈھ کے محاذ پر انگریزی فوج سے زبردست مقابلہ کیا۔ آخر تک ثابت قدم رہے اور اپنے ۲۷ ساتھیوں کے ساتھ شہید کر دیئے گئے۔ جنگ آزادی کے بعد انگریزوں نے جوش انتقام میں آپ کے مکانات و جائداد کو کھدوا کر پھینک دیا۔

۲۴۔مولانا کفایت کافی شہیدؒ مرادآبادی

مولانا کفایت علی صاحب کو انگریزوں کے خلاف فتوی جہاد مرتب کرنے اور اس

فتوی کو جگہ جگہ قائم کرنے کے نتیجہ میں گرفتار کر کے ۳۰ اپریل ۱۸۵۸ء میں جیل مرادآباد کے پاس مجمع عام میں پھانسی دی گئی۔

۲۵۔شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ (۱۸۵۱ء تا ۱۹۲۰ء)

شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ ایک عظیم محدث، بے مثال مفسر، جلیل القدر شیخ، بلند پایہ عالم اور تحریک حریت و انقلاب کے امام تھے۔ تحریک آزادی ہند میں آپ کی جدوجہد آزادی کا زمانہ بڑا طویل ہے۔ انگریزوں کے خلاف قائدانہ رول ادا کرنے اور تحریک ریشمی رومال میں حصہ لینے کی وجہ سے تین سال مالٹا کے قید خانہ میں تکلیف و صعوبت کی زندگی گزار کر رہا ہوئے۔

۲۶۔مولانا عبیداللہ سندھیؒ (۱۸۷۲ء تا ۱۹۴۴ء)

مولانا سندھی ضلع سیالکوٹ کے ایک سکھ گھرانے میں پیدا ہوئے۔ مولانا سندھی ایک بہت بڑے عالم، محقق، مفسر اور شیخ الہند کی تحریک انقلاب کے ہیرو تھے۔ آزادی کے حصول میں ۲۴ سال ملکوں ملکوں سفر کرتے رہے۔ اور انگریزوں کے خلاف مہم جوئی میں لگے رہے۔ جلاوطنی کی سزا ملی ۲۴ سال کے بعد ملک کی سرزمین پر قدم رکھا۔ تحفۃ الھند اور تقویۃ الایمان کے مطالعہ سے اسلام کی طرف مائل ہوئے اور معروف بزرگ حافظ محمد صدیق کے ہاتھ اسلام لائے۔

۲۷۔شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ (۱۸۷۹ء تا ۱۹۵۷ء)

مولانا حسین احمد مدنی ایک عظیم محدث، اولوالعزم مجاہد اور بلند پایہ قائد تھے۔ تحریک آزادی میں تحریک ریشمی رومال، تحریک خلافت اور جمعیۃ علماء ہند کے پلیٹ فارم سے قائدانہ کردار ادا کیا۔ ساڑھے سات سال اسیر فرنگ رہے۔

۲۸۔مسیح الملک حکیم اجمل خاں دہلویؒ (۱۸۶۸ء تا ۱۹۲۷ء)

مسیح الملک حکیم اجمل خاں شیدا دہلوی تحریک آزادی کے علمبردار اور دنیائے طب و حکمت کے شہنشاہ تھے۔ آزادئ ہند کی ہر تحریک میں آپ کا قائدانہ رول ہے۔ تحریک خلافت ہو یا ترک موالات، مسلم لیگ ہو یا جمعیۃ علماء، کانگریس ہو یا اور کوئی تحریک سب جگہ آپ نے بڑھ

چڑھ کر حصہ لیا۔ جامعہ ملیہ اسلامیہ کے پہلے امیر آپ ہی ہوئے۔ طبیہ کالج دہلی آپ کی عظیم یادگار ہے، آپ خوش گو شاعر اور باکمال نثر نگار بھی تھے۔ آپ کا دیوان شائع ہو چکا ہے۔ تصنیفات میں حاذق انتہائی مشہور ہے۔

۲۹۔مولانا محمد علی جوہر رامپوریؒ (۱۸۷۸ء تا ۱۹۳۱ء)

محمد علی جوہر انگریزی کے زبردست انشاء پرداز، اردو کے قادرالکلام شاعر، آتش بیاں مقرر، ماہر سیاست داں، تحریک آزادی کے علمبردار اور بے لوث رہنما تھے۔ تحریک آزادی میں آپ کی خدمات بہت ہیں۔ چھ سال قید وبند کی زندگی گزاری، ۱۹۳۱ء میں یہ مجاہد آزادی لندن میں مدفون ہوئے۔

۳۰۔علامہ سید سلیمان ندویؒ (۱۸۸۴ء تا ۱۹۵۳ء)

آپ بیسویں صدی کے عظیم عالم، صاحب طرز ادیب، مورخ، سیاست داں، ماہر تعلیم، مترجم، شاعر، مفکر اور دانشور تھے۔ خلافت کمیٹی اور جمعیۃ علماء ہند کے سرگرم رکن تھے۔ ترک موالات کی تحریک میں قائدانہ رول ادا کیا۔ کانگریس کے کئی اہم اجلاس کی آپ نے صدارت کی۔ مولانا ابوالکلام کے الہلال کے مضمون نگاروں میں آپ کا نام سرفہرست ہے، ان کے مضامین نے ملک کی آزادی کی فضا بنانے میں اہم رول ادا کیا۔ سیرۃ النبی ﷺ، ارض القرآن، سیرت عائشہ، حیات شبلی، خطبات مدراس، وغیرہ بلند پایہ علمی تصانیف ہیں۔ آپ دارالمصنفین کے بانی اور ماہنامہ معارف کے بانی مدیر تھے۔

۳۱۔امام الہند مولانا ابوالکلام آزادؒ (۱۸۸۸ء تا ۱۹۵۸ء)

آپ ہندوستان کے عظیم المرتبت قائد، جنگ آزادی کے سپہ سالار، صاحب طرز انشاء پرداز اور ایک عہد آفریں انسان تھے۔ آپ نے اپنے قلم وزبان سے ہزاروں لاکھوں سینوں میں آزادی وطن کی آگ لگادی۔ آپ کے اخبار الہلال نے ملک کے چپہ چپہ آزادی کا بگل بجادیا۔ ملک کی آزادی کی خاطر ۱۶ سال قید وبند اور تکلیف ومشقت کے ساتھ جیل میں گزارے۔ آزادی سے پہلے سات سال کانگریس کے صدر رہے آزادی کے بعد بھی صدر رہے۔ ہندوستان

کے اولین وزیر تعلیم کی حیثیت سے ان کی تعمیری خدمات بے مثال ہیں، انھوں نے ہندوستان کے شاندار مستقبل کے لیے سائنس، ٹکنالوجی، اور میڈیکل سائنس کی تعلیم کے لیے بہترین ادارے قائم کرنے میں اپنی بے پناہ صلاحیتوں کا مظاہرہ کیا تعلیم کے میدان میں آج جتنی بھی ترقیات ہم دیکھ رہے ہیں ان کی بنیادیں امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد نے ہی رکھی تھیں، جامع مسجد دہلی کے احاطہ میں ان کی آخری آرام گاہ مرجع خلائق ہے۔ (فخر وطن ۳۷۳)

۳۲۔مولانا برکت اللہ بھوپالیؒ (۱۸۶۲ء تا ۱۹۲۷ء)

مولانا برکت اللہ بھوپالی جنگ آزادی کے عظیم مجاہد، غدر پارٹی کے بانی اور جانباز سپاہی تھے۔ زندگی کا بیشتر حصہ انقلابی مساعی میں اس طرح بسر ہوا کہ خود نذر انقلاب ہوگئے۔ ڈاکٹر صاحب بیرون ہند آزادی کی جدوجہد کرنے والے مشہور لیڈر تھے، نیویارک، پیرس، ٹوکیو، زیورس کابل، ماسکو میں اپنی سرگرمیاں جاری رکھیں اور ہندوستان کی آزادی کے لئے جدوجہد کرتے رہے۔ یکم نومبر ۱۹۱۳ء میں امریکہ سے ایک اخبار غدر کے نام سے جاری کیا جو بڑی تعداد میں ہندوستان آتا تھا اور خفیہ طور پر تقسیم کیا جاتا تھا۔ (ایضاً ص: ۲۷۳)

۳۳۔ڈاکٹر مختار انصاری (۱۸۸۰ء تا ۱۹۳۶ء)

ڈاکٹر مختار انصاری تحریک آزادی کے عظیم مجاہد، مدبر سیاستداں، اپنے عہد کے نامور ڈاکٹر اور طبیب تھے۔ آپ کی کوٹھی آزادی ہند کے رہنماؤں اور رضا کاروں کی فرودگاہ تھی۔ آپ ایک عرصہ تک آل انڈیا کانگریس کمیٹی کے جنرل سکریٹری رہے۔ ۱۹۲۷ء میں اس کے صدر بھی ہوئے تھے۔ تحریک خلافت میں پرجوش حصہ لیا۔ شیخ الہند کی تحریک انقلاب کے لئے آپ کی خدمات بے مثال ہیں۔ حکیم اجمل خاں کے بعد جامعہ ملیہ اسلامیہ کے چانسلر ہوئے اور اس کو ترقی کے بام عروج پر پہنچایا۔

۳۴۔مولانا شوکت علی (۱۸۳۷ء تا ۱۹۳۳ء)

مولانا شوکت علی تحریک آزادی کے عظیم لیڈر، انجمن خدام کے بانی، مولانا محمد علی جوہر کے بڑے بھائی تھے۔ آزادی کی تحریک میں مردانہ وار حصہ لیا۔ کئی مرتبہ جیل گئے۔

۳۵۔مفکر اسلام مولانا ابوالمحاسن محمد سجادؒ(۱۸۸۱ء تا ۱۹۴۰ء)

مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد اپنے عہد کے نامور وممتاز عالم، فقیہ النفس، میر کارواں، بے مثال مدبر ومفکر تھے۔آپ کو جمعیۃ علماء ہنداورامارت شرعیہ بہار کا دماغ سمجھا جاتا ہے۔ جنگ آزادی کے عظیم قائد تھے۔۱۹۳۲ءتحریک سول نافرمانی کے زمانہ میں جمعیۃ علماء کے ادارۂ حربیہ کے ذمہ دار آپ ہی تھے۔۱۹۴۰ءکوآپ جمعیۃ علماء ہند کے ناظم اعلیٰ منتخب ہوئے۔

حضرت مولانا محمد ولی رحمانی اپنی کتاب امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد میں رقمطراز ہیں:

حضرت مولانا نے ۱۹۳۷ءمیں مسلم انڈی پنڈنٹ پارٹی بنائی اور الیکشن میں حصہ لیا تو کانگریس کے بعد بہار کی سب سے بڑی سیاسی پارٹی ثابت ہوئی، اور صورتحال ایسی بنی کہ اس نے حکومت بھی بنالی۔۔۔۔۔حضرت مولانا سجاد اور ان کے رفقاء نے بروقت ایک سیاسی فیصلہ کیا، انھوں نے کانگریس اور مسلم لیگ دونوں کو سبق سکھایا، اسی سیاسی فیصلہ پر پورے ہندوستان میں عمل کیا جاتا تو آج ہندوستان کا مسلمان حسرت اور حیرت کے ساحل پر زندگی نہیں تلاش کرتا(ص ۱۰)

۳۶۔مجاہد ملت مولانا حفظ الرحمان سیوہاروی بجنوریؒ(۱۹۰۱ء تا ۱۹۶۲ء)

مولانا جنگ آزادی ہند کے عظیم قائد تھے۔آزادی ہند کے سلسلہ میں تقریباً چھ سال قیدوبند کی آزمائش سے دوچار ہوئے۔تحریک خلافت او رجمعیۃ علماء ہند کے سرگرم رکن تھے۔آزادی کے بعد ۱۹۴۷ء کے سیلاب حوادث کا مقابلہ کیا۔قصص القرآن، اسلام کا اقتصادی نظام، اخلاق اور اخلاقی فلسفہ جیسی وقیع تصنیفات علمی یادگار ہیں۔

۳۷۔مولانا سعید دہلویؒ(۱۸۸۸ء تا ۱۹۵۹ء)

مولانا دہلوی تحریکات آزادی کے دور میں آٹھ مرتبہ جیل گئے۔آپ کا شمار ہندوستان کے مشاہیر علماء اور صف اول کے رہنماؤں میں ہوتا ہے۔آپ ہندوستان کے خوش بیان واعظ، مقرر ومناظر اور جنگ آزادی کے سپہ سالار تھے۔کم وبیش بیس کتابوں کے مصنف تھے۔

۳۸۔مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری عظیم آبادی(۱۸۹۱ء۔۱۹۶۱ء)

۱۸۹۱ء میں پٹنہ صوبہ بہار میں پیدا ہوئے۔آپ ہندوستان کے سحر بیان خطیب، تحریک آزادی کے قافلہ کے سالار، مجلس احرار اسلام کے بے باک لیڈر اور تحریک ختم نبوت کے امیر تھے۔ ملک کی آزادی کی خاطر آٹھ مرتبہ گرفتار ہوئے اور آٹھ سال فرنگی جیلوں میں رہے۔مجلس احرار کے پلیٹ فارم سے انہوں نے اپنے ولولہ انگیز خطاب سے عوام کے دلوں میں آزادی کی روح پھونک دی تھی۔۱۹۳۰ء کی تحریک کے تحت پورے ملک کا دورہ کیا۔

۳۹۔مولانا نورالدین اورنگ آباد بہار(۱۸۹۷ء۔۱۹۵۶ء)

مولانا نورالدین جنگ آزادی کے مرد مجاہد اور جمعیۃ علماء ہند کے صف اول کے رہنما تھے۔جمعیۃ علماء ہند کے نائب ناظم رہے۔دہلی کے زمانہ قیام میں صوبائی کانگریس کے صدر رہے۔تحریک آزادی ہند کے سلسلہ میں متعدد بار قید وبند کے مصائب سے دوچار ہوئے۔ ۱۹۳۲ء میں ایک عظیم الشان جلوس کی قیادت کرتے ہوئے گرفتار ہوئے۔ دوسال کی قید بامشقت کی سزا تجویز ہوئی۔

۴۰۔مولانا عبدالباری فرنگی محلی لکھنوی(۱۸۷۸ء۔۱۹۲۶ء)

آپ خانوادۂ فرنگی محل کے ایک ممتاز عالم اور سیاسی رہنما تھے۔ ۱۹۱۱ء میں درس وتدریس اور ارشاد وہدایت کے گوشہ سے نکل کر ملکی سیاست کی میدان میں قدم رکھا، بلکہ سیاسی تحریکوں میں قائدانہ کردار ادا کیا۔۱۹۱۴ء میں انجمن خدام کعبہ قائم کی۔۱۹۱۹ء میں جمعیۃ علماء ہند کے قیام میں اہم کردار ادا کیا۔صداقت کمیٹی میں پیش پیش رہے۔علی برادران کے پیر ومرشد اور گاندھی جی کے دوست تھے۔

۴۱۔ڈاکٹر سیف الدین کچلو(۱۸۸۸ء۔۱۹۶۳ء)

ڈاکٹر کچلو پنجاب کے مشہور بیرسٹر جنگ آزادی کے مجاہد تھے۔انھوں نے دہلی اور میرٹھ میں چلائے جانے والے ہندوستانیوں کے خلاف سازش کیسوں کی پیروی کی۔۱۰ اپریل ۱۹۱۹ء کو گورنر پنجاب نے اپنے گھر مدعو کر کے گرفتار کیا اور دھرم شالہ میں نظر بند کردیا، جس کے ردعمل میں

جلیانوالہ باغ کا سانحہ رونما ہوا۔انہوں نے ملک کی آزادی کے خاطر ۱۴ سال جیل میں رہے۔

۴۲۔سید الملت مولانا محمد میاں دیوبندیؒ (۱۹۰۳۔۱۹۷۵ء)

مولانا سید محمد میاں دیوبندی ایک محدث ،فقیہ ،مورخ اور تحریک آزادی کے مجاہد تھے۔ آزادی کے اس مجاہد کو پانچ بار قید وبند کی آزمائش میں ڈالا گیا۔۶۰ سے زاید کتابوں کے مصنف تھے۔علماء ہند کا شاندار ماضی ان کی مشہور کتاب ہے۔

۴۳۔رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمان لدھانویؒ (۱۸۹۲ء۔۱۹۵۶ء)

آپ ہندوستان کے مشہور مذہبی وسیاسی رہنما مجلس احرار اسلام کے عظیم المرتبت قائد اور تحریک آزادی کے علمبردار تھے۔تحریک آزادی کے سلسلہ میں بار بار گرفتار ہو کر قید و بند کے مصائب سے دوچار ہوئے۔آپ تقریبا پندرہ سال جیل میں رہے۔

۴۴۔خان عبدالغفار (وفات ۱۹۸۸ء۔ پیدائش ۱۸۹۰ء)

ہندوستان کی جنگ آزادی کے علمبردار تھے۔ملک کی آزادی میں ان کا کردار آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہے۔سرحدی گاندی کے نام سے مشہور تھے۔کانگریس سے ان کا تعلق ۱۹۲۰ء سے شروع ہوا۔ جب انہوں نے ناگ پور کے اجلاس میں شرکت کی۔ پھر خلافت اور شہری نافرمانی کی تحریکوں میں حصہ لیا اور صوبہ سرحد میں خلافت تحریک کو منظم کیا۔سقوط خلافت کے بعد ۱۹۲۱ء میں اپنی سیاسی سرگرمیوں کی وجہ سے گرفتار ہوئے اور تین سال قید میں رہنے کے بعد ۱۹۲۴ء میں رہا ہوئے ،سماجی اصلاح اور سیاسی بیداری کے میدان میں ان کا کارنامہ عظیم ہے۔حکومت ہند نے انہیں نہرو ایوارڈ اور بھارت رتن سے نوازا۔

۴۵۔ڈاکٹر سید محمود بہار (۱۸۸۹ء)

بیسویں صدی کے آغاز میں ہندوستان میں آزادی فکر اور حب الوطنی کی بازیافت کی لہریں زیادہ پرشور تھیں۔ڈاکٹر سید محمود نے جدید عصری علوم یافتہ کو انگریز کے خلاف متحد کرنے اور ان کی رہنمائی کرنے میں اہم رول ادا کیا۔انہوں نے علی گڑھ یونیورسٹی میں ایک انجمن اخوان الصّفا قائم کی اور طلباء کے اندر انگریزوں سے جو مرعوبیت تھی اس کو ختم کرنے کی کوشش

کی۔پنڈت موتی لال جس زمانہ میں کانگریس کے صدر تھے ان کو اس کا جنرل سیکریٹری بنادیا اور کئی بار ان کے ساتھ سید محمود کو جیل کی ہوا کھانی پڑی۔ڈاکٹر محمود نے اپنی زندگی کے کچھ ایام مہاتما گاندھی کے ساتھ ان کے آشرم میں گزارے۔سید محمود ایک دوراندیش سیاستداں اور مبصر تھے۔ملک کی آزادی کی تحریک کو کامیاب بنانے اور ملک کو آزاد کرانے میں اہم رول ادا کیا۔

۴۶۔حسرت موہانی (ولادت ۱۸۸۰ء وفات ۱۹۵۱ء)

حسرت موہانی ملک وقوم کے پرستار تھے۔اور ملک پر انگریزی تسلط انہیں ناگوار تھی۔ مولانا حسرت کا اردوئے معلیٰ جدوجہد آزادی میں اہم رول ادا کیا۔وہ کانگریس کے سرگرم رکن کی حیثیت سے ناقابل فراموش خدمات انجام دیں،ان کے ایک مضمون کو باغیانہ قرار دیا گیا۔ اور دو سال کی قید بامشقت ہوئی۔حسرت موہانی حریت کاملہ کے علمبردار تھے،ان کے یہاں مصلحت نام کی کوئی چیز نہ تھی۔وہ بس اتنا چاہتے تھے کے ملک آزاد ہوجائے۔آزادی کے بعد حسرت جیسے سرفروش مجاہد آزادی گوشہ نشین ہو گئے۔اور ملک کو آزاد کرا کر ہی دم لیا۔

۴۷۔رفیع احمد قدوائی بارہ بنکوی (۱۸۹۴ء۔۱۹۵۴ء)

رفیع احمد قدوائی عظیم مجاہد آزادی تھے۔انگریز دشمنی اور حکومت کے شدید مخالف ہونے کی وجہ سے بڑے خطرناک سمجھے جاتے تھے۔دشواریوں اور مشکلات سے وہ گھبراتے نہ تھے اور بڑی بڑی مصیبتوں کا سامنا کیا لیکن ملک کی آزادی کے لئے سرگرم رہے۔آزاد ہندوستان کی کابینہ میں رفیع صاحب ملک کے اولین مرکزی وزیر مواصلات بنائے گئے،۱۹۵۲ء میں مرکزی وزیر زراعت وخوراک بنائے گئے۔

۴۸۔شیر علی

۱۸۶۷ء میں ایک مقدمہ کے سلسلے میں شیر علی کو پھانسی کا حکم ہوا تھا لیکن بعد میں سزائے موت دینے کے بجائے اس کو کالے پانی بھیج دیا گیا۔اسی طرح وہ جزیرہ انڈمان پہنچ گیا وائسرائے ہند لارڈ میو، کالے پانی معائنہ کی غرض سے گیا،شیر علی نے پولیس کے گھیرے میں گھس کر چھری اس کی پیٹھ میں گھونپ دی۔لارڈ میو چند منٹوں میں مرگیا۔شیر علی کو گرفتار کرلیا گیا۔

اس نے اپنے جرم کا عدالت میں صاف لفظوں میں اقرار کرلیا اور پھانسی کے تختے پر چڑھ گیا۔

۴۹۔اشفاق اللہ ولد شفیق اللہ

۲۲۔اکتوبر ۱۹۰۰ء شاہ جہاں پور اتر پردیش میں پیدا ہوئے۔آپ نے برطانوی حکومت کے خلاف وطن پرستانہ سرگرمیوں میں نمایاں حصہ لیا۔آپ گرفتار ہوئے اور سزائے موت دی گئی۔۱۹۔دسمبر ۱۹۲۷ء کو فیض آباد جیل میں پھانسی کے تختے پر شہید ہوئے۔

۵۰۔احمد شاہ سید امرتسری۔(ولادت ۱۸۸۹ء)

۱۹۱۹ء کو جلیانوالہ باغ امرتسر میں برطانوی فوج نے جب عوام کے ایک جلسہ پر جس میں آپ شریک تھے زخمی ہوئے اور شہید ہو گئے۔

۵۱۔عثمان شیخ ولد محمد یعقوب ناگپور۔

عثمان شیخ ۱۹۴۲ء کی ہندوستان چھوڑ تحریک میں شریک ہوئے اور پولس کی گولی سے زخمی ہو کر شہید ہو گئے۔

۵۲۔مولانا محمد باقر:

مولانا محمد باقر نے اپنے اخبار کے ذریعہ ہی نہیں بلکہ بذات خود مرد میدان بن کر تلوار کے ذریعہ آزادیٔ تحریر کی بقاء کے ساتھ ملک کی آزادی حاصل کرنے کی کوشش کی اور آخر میں اپنے اخبار کو آزادی کی بھینٹ چڑھایا۔اپنے آپ جامِ شہادت نوش کیا اور ہند کے پہلے شہید فرنگ صحافی ہونے کی عزت حاصل کی۔

۵۳۔مولانا سید محمد اولاد حسن قنوجیؒ۔(۱۷۸۵ء۔۱۸۳۷ء)

مشہور عالم دین، مدرس، داعی اور مجاہد تھے۔سید صاحب کے ہاتھ پر بیعت ہو کر تحریک جہاد کے سرگرم رکن ہوئے۔سید صاحب نے خلعت خلافت سے سرفراز فرما کر وعظ ونصیحت اور دعوت جہاد کے لئے قنوج بھیج دیا، پوری زندگی درس وتدریس، تصنیف وتالیف اور دعوت جہاد میں گزار دی۔ایک درجن سے زائد تصانیف کے علاوہ نواب صدیق حسن خاں اور مولانا احمد حسن عرشی جیسے باکمال فرزند چھوڑے۔

۵۴۔سردار علی:

راجستھان کوٹہ میں ۴؍جون ۱۸۳۰ء کو پیدا ہوئے۔اسرار علی کے بیٹے تھے، کوٹہ اسٹیٹ آرمی کے نارائن پلٹن میں اڈجوٹانٹ تھے۔۱۸۵۷ء کی تحریک میں حصہ لیا۔۱۵؍اکتوبر ۱۸۵۷ء میں کوٹہ کے سیاسی ایجنٹ کے گھر پر حملہ میں شامل تھے جہاں ایجنٹ میجر برٹن، مہاراؤ فوج جو انگریزوں کی وفادار رہی تھی کے ساتھ لڑائی میں ۱۸۵۷ء میں دو بیٹوں کے ساتھ شہید ہوئے۔

۵۵۔شاہ عبدالغنی مجددیؒ۔(۱۸۱۹ء۔۱۸۷۸ء)

شاہ ابوسعید مجددی کے فرزند ارجمند محدث جلیل، نسبت مجددی کے حامل اور شیخ کامل تھے۔حدیث میں استاذ العرب والعجم اور شیخ وقت تھے۔آپ کے حلقۂ درس میں مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اور مولانا رشید احمد گنگوہیؒ جیسے علماء کرام پیدا ہوئے۔۱۸۵۷ء کے جہاد آزادی کے فتوی پر آپ کے بھی دستخط ہیں۔

۵۶۔مولانا عبدالکریم۔(۱۲۵۵ھ۔۱۳۳۳ھ)

مولانا ولایت علی عظیم آبادی پٹنہ، بہار کے دوسرے جانباز فرزند ہیں۔اٹھ نو سال کی عمر میں والد کے ہمراہ سرحد چلے گئے تھے۔وہیں جہاد وحریت کی فضا میں پرورش پائی۔جنگ امبیلہ ۱۸۶۴ء سے ۱۸۹۷ء تک تمام مہم اور سرگرمیوں میں شریک رہے۔مولانا عبداللہ صادق پوری کے بعد مجاہدین کے امیر منتخب ہوئے۔

۵۷۔مولانا نعمت اللہ۔(متوفی۔۱۹۲۱ء)

مولانا نعمت اللہ کی پرورش وتعلیم وتربیت مولانا عبداللہ صادق پوری اور مولانا عبدالکریم کے زیرنگرانی ہوئی۔آگے چل کر امیرالمجاہدین بنے۔ان کے ابتدائی عہد امارت میں انگریزوں سے پانچ لڑائیاں ہوئیں۔۱۹۱۷ء میں ان کے متعلق غلط فہمی پھیلی کہ انہوں نے اب انگریزوں سے نرم رویہ اختیار کرلیا ہے۔تو ۴؍مئی ۱۹۲۱ء کو کسی نے انہیں قتل کر دیا۔

۵۸۔مولانا سید محبوب علی جعفری (۱۷۸۵ء۔۱۸۶۴ء)

مولانا سید محبوب علی جعفری نامور عالم، فاضل اور مولانا عبدالعزیز محدث دہلوی کے

شاگرد رشید تھے، حضرت سید احمد شہید کے ہاتھ پر بیعت ہوئے، جہاد کے لئے باغستان گئے، مگر وہاں کے حالات سے غیر مطمئن ہوکر واپس آگئے، اور درس وتدریس، وعظ وتذکیر میں زندگی گزاردی، ۱۸۵۷ء کے فتوی جہاد پر آپ کے بھی دستخط ہیں۔

۵۹۔مفتی رحمت علی دہلوی

۱۸۵۷ء کے فتویٰ جہاد پر آپ کے بھی دستخط ہیں

۶۰۔مولانا محمد منیر نانوتویؒ۔(پیدائش۔۱۸۳۱ء)

جنگ آزادی ۱۸۵۷ء کے ایک اہم سرگرم کارکن اور مجاہد تھے۔شاملی اور تھانہ بھون کے معرکوں میں شریک رہے اور خوب داد شجاعت دی۔ جنگ میں ناکامی کے بعد روپوش ہوگئے۔عام معافی کے بعد بریلی میں ملازم ہوگئے۔مطبع صدیقی بریلی اور دارالعلوم دیوبند کے مہتمم رہے۔امام غزالی کی مشہور کتاب منہاج العابدین کا اردو ترجمہ سراج السالکین کے نام سے کیا۔

۶۱۔مولوی وہاج الدین مرادآبادی۔(متوفی۔۱۸۵۸ء)

۱۸۵۷ء کی جہاد آزادی میں ایک قائد کی حیثیت سے انتہائی سرگرمی سے کام کیا۔آپ تین بھائی تھے۔جو جنگ آزادی میں دوش بدوش رہے۔۱۹مئی ۱۸۵۷ء کو آپ کی قیادت میں مجاہدین جم غفیر نے جیل خانہ مرادآباد پر حملہ کرکے تمام قیدیوں کو رہا کرالیا۔آپ دیہات دیہات دورہ کرتے اور جنگ آزادی کی تحریک میں شمولیت کی دعوت دیتے رہے۔جب انگریزوں نے نواب رام پور کی کثیر فوج لے کر مرادآباد پر حملہ کیا تو شاہزادہ فیروز شاہ کی سرپرستی اور آپ کی کمان میں مجاہدین آزادی نے نواب کی فوج اور انگریزوں کا مقابلہ نہ کرسکے شکست ہوگئی اور انگریز ۲۵ اپریل ۱۸۵۸ء کو شہر پر قبضہ کرلیا پھر برسراقتدار آئے، انہی شمع حریت کے پروانوں کی ایک فہرست تیار کی گئی۔اور محبان حریت پر ایک ایک کرکے سزا موت کا حکم جاری کیا گیا۔اپریل ۱۸۵۸ء میں ایک فوجی رسالہ آپ کے دیوان خانہ میں داخل ہوکر آپ کو ایک ملازم سمیت گولیوں سے بھون ڈالا۔ (علماء ہند کا شاندار ماضی ص۔۲۸۵۔۲۷۹)

۶۲۔مولانا احمد اللہ شاہ مدراسی۔(۱۲۰۴ھ۔۱۲۷۵ھ)

عزم وہمت، حمیت ملی اور عقیدت وطن کا وہ شعلہ جوالہ جو چنیا پٹنم (مدراس) سے اٹھا دہلی اور آگرہ میں چمکا۔سرزمین اودھ میں چٹخا، روہیلکھنڈ میں شعلہ افشاں ہوا پھر اسی کے ایک گوشہ میں محوسکون ہوگیا۔۵ جون ۱۸۵۸ء کو جام شہادت نوش کیا۔

۶۳۔مولانا ابوسراج غلام محمد دین پوری۔(۱۸۳۵ء۔۱۹۳۶ء)

حضرت مولانا غلام محمد دین پوری اپنے زمانے کے بلند پایہ مشائخ میں سے تھے۔آپ کی ولادت موضع عالم خاں شرقی ضلع جھنگ میں (۱۸۳۵ء) ہوئی، مولانا سندھی اور حضرت مولانا لاہوری کے پیرومرشد تھے۔اسی کے ساتھ تحریک شیخ الہند کے اہم رکن تھے۔اسی سلسلہ میں گرفتار ہوئے، چھ ماہ نظر بند رہے، آپ کے اعزہ واحباب اور مریدین نے بھی اس تحریک میں نمایاں حصہ لیا۔

۶۴۔مولانا سید تاج محمود امروٹی۔(۱۸۵۹ء۔۱۹۲۹ء)

مولانا سید تاج الدین محمود امروٹی سندھ کے عظیم روحانی پیشوا عظیم المرتبت شیخ، مجاہد بزرگ اور سیاسی وسماجی رہنما تھے۔گوٹھ دیوالی ضلع خیر پور سندھ کے مشہور خانوادہ سادات میں ۱۸۵۹ء میں پیدا ہوئے۔آزادی ہند تمام تحریکات میں نمایاں حصہ لیا۔تحریک شیخ الہند کے اہم ممبر تھے۔جمعیۃ علماء ہند کے بانیوں میں تھے۔جمعیۃ علماء ہند کے ہمیشہ سرپرست رہے۔تحریک خلافت کے پرجوش لیڈر تھے۔۶ دسمبر ۱۹۲۰ء کو کلکتہ میں جمعیۃ علماء ہند کا اجلاس آپ کی صدارت میں ہوا جس میں سب سے پہلے ترک موالات کی تجویز پاس ہوئی تھی۔سندھی کے قادرالکلام شاعر اور بہترین انشاء پرداز تھے۔سندھی زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ آپ کی عظیم یادگار ہے۔۵نومبر ۱۹۲۹ء کو واصل بحق ہوئے۔

۶۵۔حاجی صاحب ترنگزئی(۱۸۵۸ء۔۱۹۳۷ء)

حاجی صاحب ترنگزئی صوبہ سرحد میں تحریک حریت کے قافلہ سالار عظیم انقلابی رہنما اور روحانی پیشوا تھے۔آپ کا اصل نام فضل واحد تھا۔سامراجی فوجوں سے ہمیشہ لڑتے رہے

۱۸۹۷ء میں اپنے پیرومرشد ہڈہ ملا صاحب کی قیادت میں مالا کنڈ، پٹھیلہ، چکدرہ وغیرہ متعدد محاذوں پر انگریز فوجوں سے ٹکر لی اور جنگ عظیم کے اعلان کے بعد آزاد قبائل میں پہنچ کر انگریزی فوج کے چھاؤنیوں پر چھاپہ مار کر پلٹنوں کی پلٹن صاف کر دیں۔آپ کی کوششوں سے پچاس سے زائد آزاد قومی مدرسے قائم ہوئے جنہوں نے پورے صوبے میں انگریزوں کے خلاف ذہنی بیداری پیدا کی اور آزادی وطن کے مجاہد تیار کئے۔آپ کے صاحبزادہ بادشاہ گل صاحب بھی مجاہد اور قومی لیڈر تھے۔

۶۶۔ملا بابڑہ صاحب۔(پیدائش ۱۸۸۵ء)

صوبہ سرحد کے عظیم پیشوا تھے۔زندگی بھر فرنگی سامراج سے برسرپیکار رہے۔

۶۷۔مفتی اعظم مفتی کفایت اللہ۔(۱۸۷۵ء۔۱۹۵۲ء)

آپ ہندوستان کے مفتی اعظم اور صاحب علم وفن تھے۔درس وافتاء کے علاوہ علمی، قومی، سیاسی، تحریکات میں بھی آپ کی خدمات بے مثال ہیں۔تحریک شیخ الہند میں حصہ لیا۔آپ کے عہد صدارت میں جمعیۃ علماء ہند نے آزادی ہند کے لئے ناقابل فراموش خدمات انجام دی۔۱۹۳۰ء میں چھ ماہ گجرات جیل میں بھی رہے۔ایک جلوس کی قیادت کرنے کی وجہ سے اٹھارہ ماہ ملتان جیل میں رہے۔

۶۸۔علامہ شبیر احمد عثمانی۔(۱۸۸۵ء۔۱۸۴۹ء)

علامہ شبیر احمد عثمانی ایک عظیم محدث، بلند پایہ مفسر اور محقق عالم تھے۔درس وتدریس کے ساتھ سیاسیات سے بھی دلچسپی رہی، علمی تحریکات میں حصہ لیا۔جمعیۃ علماء ھند کے سرگرم رکن رہے۔

۶۹۔مفتی محمد نعیم لدھیانوی۔(۱۸۸۹ء۔۱۹۷۰ء)

آپ دارالعلوم دیوبند کے ممتاز فاضل، لدھیانہ کے مشہور خانوادہ علماء کے فرد تھے اور جمعیۃ علماء الہند کے صف اول کے رہنماؤں میں تھے۔تحریک آزادی میں سرگرم حصہ لیا۔کئی مرتبہ گرفتار ہوئے۔

۷۰۔مولانا عبدالحلیم صدیقی ملیح آبادیؒ۔(متوفی۔۱۹۶۹ء)

مولانا عبدالحلیم صدیقی اپنے دور کے فصیح وبلیغ مقرر، عربی، اردو کے بہترین شاعر اور جنگ آزادی کے ان سرفروش رہنماؤں میں تھے جنھوں نے حصول آزادی اپنی زندگی کا نصب العین بنالیا تھا۔تحریک خلافت کے دور میں سیاست کی پرخار وادی میں قدم رکھا اور جمعیۃ علماء ھند کے پلیٹ فارم سے ملک وملت کے لئے گراں قدر خدمات انجام دیں۔آزادی کے خاطر بار بار گرفتار ہوئے اور جیل کی آہنی سلاخوں میں برسہابرس رہے۔

۷۱۔شیخ الحدیث مولانا سید فخر الدین مرادآبادیؒ۔(۱۸۸۹ء۔۱۹۷۲ء)

آپ اپنے زمانہ کے عظیم محدث، جمعیۃ علماء الہند کے صف اول کے رہنما اور جلیل القدر عالم تھے۔آپ کی ولادت ۱۳۰۷ھ میں اجمیر راجستھان میں ہوئی۔تحریک خلافت کے دور میں سیاست میں قدم رکھا، اس کے بعد ساری زندگی علمی خدمات کے ساتھ سیاسی جدوجہد جاری رکھی، اس کے خاطر ایک سال کی سزا ہوئی۔

۷۲۔مولانا محمد اسماعیل سنبھلیؒ۔(۱۸۹۹ء۔۱۹۷۵ء)

آپ شعلہ بیان خطیب، مناظر اور جنگ آزادی کے مجاہد تھے۔سیاسی سرگرمیاں زمانہ طالب علمی سے شروع ہوگئی تھیں۔تحریک خلافت اور جمعیۃ علماء الہند سے وابستہ ہوئے۔دو سال قید بامشقت کی سزا ہوئی۔مقامات تصوف، اخبار التنزیل اور تقلید ائمہ اربعہ علمی یادگار ہیں ۔۲۳۔نومبر ۱۹۷۵ء کو انتقال کر گئے۔

۷۳۔مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی

مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی ضلع سمستی پور کے مشہور گاؤں رحیم آباد میں ۱۲۷۰ھ مطابق ۱۸۵۴ء میں پیدا ہوئے، ابتدائی تعلیم حفظ قرآن کریم کی تعلیم کے بعد مختلف مقامات پر ماہرین فن سے استفادہ کیا، انھوں نے تفسیر، حدیث، فقہ وفتاوی میں مہارت حاصل کی، اپنے وطن میں مدرسے کے قیام کے ساتھ انگریزوں سے ملک کی آزادی کے لیے سرگرم عمل ہو گئے، اس کے ساتھ ہی دعوتی وتصنیفی خدمات میں مشغول رہے، انگریز حکومت مولانا رحیم

آبادی کی مجاہدانہ سرگرمیوں سے سخت نالاں تھی،مولانا محمد میاں نے اپنی کتاب اسیران مالٹا اورتحریک شیخ الھند میں انگریزوں کی خفیہ دستاویز کے حوالے سے جنود ربانیہ کے جن عہد یداران کانام لکھا ہےان میں مولانا رحیم آبادی کولیفٹیننٹ جنرل بتایا گیا ہے۔
(تحریک ریشمی رومال ص ۳۲۴)

۷۴۔مولانا ابوالوفا شاہجہانپوریؒ۔(۱۹۰۰ء۔۱۹۸۰ء)

آپ اپنے دور کے خطیب بے بدل،بہترین مناظر،خوش گوشاعر اور جنگ آزادی کے مجاہد تھے۔جمعیۃ علماء الہند اور مجلس احرار اسلام کے پلیٹ فارم سے جنگ آزادی میں حصہ لیا۔قیدو بند کے مرحلے سے گزرے۔

۷۵۔مولانا اختر الاسلامؒ مرادآبادی۔(۱۳۳۳ھ۔۱۳۹۵ھ)

درس وتدریس میں مہارت کے ساتھ صحافت وسیاست کے مرد میدان تھے۔
جمعیۃ علماء ھند وابستہ ہوکر تحریک آزادی میں حصہ لیا،دس ماہ جیل میں بھی رہے۔

۷۶۔مولانا محمد عثمان بریلوی:

مولانا محمد عثمان بریلی کے مشہور علماء میں تھے۔ وہ مدرسہ میں درس دیتے تھے اور انگریزوں کے خلاف جہاد کی ترغیب دیتے تھے اور خود اپنے شاگردوں کے ساتھ میدان جنگ میں اترے اور اپنے تمام شاگردوں کے ساتھ ۱۲۳۱ھ کو جام شہادت نوش کیا۔

۷۷۔مولانا مفتی محمد عوضؒ۔(وفات۔۱۸۲۱ء)

مفتی صاحب کا تعلق بدایوں کے مشہور عثمانی خاندان سے تھا۔آپ کے والد مفتی محمد حافظ الملک حافظ رحمت خاں کے زمانہ میں بریلی میں خدمت افتاء پر مامور تھے۔مفتی صاحب نے انگریزوں کے خلاف جہاد کا علم سربلند کیا،مفتی صاحب نے جس روضہ میں پناہ لی تھی وہاں سبز اسلامی پرچم لہرایا گیا،انگریزی فوج پر دھاوا بول کفن بردوش دشمنوں کی صفوں میں گھس گئے اور خوب خوب داد شجاعت دی،یہاں تک کہ انگریز فوج کو شکست فاش دی،لیکن انگریز کی دوسری کمک آجانے سے مجاہدین کو پسپائی اختیار کرنی پڑی ،لڑائی کئی گھنٹے جاری رہی اور اس

میں تقریبا دو ہزار آدمی مجروح اور ہلاک ہوئے، یہ ۲۱ اپریل ۱۸۱۶ء کی بات ہے۔

۷۸۔حافظ الملک حافظ رحمت اللہ خاں۔(۱۷۰۸ء۔۱۷۷۴ء)

حافظ الملک روہیلہ سرداروں میں سے تھے۔ پیدائش اور تعلیم وتربیت افغانستان میں ہوئی۔نواب علی محمد خاں کٹھیر کی دعوت پر ہندوستان آئے۔حافظ الملک نے ملک دشمن طاقتوں سے خوب ٹکر لی۔حافظ الملک انگریزوں کے سخت دشمن تھے۔ان کی ہوشمندی اور روز افزوں مقبولیت سے انگریز قلابیں کھانے لگے۔ میدان جنگ میں پوری طاقت کے ساتھ انگریزی فوج سے مقابلہ کرتے رہے۔انگریزی فوج نے توپ خانہ کا دہانہ کھول دیا۔اور گولہ باری شروع کردی۔ایک گولہ حافظ صاحب کے سینہ پر لگا اور اپنی جان جان آفریں کے سپرد کردی۔حافظ الملک جرأت وشجاعت، ذکاوت وشہامت،شوق شہادت اور ذوق عبادت میں سلطان ٹیپو سے بہت مشابہ تھے۔حافظ الملک رحمت خاں کی فوج کے بعض سربرآوردہ علماء مولانا سید احمد شاہ،حضرت حافظ شاہ جمال اللہ،مولانا غلام جیلانی خان بہادر،ملا سردار خاں کمال زئی، ملا محسن خان امان زئی،سید معصوم شاہ تھے۔حافظ الملک کی شہادت کے بعد بہت سے علماء وفضلاء گرفتار کئے گئے ان میں قابل ذکر ملا میر باز جان، ملاحسن خان، ملا عالم خاں، ملا عبد الواحد خاں اور قاضی محمد سعید خاں ہیں۔(تحریک آزادی میں علماء کا کردار۔ص:۱۷۱)

۷۹۔مولانا سید نصیر الدین دہلویؒ۔(وفات۔۱۸۴۰ء)

مولانا سید نصیر الدین دہلوی شاہ رفیع الدین محدث دہلوی کے نواسے اور شاہ محمد اسحاق کے داماد تھے۔ہندوستان میں موجود سید احمد صاحب کے خلفاء اور تحریک جہاد کے کارفرما متفکر ہوئے کہ سید صاحب کا مقصد فوت ہوتا نظر آرہا ہے۔انہیں ضرورت محسوس ہوئی کہ کسی سرگرم شخص کی قیادت میں ایک بڑی جماعت تیار کرکے سرحد کے آزاد علاقے میں بھیج دی جائے، تاکہ سید صاحب کے شروع کئے گئے کام میں نئی روح پیدا ہوجائے،اس کے لئے سب نے بالاتفاق مولانا سید نصیر الدین دہلوی کو امیر منتخب کیا۔انہوں نے مجاہدین کی جماعت تیار کرنے کے لئے اسفار کئے۔قلعہ غزنی پر انگریزوں نے اچانک حملہ کردیا۔مولانا نصیر الدین کے

اکثر ساتھیوں نے دست بدست لڑائی میں شہادت پائی، یہ واقعہ ۲۱ جولائی ۱۸۳۹ء کا ہے۔اس جنگ کے بعد ۱۸۳۹ء کے اواخر یا ۱۸۴۰ء کے اوائل میں مولانا نصیرالدین اور ان کے بقیہ ساتھی سخت مصیبتوں سے گزرتے ہوئے تھانہ پہنچے، جہاں مولوی نصیرالدین منگلوری کی شہادت کے بعد ستر اسی مجاہدین باقی رہ گئے تھے۔تھانہ پہنچتے ہی مجاہدین نے ان کو نیا امیر بنایا مگر وہ جلدی ہی رحلت فرما گئے۔ (تحریک آزادی میں علماء کا کردار:ص ۳۶۷۔۳۶۱)

۸۰۔مولوی محمد قاسمؒ۔پانی پتی۔(وفات:۱۸۵۳ء)

مولوی محمد قاسم پانی پتی، سید صاحب کے بہت سرگرم رفقاء اور ان کے حقیقی مقاصد کو پہنچنے والے اصحاب میں تھے۔وہ انگریزوں کے معاملہ میں بہت سخت تھے۔ایک روایت کے مولانا نصیرالدین کے ہمراہ جہاد کرتے ہوئے شہادت پائی۔اور ایک بیان یہ ہے کہ ۱۸۵۳ء میں انگریزوں نے انہیں گرفتار کر کے سیالکوٹ جیل میں قید کر دیا وہیں انہوں نے وفات پائی۔

(ایضا:ص ۳۶۷)

۸۱۔مولانا حاجی شریعت اللہ فرید پوریؒ۔(۱۷۸۱ء۔۱۸۴۰ء)

مولانا حاجی شریعت اللہ کی پیدائش ضلع فرید پور کے مداری پور سب ڈویژن میں ہوئی۔بچپن ہی سے حاجی صاحب انگریزوں سے سخت نفرت کرتے تھے۔مولانا شریعت اللہ مسلمانان بنگال کے عقیدے اور عمل کی اصلاح کے ساتھ ساتھ ان میں انگریزوں کے خلاف جذبہ جہاد کو ابھارنے کی بھرپور کوشش کی، اس عظیم مقصد کو حاصل کرنے اور فرائضی تحریک کو مزید جاندار بنانے کے لئے انہوں نے انگریزوں کی حکومت کو اسلام دشمن قرار دے کر ہندوستان کو دارالحرب قرار دیا۔بنگال کی آزادی کی تاریخ میں ان کی کوششیں سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہیں۔(ایضا:ص۔۴۴۵۔۴۳۷) فرائضی تحریک یہ پہلی عوامی اسلامی تحریک اور جدوجہد تھی۔جو ایک غیر ملکی کافر حکومت کے خلاف عوامی سطح پر برپا کی گئی تھی۔اس تحریک نے مسلمان میں احیاء اسلام کے لیے ایک زبردست جذبہ پروان چڑھایا جس سے انگریز حکومت کی نیند اڑ گئی۔مولانا شریعت اللہ نے مسلمانان

بنگال کے عقیدے اور عمل کی اصلاح کے ساتھ ان میں انگریزوں کے خلاف جذبہ جہاد کو ابھارنے کی بھرپور کوشش کی۔

(ایضا:ص۔۴۴۵۔۴۳۷)

اور انگریزوں نے مولانا شریعت اللہ، ان کے مریدوں اور تحریک سے وابستگان کے خلاف زبردست ظالمانہ کارروائی کی۔ (ایضاص:۴۵۰)

۸۲۔تیتو میر:

جس زمانہ میں فرائضی تحریک کا عروج تھا اسی زمانہ میں تیتو میر کی اصلاحی سرگرمیاں بھی زوروں پر تھیں۔تیتو میاں عرف تھا اصل نام میر نثار علی تھا۔وہ چاند پور بنگال کے ایک خوشحال زمیندار گھرانے کے چشم و چراغ تھے۔تیتو میاں نے یہاں کے انگریزوں کے خلاف کھلم کھلا جہاد کا اعلان کر دیا۔نومبر ۱۸۳۱ میں تیتو میاں اپنے مجاہدین کے ساتھ انگریز فوج سے جنگ کی، آخر تیتو میر اور ان کے بہت سے ساتھی شہید ہو گئے۔

۸۳۔خواجہ حسین علی:

خواجہ حسین علی خاں پٹنہ کے مشہور بزرگوں میں تھے اور خاندانی رئیس تھے۔سلسلہ نقشبندیہ کے مشہور شیخ سید شاہ ابوالبرکات سے اجازت و خلافت حاصل تھی۔ان کا کام فوج کے اندر انگریزی حکومت کے خلاف جذبات بھڑکانا اور دیسی افسروں اور سپاہیوں کی وفاداری کو متاثر کرنا۔ان کے کارندے پٹنہ اور دانا پور، کے علاوہ ہزاری باغ، بنارس، الہ آباد، اور کانپور تک پھیلے ہوئے تھے۔افسوس کہ بعض افسروں نے منصوبہ کا افشا کر دیا۔خواجہ حسین علی قریب ایک سال تک روپوش رہے۔حکومت کی انتہائی کوشش کے باوجود ان کا پتہ چل نہ سکا آخر اکتوبر ۱۸۴۶ء میں وہ حاضر خدمت ہوئے، لیکن اہم گواہ استغاثہ پیر بخش نے ان کی شناخت سے انکار کر دیا، اس وجہ سے حکومت ان کو بری کرنے پر مجبور ہوگئی۔مگر اس کے بعد وہ زیادہ دن زندہ نہ رہ سکے۔مئی ۱۸۴۷ء میں ان کا انتقال ہوا، ان کی عمر ۷۰ سال کی تھی۔

(ص:۹۰۔۳۹۲)۔

خواجہ حسین علی کے معاون سیف علی کے علاوہ اس سازش کی دوسری سرکردہ شخصیت راحت علی کی تھی، وہ نیورہ کے بڑے زمیندار حسن امام اور علی امام کے جدامجد تھے۔قرض دلانے کے بہانے سپاہیوں کو ان سے ملادیا تھا اور خواجہ حسین علی تک ان کو پہنچاتے۔انہی سر برآوردہ لوگوں میں مولوی علی کریم ،سیف علی ،منشی چراغ علی ،خواجہ ہدایت علی ،منشی پیر علی ، سہسرام خانقاہ کے شاہ کبیرالدین بھی تھے۔جنہوں نے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں ناقابل فراموش نقوش چھوڑے ہیں۔ان کے علاوہ مولوی نیازعلی (پٹنہ کے قاضی)،سرکاری وکیل برکت اللہ اور پٹنہ سیٹی کے داروغہ میر باقر علی کا نام سرکردہ لوگوں میں آتا ہے ان سرکاری ملازمین کی ملازمتیں تحقیقات کے بعد ختم کردی گئی تھیں۔ (ایضاص:۳۹۶۔۳۹۲)

۸۴۔مولانا سید محمد علی رامپوریؒ:

آپ باکمال داعی اور عظیم مجاہد تھے۔جنوبی ہند میں مولانا سید محمد علی اور ان کے اصحاب ومریدین نے ایسی سرگرمی سے تحریک چلائی تھی اور انگریزی حکومت کے خلاف نفرت کا وہ ماحول پیدا کیا تھا کہ ہرجگہ بغاوت کے آثار نظر آرہے تھے عورتوں تک میں جذبہ پیدا ہوگیا تھا۔ مولانا سید محمد علی رامپوری کا شمار سید احمد شہید کے چند ممتاز ترین خلفاء میں ہوتا ہے۔

(ایضاص:۴۶۴)

۸۵۔مبارزالدولہ(۱۸۰۰ء۔۱۸۵۴ء)

نواب مبارزالدولہ آصف جاہ سوم سکندر جاہ بہادر کے فرزند تھے۔۱۸۰۰ء میں حیدر آباد میں پیدا ہوئے۔تعلیم وتربیت نہایت معقول طریقے پر ہوئی۔ وہ فارسی اور عربی میں اعلی درجہ کی مہارت رکھتے تھے۔اس کے علاوہ مذہبی تعلیم بھی مستند طور پر ہوئی تھی وہ بڑے بہادر، فنون سپہ گری کے ماہر اور آزاد منش تھے۔انگریز دشمنی اور حریت پسندی گھٹی میں پڑی ہوئی تھی۔ مولانا ولایت علی عظیم آبادی کی حیدرآباد شریف آوری ان کے لئے ایک نعمت ثابت ہوئی ان کو ایک رہنما مل گیا۔مولانا کے ہاتھ پر بیعت کرلی جن کے زیر ہدایت انہوں نے اپنی سرگرمیاں شروع کیں،اسکے بعد تو ان کی ڈیوڑھی وہابی تحریک کا مرکز بن گئی ،مبارزالدولہ کی زیر قیادت

وہابی تحریک صرف حیدرآباد کے حدود اربعہ تک محدود نہ تھی بلکہ اس کا پھیلاؤ جنوب میں مدراس اور کرنول تک تو ان کے نمائندے اور ایلچی لاہور، سندھ، گوالیار، ممبئی اور شولاپور وغیرہ میں سر گرم عمل تھے۔اس کے علاوہ ان کا ربط مراسلت ٹونک ،رامپور، اودگیر اور کرنول کے نوابوں اور جودھپور، ستارا، پٹیالہ، میسور کے راجاؤں اور رنجیت سنگھ سے بھی تھی۔منصوبہ بند طریقے سے انگریز حکومت کا تختہ الٹنے کی سعی کی گئی ،لیکن منصوبہ کی اطلاع انگریز کو ہوگئی پھر گرفتاریاں شروع ہوئیں، مبارزالدولہ کو حبس دوام کی سزادی گئی اور پندرہ سال قلعہ گولکنڈہ میں رہے اور وہیں ان کا ۲۲ جون ۱۸۵۴ء میں انتقال ہوگیا۔مبارزالدولہ کے ساتھ علماء کی بہت بڑی تعداد تھی جن میں سے اکثر مولانا ولایت علی عظیم آبادی اور مولانا محمد علی رامپوری سے بیعت وارادت رکھتے تھے۔ چند علماء جو تحریک کے بہت بڑے داعی اور منصوبوں کے اصل دماغ تھے کا تذکرہ کیا جاتا ہے مولوی محمد سلیم الدین ،مولوی قاضی محمد آصف ،مولوی لعل محمد عرف عبدالہادی ،مولوی سید محمد عباس ،مولوی شجاع الدین ،مولوی عبدالرزاق ،مولوی سید قاسم حکیم ،مولوی منشی فخرالدین ، مولوی پیر محمد اور مولوی محمد عباس مبارزالدولہ کے قریبی ساتھیوں میں تھے اور ان کے منصوبے میں پورے شریک تھے۔منصوبے کے انکشاف کے بعد وہ بھاگ کر مولانا ولایت علی کے پاس پٹنہ چلے گئے تھے۔مولانا ولایت علی نے ان کی بڑی قدر کی اور ان کے تجربات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اول الذکر کو اڑیسہ اور ثانی الذکر کو الہ آباد دعوت کے لئے بھیجا تھا۔

(تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو تحریک آزادی میں علماء کا کردار ص:۴۷۶۔۴۶۱)

۸۶۔شیخ حسن کرکل۔(۱۷۵۹ء۔۱۸۱۰ء)

شیخ حسن کرکل بن احمد ونیاڈ wayanad منجیری کے قریب ایک قصبہ ہے کے ایک علمی خانوادہ سے تعلق رکھتے تھے۔انگریزوں سے سخت نفرت کرتے تھے۔شیخ حسن کرکل نے بہادر مسلمان نوجوانوں کی ایک فوج تیار کی تھی جو سب کے سب فنون حرب سے واقف تھے،سلطان ٹیپو کی شہادت کی بعد انگریزوں کے خلاف ان کے غصہ کی آگ روز بروز بھڑکتی رہی اور انہوں نے ان کے خلاف کارروائی میں بڑی تیزی پیدا کی۔شیخ کی کوششوں سے تین ہزار

اٹھیاسی سپاہیوں پر مشتمل ایک لشکر تیار ہوگیا۔انگریز سپاہیوں سے سخت معرکہ ہوا۔ جنگ کے بعدانگریزی حکومت نے ان کی گرفتاری کے وارنٹ جاری کیا۔شیخ اپنے دوستوں اور مصاحبین کے ساتھ جمع تھے کہ برطانوی فوج کے سپاہیوں نے گھیر لیا۔سخت جنگ شروع ہوئی،شیخ حسن اور ان دولڑکے احمد کرکل اور محی الدین کرکل لڑتے ہوئے شہید ہوگئے ۔لیکن انگریز حکومت کے خلاف ایسی بیداری آگئی کہ انگریز وہاں سکون سے نہیں رہ سکے۔ (ایضاص:۸۵۔۴۸۳)

۸۷۔شیخ سید علوی منفری (۱۷۵۲ء۔۱۸۵۳ء)

شیخ علوی بن محمد بن سہل حسینی سادات میں تھے۔علم وفضل کے ساتھ صلاح وتقویٰ میں بھی آپ کا شہرہ تھا،کیرالہ میں آپ نے دیکھا کہ مسلمان بڑی آزمائش میں دوچار ہیں اور انگریزوں کے ظلم وستم سے پسیے جارہے ہیں تو ان سے رہانہ گیا وہ میدان جنگ میں کود پڑے۔ لوگوں کو انگریزوں سے جہاد کی ترغیب دی۔شریعت کی روشنی میں آزادی کی اہمیت جتائی۔ان کی ترغیب ودعوت سے ایک آگ سی لگی اور انگریزوں کے خلاف ایک فضا بن گئی۔

۱۸۳۶ء سے ۱۸۴۰ء کے دوران چارسالہ عرصے میں مسلمان کیرالہ نے انگریزوں کے ساتھ کئی معرکے کیے،جن میں دونوں طرف کے بہت سے لوگ کام آئے مسلمانوں کو جہاد پر آمادہ کرنے میں سید موصوف نے بڑااہم رول ادا کیا۔۱۸۴۳ء میں چیرور (cherur) ضلع میں مسلمانوں اور انگریزوں کے درمیان ایک زبردست جنگ ہوئی اس میں شیخ علوی نے براہ راست شرکت کی اور بہادری کے جوہر دکھائے۔ (ایضاص:۸۷۔۴۸۵)

۸۸۔قاضی عمر بلنکوٹی (۱۷۶۵۔۱۸۵۶)

کیرلا کے مشہور عالم،باکمال شاعر اور صاحب کرامات بزرگ تھے۔کئی کتابوں کے مصنف،مفتی،مدرس،قاضی القضاۃ تھے۔آپ انگریز حکومت کے سخت مخالف تھے اور کسی کی پرواکئے بغیر اس کی برائیاں بیان کرتے رہتے تھے۔انہوں نے انگریزی حکومت کا ٹیکس ادا کرنے سے انکار کردیا اور لوگوں کو بھی اس کی تاکید کی کہ حکومت کو کسی قسم کا ٹیکس نہ دیں۔عوام میں ان کی وہ مقبولیت تھی کہ حکومت کو ان پر ہاتھ جلد ڈالنے کی ہمت نہیں ہوئی۔قید بامشقت کی

سزا ہوئی کچھ عرصے کے بعد آپ کو رہائی ملی۔انتقال کے وقت آپ کی عمر نوے سال تھی۔آپ کی کرامتیں ابتک کیرلا میں زبان زد خاص وعام ہیں۔آپ مستجاب الدعوات تھے۔بڑے بارعب تھے،باوقار پرجلال،عالی ہمت اور صاحب عزم وحوصلہ تھے۔امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے مقابلہ انتہائی بے جھجک،کسی کی مطلق پرواہ نہیں کرتے تھے۔(ایضاص:۹۰۔۴۸۷)

۸۹۔سید فضل منفری (۱۸۲۴ء۔۱۹۰۰ء)

شیخ علوی منفری کے صاحبزادے اور بڑے عالم وفاضل تھے۔کئی کتابوں کے مصنف تھے۔لوگ ان کو احتراما پوکو یا تنغل کہتے تھے۔جس کے معنی ملیالم زبان میں بڑے سید کے ہوتے ہیں۔سامراجیت سے نفرت اور جذبہ جہاد موروثی تھا۔ابھی نوجوان ہی تھے کہ لوگوں نے انہیں جنگ آزادی کے قائد کی حیثیت سے جانا اور ان کی قیادت تسلیم کی۔۱۸۴۳ء کی انگریز مخالف جنگ میں اپنے والد ماجد کے ساتھ شرکت کی اور خوب خوب داد شجاعت دی۔اورانہوں نے ایک کتاب عمدۃ الامراء والحکام انگریزوں کے خلاف لکھی۔ انگریزوں نے اس کتاب پر پابندی لگادی۔اورحکومت نے ان کو جلاوطن کردیا۔ان کی جلاوطنی کے بعد مسلمان غیظ وغضب میں بھڑک اٹھے۔اور کالی کٹ کے کمشنر کنول صاحب کے محل کا گھیراؤ کرکے قتل کردیا۔ (ایضاص:۹۴۔۴۹۱)

۹۰۔حسن میدین کرکل:

حسن مید بن کرکل عالم وفاضل شخص تھے۔ریاضی ان کا خاص موضوع تھا۔کثیر تعداد میں طلبہ ان سے ریاضی کی تعلیم حاصل کرتے تھے۔ملک کی آزادی کی اہمیت جتا کر طلبہ کے ذہن میں انگریزوں کے خلاف جذبات بھڑکا کر جنگ پر آمادہ کرتے تھے۔۱۸۴۹ء میں ان کی زیر قیادت ضلع ملک پور کے مشہور شہر منجری میں سخت بغاوت ہوئی۔انہوں نے اوران کے ساتھیوں نے انگریزی حکومت کا تختہ الٹنے کے لئے پورا زور لگایا۔جس کے نتیجہ میں حکومت کو سخت نقصان اٹھانا پڑا۔انہوں نے عوام سے رشوت لینے والے انگریزوں کے حلیف ساہو کاروں اور حکومت کے عہدیداروں کو بھی نشانہ بنایا۔حکومت نے ان پر پابندی لگائی کہ وہ کسی کو

نہیں پڑھا سکتے۔حکومت نے ان پر چوری کا الزام لگا کر خانہ تلاشی لی اوران کوگرفتار کرنے کی کوشش کی اوران کے والد کوگرفتار کر کے حاضر عدالت کیا۔انہوں نے عہد کررکھا تھا کہ جب تک جان میں جان ہے انگریزوں سے مقابلہ کریں گے۔ (ایضاص:۹۴-۴۹۵)

۹۱۔سید کنج کویا:

سید کنج کویا کیرلا کے مشہور واعظ تھے۔انہوں نے اپنے مواعظ کے ذریعہ لوگوں کے دلوں میں انگریزوں سے نفرت کی آگ لگادی اورخود اپنے بیٹوں کے ساتھ میدان جہاد میں کود پڑے اورشہید ہوگئے۔ (ایضاص:۴۹۸)

۹۲۔مولانا ناصرالدین محمد مدراسی:

مولانا ناصرالدین اہل نوائط سے تھے۔کوکن کے علمی خانوادے سے آپ کا تعلق تھا۔جس میں کئی پشتوں سے علمی ودینی سیادت رہی ہے۔مولانا موصوف انگریزی حکومت کے سخت مخالف تھے۔انہوں نے اپریل ۱۷۹۲ءکواراکان میں انتقال کیا۔آپ کے فرزند مولانا محمد غوث شرف الملک بہادر نے فتوی ناصریہ کے نام سے آپ کے فتاوی کتابی شکل میں مرتب کئے ہیں۔جنوب کے مشہور عالم قاضی بدرالدولہ علامہ صبغۃ اللہ مدراسی (المتوفی:۱۲۸۰ھ) مولانا محمد غوث کے صاحبزادے تھے۔ (ایضاص:۵۰۲)

۹۳۔نواب فقیر محمد خاں گویا ملیح آبادی (۱۲۰۰ھ-۱۲۶۸ھ)

ملیح آباد کے پٹھانوں میں سیاسی بیداری، جذبہ حریت، اور انگریزوں سے بیزاری پیدا کرنے کا سہرا، آفریدی قبیلہ کے ایک سربراہ اورانیسویں صدی کے مشہور سالار اودھ نواب فقیر محمد خاں کے سرہے۔ان کے بعدان کی اولادہی نے جنگ آزادی کی ہرتحریک میں یہاں کےعوام کی رہنمائی کی اور ملک کے لئے طرح طرح کی مصیبتیں جھیلیں۔

فقیر محمد خاں گویا تاریخ میں حسام الدولہ نواب فقیر محمد خاں بہادر تہور جنگ کے نام سے یاد کئے جاتے ہیں۔اردو فارسی اورعربی تینوں زبانوں پر بڑی قدرت تھی۔آپ اردو کے ایک باکمال اورصاحب دیوان شاعر تھے۔گویاصاحب نواب امیر خاں کے رفیق

خاص اوردست راست تھے۔وہیں حضرت سید احمد شہید سے تعلق پیدا ہوا جو روز بروز گہرا ہوتا گیا۔اسی زمانہ میں سید صاحب سے بیعت ہوئے۔سید صاحب سے ان کی عقیدت مدت العمر قائم رہی اورتحریک کو ان کا برابر تعاون حاصل رہا۔مشہور شاعر جوش ملیح آبادی آپ کے پوتے ہیں۔ (ایضاص:۵۱۱-۵۰۹)

۹۴۔مولانا شاہ محمد ظہورالحق پھلواروی:

مولانا شاہ ظہورالحق اپنے وقت کے متبحر علماء اور بلند مقام بزرگوں میں تھے۔ ۱۱۴۸ھ(۱۷۷۰ء) میں آپ کی ولادت ہوئی۔علوم ظاہری سے فراغت کے بعد اپنے والد شاہ نورالحق سے بیعت ہوکر سلوک کی تعلیم مکمل کی، خانقاہی لوازم کے ساتھ تمام عمر درس وتدریس میں مشغول رہے۔اس دوران کئی کتابیں تصنیف فرمائی۔عربی، فارسی اوراردو تینوں زبان میں شعر کہتے تھے۔آپ ایک مستند خانقاہ کے سجادہ نشین تھے۔عوام پران کے انگریز دشمنی کا گہرا اثر ہوا۔ (ایضاص:۵۱۴)

۹۵۔مولانا عظیم اللہ (۱۷۹۶-۱۸۶۲ء)

مولانا عظیم اللہ بہاری موضع ہتھا کا نسرائے جو پھلواری شریف سے دس بارہ میل کے فاصلے پر واقع ہے ۱۲۱۱ھ(۱۷۹۶ء) میں پیدا ہوئے، پوری زندگی درس وتدریس اورتصنیف وتالیف میں مشغول رہے اور مسلمان کی اصلاح وتبلیغ کے لئے بہت کوشاں رہتے تھے۔مولانا عظیم اللہ انگریزوں کے بارے میں بہت سخت موقف رکھتے تھے۔

۹۶۔خلیفہ نبی بخش خاں (۱۷۷۶ء-۱۸۶۳ء)

خلیفہ نبی بخش خاں قادری، سلسلہ قادریہ کے صاحب طریقت بزرگ تھے۔حیدرآباد سندھ کے رہنے والے تھے۔وہ اردو، سرائکی، سندھی اور ہندی کے اچھے شاعر تھے۔ان کی نظمیں حب وطن اور جذبہ جہاد سے سرشار ہیں۔

۹۷۔احمد سرور:

بالاگڈھ ضلع ہگلی (بنگال) کے رہنے والے تھے۔۱۹۳۰ءکی نان کوآپریشن تحریک اور

ستیہ گرہ میں حصہ اور گرفتار کئے گئے جیل میں پولس نے اتنا مارا کہ چوٹ اور زخموں کی تاب نہ لاکر جیل ہی میں انتقال کر گئے ۔(تحریک آزادی اور مسلمان ص:۲۳۴)

۹۸۔مجاہد آزادی عبدالرسول (۱۹۰۰ء۔۱۹۳۱ء)

۱۹۰۰ء میں شولا پور مہاراشٹر میں پیدا ہوئے۔ان کے والد کا نام قربان حسین تھا۔ ٹریڈ یونین لیڈر تھے۔ ہمہ وقتی لیڈر تھے۔۱۹۳۰ء کی تحریک ترک موالات وعدم تعاون میں حصہ لیا،شولا پور پولس اسٹیشن پر ۸ اپریل ۱۹۳۰ء کو ہونے والے مظاہرہ میں جلوس کی رہنمائی کی، وہیں گرفتار ہوئے۔آپ پر بغاوت کا سنگین جرم عائد کیا گیا،عدالت میں مقدمہ چل رہا تھا کہ پولس نے جیل میں اتنی پٹائی کی تھی کہ وہ چوٹ وزخموں کی تاب نہ لاکر ۱۲ جنوری ۱۹۳۱ء کو انتقال کر گئے۔ (ایضاً ص:۲۳۵)

۹۹۔میاں عبدالغفار (وفات:۱۹۱۴ء)

میاں عبدالغفار عظیم آبادی بھی انبالہ سازش کیس کے ملزمان میں تھے۔تمام ملزمان کے ساتھ آپ کو بھی حبس دوام بعبور دریائے شور کی سزا دی گئی۔مولانا یحیٰی علی اور مولانا محمد جعفر تھانیسری کے ساتھ ۱۱ جنوری ۱۸۶۶ء کو انڈمان پہنچے،ایک لمبی مدت کالے پانی میں گزار کر وطن واپس ہوئے۔

۱۰۰۔مولانا فضل حق خیرآبادی۔(وفات:۱۸۶۱ء)

مولانا فضل حق خیرآبادی بلند پایہ عالم دین اور باکمال مصنف تھے۔منطق وفلسفہ کے امام تھے۔اور بہت سی کتابوں کے مصنف،انگریزوں کے خلاف فتویٰ جہاد دیا تھا اور ان سے جہاد کو فرض کہا تھا۔ ان کے خلاف مقدمہ چلا اور حبس دوام بعبور دریائے شور کی سزا دی گئی۔انڈمان میں ان کے سپرد ذلیل وپرمشقت کام کیا گیا۔قیدیوں کی بارکوں کی صفائی ان کے ذمہ کی گئی۔قید خانے میں انہوں نے فن ہیئت کی ایک کتاب کی تصحیح وحواشی کی گراں قدر خدمت انجام دی، جب انگریز ان سے ملنے آیا تو ان کے ہاتھ میں کوڑے دان کو دیکھ کر اس انگریز کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ان کے صاحبزادے مولوی شمس الحق رہائی کا پروانہ لے کر

انڈمان پہنچے ادھر وقت موعود آچکا تھا،وہ جہاز سے انگریز شہر میں داخل ہوئے تو ایک جنازہ کے ساتھ ہزاروں لوگوں کو دیکھا۔معلوم ہوا کہ ان کے والد کا ہی جنازہ ہے۔پرنم آنکھوں کے ساتھ آپ اپنے والد کو سپرد خاک کر کے واپس آگئے۔

۱۰۱۔مفتی عنایت اللہ کاکوروی:

ملک کے دفاع اور انگریز حکومت کے خاتمہ کے لئے بہادر خاں کی جنگ آزادی میں ایک سرگرم رکن کی حیثیت سے شامل ہوئے۔اور آپ کی انگریز مخالف تحریک کامیاب ہونے لگی تو انگریز نے آپ کو باغی قرار دے کر جزیرہ انڈمان بھیج دیا ۔وہاں رہ کر آپ نے ایک انگریز کی فرمائش پر تقویم البلدان کا ترجمہ کیا۔یہی رہائی کا سبب ہوا۔

۱۰۲۔مولانا امام بخش صہبائی:

مولانا صہبائی صاحب باکمال عالم وفاضل اور گوناگوں خوبیوں کے حامل تھے۔
مولانا فضل حق خیرآبادی اور مفتی صدرالدین آزردہ وغیرہ آپ کے ساتھیوں میں تھے۔
کہا جاتا ہے کہ کوچہ چیلان کے چودہ سو مسلمان انگریزوں کے خلاف بغاوت کے جرم میں گرفتار ہوئے،جن میں آپ اور آپ کے دونو جوان بیٹے بھی گرفتار ہوئے۔اس کے بعد جمنا پار لے جاکر ایک صف میں کھڑا کر کے گولیوں سے بھون دیا گیا۔اور لاشوں کو سپرد آب کر دیا گیا۔ (راشٹریہ سہارا۔۱۵ اگست ۲۰۰۶ء (ص:۷)

۱۰۳۔رعنا بانو:(۱۸۸۸ء۔۱۹۴۲ء)

باموتارا ضلع مدنا پور مغربی بنگال کی باشندہ تھیں۔ ہندوستان چھوڑو تحریک میں حصہ لیا۔ ۲۷ستمبر ۱۹۴۲ء کو ایشور پور کے ایک جلوس میں نندی گرام پولس اسٹیشن پر حملہ کے دوران پولس کی فائرنگ سے زخمی ہوئیں اور شہادت پائیں۔

۱۰۴۔مولانا راشد حسن عثمانی دیوبندی (۱۹۰۷ء۔۱۹۶۹ء)

مولانا راشد حسن عثمانی دیوبندی میں انگریزوں سے عداوت ونفرت بچپن سے ہی بھری تھی۔۱۹۱۷ء میں حضرت شیخ الہند کی گرفتاری پر یہ دس سالہ بچہ انگریز مخالف نعرے لگاتا اور

ہتھیار اٹھائے پھرتا تھا۔ چنانچہ ابھی جوانی کی دہلیز پر قدم رکھا ہی تھا کہ آزمائش کی گھڑی آگئی اور ۲۲برس کی عمر میں ۱۹۲۹ء کو ڈانڈی مارچ اندولن میں آپ نے پہلی بار حصہ لیا اور اپنے اکابرین کے خواب کو پورا کرنے کے لئے یہ پہلا قدم تھا۔ انگریز مخالف کاموں میں شرکت اور جوشیلی تقاریر کی وجہ سے کئی مرتبہ جیل گئے۔ مولانا راشد حسن صاحب ایک سچے وطن پرست اور ملت نواز ہی نہ تھے بلکہ ایک اچھے عالم ومصنف بھی تھے۔ تذکرہ شیخ مدنی، اسیر مالٹا اور متعدد علمی ودینی کتب آپ کی یادگار ہیں۔ ۲۰۔ اکتوبر ۱۹۶۹ء میں داعی اجل کو لبیک کہا اور مزار قاسمی میں مدفون ہوئے۔ (ایضاً ص:۱۱)

۱۰۵۔ مولانا مفتی مظہر کریم دریا آبادی:

مولانا عبدالماجد دریا آبادی کے جدامجد مفتی مظہر کریم صاحب دریا آبادی ضلع بارہ بنکی میں پیدا ہوئے۔ مولانا عبدالحکیم فرنگی محلی سے اکتساب علم کیا۔ مجاہدین آپ کا مکان بطور خفیہ سازشوں کے استعمال کیا کرتے تھے۔ انگریزوں کے خلاف فتوی پر دستخط کرنے پر انگریزوں نے بغاوت کے جرم میں دریائے شور کی ۹ سال کی سزا سنائی لیکن انڈمان جزیرہ میں بحالت قید آپ نے ایک انگریز افسر کی کتاب کا اردو میں ترجمہ کیا۔ جو سزا میں تخفیف کا باعث بنا اور پونے سات سال جلاوطن کی زندگی گزارنے کے بعد ۱۸۲۵ء میں رہائی نصیب ہوئی۔ بعد رہائی پوری عمر اپنے آبائی وطن میں طباعت وریاضت اور فتوی نویسی میں گزاردی ۱۴/ر اکتوبر ۱۸۷۲ء میں اس مجاہد نے اپنی جان جان آفریں کے سپرد کردی۔ (ایضاص:۱۷)

۱۰۶۔ مولانا محمد قاسم صاحب شاہجہاں پوری:

مولانا محمد قاسم شاہجہانپوری ایک اچھے خطیب، حق گو مجاہد، تحریک خلافت، تحریک آزادی، مدح صحابہ اور جمعیۃ علماء ہند کے تاسیسی رکن ہونے کی وجہ سے کئی بار جیل گئے۔ جمعیۃ کے ناظم اعلی اور صدر کے عہدہ پر فائز رہے۔ انتقال ۹ دسمبر ۱۹۷۶ء کو فتح پور ضلع بارہ بنکی میں ہوا اور وہیں مدفون ہوئے۔ (ایضاً ص:۱۷)

۱۰۷۔ خواجہ عبدالحی فاروقی:

میرٹھ کی اسلامی درسگاہ میں مفسر قرآن اور استاذ تھے۔ مجاہد، مقرر، مدیر ہونے کے علاوہ زبردست ادیب اور صحافی تھے۔ انہوں نے مختلف اخبارات کی ادارت کی، کلکتہ میں مولانا آزاد کے ساتھ ان کے محلّہ میں صحافتی خدمات انجام دیں، ان کی جوانی کا بیشتر حصہ قید وبند میں گزرا، مارشل لا کے تحت ان کو عمر قید یا عبور دریا شور اور ضبطی جائداد کی سزا دی گئی، ریشمی خطوط کے سلسلہ میں خواجہ صاحب کا ذکر حکومت برطانیہ کے ریکارڈ (انڈیا آفس لائبریری لندن) میں محفوظ ہے۔ (راشٹریہ سہارا نئی دہلی آزادی ۱۵ آگست ۲۰۰۶ء منگل ص:۴۲)

۱۰۸۔ بیگم حضرت محل (وفات:۱۸۷۴)

بیگم حضرت محل نے ملک کی آزادی کی تحریک میں اہم رول ادا کیا۔ اپنے شوہر نواب واجد علی شاہ کی گرفتاری اور نظر بندی کے بعد فرنگیوں کے خلاف اپنے سپاہیوں کی قیادت کی اور فرنگیوں کو ملک کے باہر نکالنے اور ان کو سبق سکھانے کے لئے ہر طرح کی قربانیوں کے ساتھ میدان میں آئیں۔ انگریزوں کی معافی اور مراعات کو ٹھکرا کر پرخار راستوں سے نیپال منتقل ہوگئیں لیکن انگریزوں کی اطاعت قبول نہیں کی اور انگریزی سہولیات ومراعات کے بجائے تنگدستی کی زندگی گزار کر ۱۸۷۶ء میں انتقال کرگئیں۔

۱۰۹۔ زلیخا بیگم

مولانا ابوالکلام کی اہلیہ زلیخا بیگم ذہانت وہوشمندی، شجاعت وحب الوطنی کے ساتھ ملک کی آزادی میں مولانا موصوف کے ساتھ مسلسل سرگرم رہیں اور بنگال صوبائی خلافت کمیٹی کے کاموں کو انجام دیتی تھیں۔ مولانا آزاد کا مکمل تعاون کرتی اور صبر واستقامت، فقر وتنگدستی کی زندگی ملک کی آزادی کی خاطر سکون سے جیتی تھیں۔ آخر کار ۱۹/اپریل ۱۹۴۳ء کو انہوں نے داعی اجل کو لبیک کہا، جب مولانا جیل میں قید وبند کی زندگی گزار رہے تھے۔

۱۱۰۔ مفتی محمد اشفاق:

میرٹھ کے مجاہدین آزادی میں چوٹی کے رہنما تھے۔ کانگریس کے تمام اعلی رہنماؤں

سے ان کے براہ راست مراسم تھے، خصوصاً پنڈت پیارے لال شرما اور چودھری چرن سنگھ سے ان کے تکلفانہ تعلقات تھے، ان کا ہاشمی پریس قومی کاموں کے اشتہارات اور لٹریچر خفیہ طور پر شائع کرنے کے لئے وقف تھا۔ میرٹھ مجلس احرار اور نونہالان احرار قائم کرنے میں ان کا بڑا دخل تھا۔ (ایضاً ص:۴۲)

۱۱۱۔عبدالغفار۔(وفات:۹ جون ۱۹۸۹ء)

دہلی کے معروف مجاہد آزادی عبدالغفار ولد عبدالخالق نے اپنی جوانی اپنے وطن ہندوستان کے نام کردی تھی۔ اور آزادی کے حصول تک انگریزوں سے جدوجہد کرتے رہے اور اپنی زندگی کے کئی ایام جیل میں گزار دیے۔ جیل میں ان کے ہمراہ مجاہد آزادی عبدالعظیم صدیقی، میر مشتاق احمد، خلیل الرحمان دہلی، پرتاب اخبار کے مالک دیش بندھو گپتا بھی تھے۔ (ایضاً ص:۵۹)

۱۱۲۔حکیم خلیل الرحمان نار دہلی

حکیم خلیل الرحمان نار دہلی۔ ایک سرگرم، پرجوش مجاہد آزادی تھے۔ جنہوں نے انگریز حکمرانوں کی ناک میں دم کر رکھا تھا۔ اور انگریزوں نے اس وقت ان کی گرفتاری یا ان کی اطلاع دینے والے کو ۲۵ ہزار روپے دینے کا اعلان کیا تھا۔ انہوں نے نہ صرف دہلی بلکہ ملتان، لاہور، فیروز پور، امرتسر میں بھی انگریزوں کے خلاف تحریک اور سرگرمیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور نمایاں رول ادا کیا۔ اسی وجہ سے تمام مذکورہ مقامات پر انہیں جیل کی ہوا کھانی پڑی اور اپنی زندگی کا کافی حصہ انہوں نے قید میں گزار دیا مگر ہندوستان کی آزادی اور انگریزوں کے خلاف ان کا جذبہ ذرہ برابر بھی کم نہ ہوا۔ اور وہ مسلسل انگریزوں کے خلاف سرگرمیوں میں نمایاں رول ادا کرتے رہے۔ حکیم صاحب ایک اچھے شاعر بھی تھے اور اپنی شاعری کی مدد سے انگریزوں کے خلاف عوام کے دلوں میں نفرت اور آزادی کا جوش و ولولہ پیدا کرتے تھے۔ (ایضاً ص:۵۹)

۱۱۳۔مولوی لیاقت علی۔(۱۵ اکتوبر ۱۸۲۶ء۔۱۷ مئی ۱۸۹۲ء)

مولوی لیاقت علی نے الہ آباد میں ۱۸۵۷ء میں انگریزوں کے خلاف بغاوت کی سربراہی کرتے ہوئے ان سے اپنی شجاعت کا لوہا منوایا۔ انگریزوں نے مولوی لیاقت علی کو باغی

کا لقب دے دیا تھا۔ ان کے بارے میں اس زمانہ کے انگریز کرنل بنل نے خود لکھا ہے کہ دوآبے کے ایک صوفی مولوی لیاقت علی بغاوت کی سربراہی کی، لیاقت کو علاقے میں ایک پاکیزہ سنت (فقیر) کا درجہ حاصل تھا۔

مولوی صاحب نے آزادی کے متوالوں کی قیادت کی اور انگریزوں کو سخت نقصان پہنچایا۔ آخر کار کالا پانی کی سزا مقرر ہوئی۔ اور انہیں انڈمان نکوبار بھیج دیا گیا، جہاں ۱۷ مئی ۱۸۹۲ء کو جنگ آزادی کے اس عظیم مجاہد نے ایک سیاسی قیدی کی حیثیت سے اس دنیا کو الوداع کہا۔

۱۱۴۔بی بی اماں۔(پیدائش ۱۸۸۵ء)

مولانا محمد علی جوہر کی والدہ ماجدہ بی اماں نے ملک کی آزادی میں اہم رول ادا کیا۔

۱۱۵۔مولانا عبدالوحید رحمانی۔(پیدائش:۱۸۸۵ء۔وفات:۱۹۷۶ء)

مشہور عالم دین اور مجاہد آزادی مولانا عبدالوحید رحمانی ۱۸۸۵ء میں سمری بختیار پور سہرسہ میں پیدا ہوئے۔ جمعیۃ العلماء نے سامراجی طاقت کے خلاف جس وقت آواز بلند کی تو انہوں نے لبیک کہا اور آئندہ برسوں میں جوامردی سے اس پر سینہ سپر رہے۔ انہوں نے ۱۹۲۰ء میں دہلی میں خلافت کمیٹی میں شرکت کرکے باغیانہ بیان دیا اور چند ماہ کے بعد گرفتار کر لیے گئے اور جیل کی مشقت کے باوجود حکومت مخالف سرگرمیوں میں شریک رہے ۱۹۴۲ء میں انگریزوں بھارت چھوڑو تحریک ریاست گیر سطح پر چل رہی تھی تو انہوں نے اپنی جذباتی تقاریر سے وطن پرستوں میں آزادی کی لہر دوڑادی، رحمانی کا گھر سیاسی سرگرمیوں کا مرکز تھا، وہ ہندو مسلم اتحاد کے زبردست حامی تھے۔ حصول آزادی کے بعد رحمانی صاحب نے اپنے آپ کو قوم وملت کے تعمیری کاموں کے لئے وقف کردیا اور انہوں نے وزارت کو یہ کہہ کر مسترد کردیا کہ جدوجہد آزادی میں ان کی شمولیت بے غرض تھی۔ عبدالوحید رحمانی ایک کامیاب سیاست داں ہونے کے علاوہ مصلح اور ماہر معلم بھی تھے۔ ۱۹۷۶ء میں مختصر علالت کے بعد ان کا انتقال ہوگیا۔ ان کے انتقال پر بلاتفریق مذہب وملت تمام لوگ اشک بار تھے۔

(راشٹریہ سہارا ۱۵ اگست ۲۰۰۶ء منگل۔ ص:۹۱ آزادی نمبر)

۱۱۶۔خواجہ جان علی چشتی نظامی(ولادت:۷جون ۱۸۴۳ء)

حضرت خواجہ جان علی چشتی نظامیؒ کی ولادت ۷ جون ۱۸۴۳ء موضع سیسواں ضلع سارن (بہار) میں ہوئی تھی اب یہ مقام ضلع سیوان کے حلقہ میں ہے حضرت جان علی چشتی صوفیاء کرام کی جماعت میں ایک اہم شخصیت کے حامل تھے اور ان کا ایک اہم مقام بھی تھا،ان کے اندر مادر وطن پر جاں نثار ہونے نیز حب الوطنی کا جذبہ عظیم پیدا ہوا تھا،آپ کی اپنی مکمل زندگی خدمت خلق اور آزادی وطن کے لئے وقف کردی تھی۔حضرت خواجہ صاحب ایک بہترین مقرر بھی تھے اور آپ اکثر وبیشتر میلادشریف پڑھنے کے لئے بلائے جاتے تھے اور اپنے اس میلاد کے توسط سے اپنی جوشیلی وانقلابی تقاریر سے عوام کے اندر جذبہ حب الوطن پیدا کردیتے تھے۔

آپ کی زندگی میں ایک ایسا وقت آیا کہ آپ کی حب الوطنی سے متاثر ہوکر اس علاقے کے ماہر سنسکرت اور بھوجپوری زبان کے ایک بہت بڑے عمدہ کوی مہندر مشرا آپ سے ملے ۔ یہ دونوں دیوانے بہار سے کلکتہ تک انگریز حکومت کے ظلم وستم کے خلاف نبرد آزما رہے۔آج بھی اس مجاہد آزادی حضرت خواجہ جان علی چشتی کا مزار مبارک شفیع آباد شریف ضلع گوپال گنج میں مرجع الخلائق ہے۔(راشٹریہ سہارا نئی دہلی ۱۵اگست ۲۰۰۶ء منگل۔ص:۹۴)

۱۱۷۔اللہ رکھا اسرائیل:

اللہ رکھا اسرائیل ۱۸۹۲ء میں پیدا ہوئے۔ یہ مالیگاؤں ضلع ناسک کے رہنے والے تھے۔اللہ رکھا اسرائیل عدم تعاون تحریک ۱۹۲۱ء میں پیش پیش رہے۔آپ مقامی تحریک خلافت کے منتظمین میں سے تھے۔آپ انگریزوں کے خلاف ایک دھرنا دینے کے پروگرام میں شریک ہوئے،جلوس دھرنا پر تشدد ہوگیا۔آپ کو گرفتار کیا گیا۔قتل پر مقدمہ چلایا گیا سزائے موت کا فیصلہ سنایا گیا ۱۹۲۲ء کو بڑودا جیل میں پھانسی پر لٹکائے گئے۔

۱۱۸۔اصغر اسماعیل:

اصغر اسماعیل کی یوم ولادت ۱۹۳۴ء ہے اصغر اسماعیل ۱۹۴۶ء میں انگریزوں کے خلاف ایک اجتماعی جلوس میں شریک ہوئے ، یہ جلوس ہندوستانی جنگی بیڑے کے سپاہیوں کی

حمایت میں نکلا تھا۔پولس نے جلوس پر فائرنگ کی، یہ جلوس بائیکلہ، پارسی بت کے نزدیک سے گزر رہا تھا جہاں اصغر اسماعیل کو پولس کی گولی لگی اور شہید ہوگئے۔

۱۱۹۔خاں رشید نواب:

خاں رشید نواب کی ولادت ۱۸۹۲ء میں موضع احمد پور ضلع واردھا میں ہوئی ۱۹۴۲ء کی ہندوستان چھوڑ وتحریک میں شامل ہوئے،آشتی پولس اسٹیشن پر دھاوا بولنے کے سلسلے میں ایک جلوس کی رہنمائی کی۔جلوس پر پولس نے فائرنگ کردی، گولی سے زخمی ہوئے اور کچھ دنوں کے بعد انتقال کر گئے۔ (راشٹریہ سہارا۔آزادی نمبر۔ص:۹۵)

۱۲۰۔رحیم پونجا:

رحیم پونجا ۱۸۹۶ء میں پیدا ہوئے۔یہ ایک متوسط گھرانے کے فرزند تھے۔جب شاہی ہندوستانی جنگی بیڑے کے سپاہیوں نے اجتماع کیا تو انہوں نے اس مظاہرہ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔مظاہرے کے دوران پولس نے فائرنگ کی۔پولس کی گولی لگنے سے شہید ہوگئے۔

۱۲۱۔جوکھم امام علی:

جوکھم امام علی ۱۹۰۶ء میں ممبئی مہاراشٹر میں پیدا ہوئے۔ جوکھم امام علی نے انگریزوں کے خلاف حکم عدولی کرتے ہوئے ایک جلوس نکالا ۲۲ فروری ۱۹۴۶ء کو دوران اجتماع پولس کی گولی لگنے سے زخمی ہوئے اور اسی دن انتقال کر گئے۔

۱۲۲۔حسن میاں:

حسن میاں کی پیدائش چیچنی ضلع تھانہ میں ہوئی،حسن میاں کا ذریعہ معاش زراعت تھا ۱۹۴۲ء کی ہندوستان چھوڑو تحریک میں سرگرمی سے شریک ہوئے ۱۹۴۲ء کو چیچنی میں پوئی اسکول کے گراؤنڈ میں ایک جلسہ میں شریک تھے۔پولس نے جلسہ پر گولی چلائی تو آپ بھی زخمی ہوگئے ۱۹۴۳ء میں ممبئی کے ایک اسپتال میں فوت ہوگئے۔

۱۲۳۔خلیفہ عبداللہ:

خلیفہ عبداللہ ۱۸۸۵ء میں پیدا ہوئے۔ یہ مالیگاؤں ضلع ناسک کے رہنے والے

تھے۔خلیفہ عبداللہ کا ذریعہ معاش پرچہ بافی تھا۔۱۹۲۱ء میں تحریک خلافت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔بعد میں انہیں گرفتار کرلیا گیا۔۱۹۲۱ء میں گرفتار کر کے دساپور جیل بھیج دیے گئے۔جیل کی سختی برداشت نہ کر سکے اور وہیں انتقال کر گئے۔

۱۲۴۔حسین احمد قربان:

حسین احمد قربان شولا پور مہاراشٹر میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے ۱۹۳۰ء کی سول تحریک میں حصہ لیا۔اور شولا پور میں جنگل ستیہ نامی تنظیم کی سربراہی کی پولس سے تصادم ہوا اور گرفتار کر لیے گئے۔بعد میں سزائے موت دی گئی۔

۱۲۵۔میاں مسعود گل:

یہ ضلع بوگرہ کے رہنے والے تھے ۱۸۰۶ء میں گرفتار ہوئے،کالے پانی کی سزا ہوئی اور انڈمان بھیجے گئے،بعد میں ۲۸ اپریل ۱۸۸۳ء کو انڈمان سے رہائی نصیب ہوئی اور وہاں سے اپنے وطن واپس آئے۔ (تحریک آزادی اور مسلمان۔ص:۷۲)

۱۲۶۔حکیم عبدالحق:

حکیم عبدالحق بن حکیم حسن بخش ریاست بلب گڑھ کے دیوان تھے۔ان کو بھی باغیوں میں شمار کیا گیا اور بلب گڑھ میں گرفتار کر کے پہلے جیل میں رکھا گیا پھر بغاوت کے مقدمہ کا ڈرامہ کر کے سزائے موت کا فیصلہ کر کے پھانسی دے دی گئی۔(ص:۸۲)

۱۲۷۔قاضی فیض اللہ:

قاضی فیض اللہ کشمیری صدرالصدور کی کچہری میں سررشتہ دار تھے۔ہنگامہ کے زمانے میں کوتوال شہر بنائے گئے،صرف یہی جرم ان کی پھانسی کے لئے انگریزوں کے واسطے کافی تھا،گرفتار کر کے سیدھے پھانسی کے تختہ پر لے گئے اور پھانسی دے دی گئی۔(ص:۸۳)

۱۲۸۔امیر خاں:

یہ کلکتہ کے روساء میں شمار ہوتے تھے۔چمڑے کا بہت بڑا کاروبار تھا،مجاہدین کی ایک ہنڈی ان کے یہاں سے برآمد ہوگئی،یہ جرم انگریزوں کے لئے سزا دینے کے واسطے کافی تھا۔

فرضی گواہوں سے جھوٹی گواہیاں دلوا کر کالا پانی بھیج دیا گیا اور ان کی کروڑوں کی جائداد بحق سرکار ضبط کر لی گئی۔ (ص:۸۷۔ایضا)

۱۲۹۔مولانا ریاض الحق:

وہ بنگال کے مشہور لیڈر تھے۔ان پر بھی سازش اور بغاوت پھیلانے کا جرم عائد کر کے مقدمہ چلایا گیا اور عدالت کی طرف سے حبس دوام بہ عبور دریائے شور کی سزا ملی اور جزیرۂ انڈمان بھیجے گئے وہیں پوری زندگی گزار کے رب حقیقی سے جا ملے۔
(تحریک آزادی اور مسلمان۔ص:۸۷)

۱۳۰۔مولوی علاء الدین:

مولوی علاء الدین پٹنہ کے مقررین میں سے تھے۔آپ کی سیاسی سرگرمیوں کی وجہ سے گرفتار کر کے ان پر بغاوت پھیلانے کا الزام لگایا گیا،عدالت نے حبس دوام بعبور دریائے شور کی سزا دی اور کالے پانی بھیجے گئے۔ (ایضا ص:۸۹)

۱۳۱۔مولانا الٰہی بخش(۱۲۷۵ھ۔۱۲۰۱ھ):

مولانا الٰہی بخش ولد ہدایت علی ساکن مہداوان عظیم آباد پٹنہ بہار ۱۲۰۱ھ میں پیدا ہوئے۔سلسلۂ نسب حضرت جعفر طیار سے ملتا ہے۔آپ عظیم آباد کے روساء عظام میں تھے۔اس کے ساتھ عقل و دانش اور فہم و فراست میں یگانہ زمانہ تھے۔اقرباء کی نگہداشت اور غریبوں کی غمخواری و ہمدردی امتیازی وصف تھا۔سید صاحب کے پٹنہ تشریف آوری کے موقع پر پورے قافلہ کی دعوت کی۔مولانا ولایت علی کے ہاتھ پر بیعت ہو کر اپنا سب کچھ تحریک جہاد کے حوالہ کر دیا۔آپ کے چاروں فرزند(مولانا احمد اللہ عظیم آبادی،مولانا فیاض علی،مولانا یحییٰ علی،مولانا اکبر عظیم آبادی) تحریک میں شامل ہوئے اور اسی میں فنا ہو گئے۔آپ کا ۱۲۷۵ھ(۱۸۵۸ء) میں انتقال ہوا۔جمعہ مسجد محلہ نمو ہیہ میں مزار ہے۔(تحریک آزادی ہند ص ۱۴۸)

۱۳۲۔۔مولوی نذر علی:

یہ خاص چوری چورہ کے رہنے والے تھے۔مظاہرہ کرنے والے جلوس میں اور تھانہ پر

پڑاؤ کرنے والوں اور آگ لگانے والوں میں پیش پیش تھے۔ پولس نے جب جلوس پر گولی چلائی تو سب سے پہلے پولس کی گولی سے اسی تھانے پر ہی شہید ہوگئے۔

(تحریک آزادی اور مسلمان: ص: ۲۲۸)

۱۳۳۔ بیرسٹر آصف علی:

آصف علی کا شمار بیسویں صدی کے ممتاز ترین لوگوں میں ہوتا ہے، وہ کثیر الجہات شخصیت کے مالک تھے، وہ اعلی درجے کے اسکالر، مفکر، ادیب، انشاپرداز ، شاعر اور مترجم تھے، آصف علی صف اول کے مجاہدین میں سے تھے، انھوں نے اپنی جوانی کے کئی سال برطانوی حکومت کی جیلوں کے تنگ و تاریک کوٹھریوں میں گزارے، ۱۹۴۶ء میں جب پہلی قومی حکومت تشکیل پائی تو آصف علی کیبنٹ منسٹر ہوئے، وہ پہلے ہندوستانی تھے جنھیں ریلوے اور ٹرانسپورٹ کا انچارج بنایا گیا، آصف علی امریکہ بھیجے جانے والے غیر منقسم ہندستان کے پہلے سفیر تھے، وہ صوبہ اڑیسہ کے گورنر رہے، اور آخر میں ہندوستان کے سفیر کی حیثیت سے سوئزرلینڈ گئے، آصف علی کی تجویز کی روشنی میں آزادی کے بعد دہلی میونسپل کارپوریشن کی تشکیل ہوئی، دہلی کو باقاعدہ ریاست بنانے کا خاکہ بھی آصف علی کی دین ہے۔ (فخر وطن ۶۲۹۔۶۲۸)

۱۳۴۔ رضیہ خاتون:

بنگال میں قائم ہونے والی جوگندر پارٹی کے انقلابی لیڈر مسٹر نصر الدین کی لڑکی تھی، باپ کی طرح یہ بھی انقلابی ذہن کی مالک تھی، سیاسی سرگرمیوں میں مردانہ وار حصہ لیتی رہیں، بنگال میں یہ پہلی مسلمان خاتون ہے جس نے سرگرم سیاست میں بھرپور حصہ لیا، جیل گئی، سزائیں کاٹیں اور مشقتیں برداشت کیں۔ انگریزوں نے کالا پانی بھیج دیا اور وہیں انتقال کر گئیں۔ (تحریک آزادی اور مسلمان: ص۔۱۱۹)

۱۳۵۔ سرحدی گاندھی:

خان عبدالغفار خان جو جنگ آزادی کے پورے دور میں صرف سرحدی گاندھی کے نام سے مشہور ہے، آپ انمان زئی ضلع پشاور کے رہنے والے اور ہندوستان کے مشہور و معروف

چوٹی کے لیڈروں میں شمار کئے جاتے تھے۔ کانگریس ہائی کمان میں ہمیشہ شامل رہے، شیخ الہند سے بھی ان کا بڑا تعلق تھا۔ (تحریک آزادی اور مسلمان۔ ص:۱۶۳)

۱۳۶۔ عبدالرشید:

۱۹۳۰ء میں گاندھی جی کی گرفتاری میں شولاپور مہاراسٹر میں مزدوروں نے زبردست جلوس نکالا اور احتجاج کیا۔ یہ احتجاج تشدد کی شکل اختیار کر گیا جس کی وجہ سے بعد میں کئی نوجوان لیڈر گرفتار ہوئے، عبدالرشید بھی انہیں گرفتار ہونے والوں میں شامل تھے، کیونکہ جلوس کی قیادت کرنے والے میں سے تھے ان پر بغاوت کا کیس چلایا گیا، عدالت نے فیصلہ کردیا کہ تختہ دار پر چڑھادیا جائے چنانچہ انکو بڑودہ جیل میں ۱۹۳۰ء میں پھانسی دے دی گئی۔ عبدالرشید کے ساتھ بعض دوسرے لوگوں کو بھی سزا دی گئی۔ (ایضا:ص:۲۲۹)

۱۳۷۔ شیخ عبداللہ:

شیخ عبداللہ شیر کشمیر کہے جاتے تھے۔ کشمیر کی نیشنل کانفرنس کے بانی ہیں جس نے ریاست کشمیر میں جاگیردارانہ نظام کے خلاف زبردست جنگ کی۔ آل انڈیا کانگریس کمیٹی کے ہائی کمان سے بہت قریبی رابطہ رہا، بہت ہی مدبر اور بلند پایہ سیاست داں تھے۔ آزادی کے بعد کشمیر کے وزیراعلی رہے لیکن اپنے بے لچک اصولوں کی وجہ سے وزارت اعلی کو لات ماردی اور آزاد ہندوستان میں طویل عرصے تک نظر بند رہے بالآخر دوبارہ کشمیر کی سیاست و قیادت ان کے ہاتھوں میں آئی، تادم آخر کشمیر کے وزیراعلی رہے۔ (ایضا:ص:۲۳۰)

۱۳۸۔ مظہر الحق بیرسٹر: (بانی صداقت آشرم، بہار کے گاندھی) ولادت: ۱۸۶۶ء۔ وفات: ۱۹۳۹ء

صوبہ بہار کی مشہور ترین شخصیت، قومی لیڈروں کے میزبان، صداقت آشرم پٹنہ کے بانی تھے، صداقت آشرم آپ کی قومی و سیاسی خدمات کا مرکز، کانگریس ہائی کمان کی قیام گاہ، مجاہدین آزادی کی بہترین تربیت گاہ، صدر جمہوریہ ہندراجندر پرشاد اسی صداقت آشرم سے وابستہ رہے، گاندھی جی پنڈت جواہر لال، مولانا آزاد اور دوسرے بڑے لیڈروں کی آمد و رفت یہاں برابر جاری تھی، سید مظہر الحق صاحب مدبر، سیاست داں اور سیاسی امور میں بہترین مشیر کار کی حیثیت رکھتے تھے۔ (ایضا:ص:۲۳۲)

۱۳۹۔ڈاکٹر ذاکر حسین:

ڈاکٹر ذاکر حسین ۸،فروری ۱۸۹۷ء کو حیدرآباد میں پیدا ہوئے۔اعلیٰ تعلیم و تربیت سے آراستہ ہوئے اور ملک کی آزادی میں اہم کردار ادا کیا،علی گڑھ کے زمانہ طالب علمی میں ڈاکٹر صاحب ایک مقبول عام مقرر،اچھے مترجم،پابند صوم وصلوۃ،اور تعلیم میں امتیازی کامیابیوں سے جانے اور پہچانے گئے۔اپنی انفرادیت کے باوجود وہ ایک ایسا اجتماعی شعور بھی رکھتے تھے جو ملی دردمندی اور قومی غیرت کا حامل تھا اس لئے جب خلافت اور عدم تعاون کی تحریکوں کا آغاز ہوا تو انھوں نے مہاتما گاندھی کی آواز،علی برادران کی پہل،حکیم اجمل خان اور ڈاکٹر مختار احمد انصاری کے منصوبوں کی پرزور تائید کی۔اور ملک کی آزادی کے لئے ہر ممکن کوشش کی۔وہ جامعہ ملیہ دہلی کے روح رواں شیخ الجامعہ،ماہر تعلیم،بہار کے گورنر،مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے وائس چانسلر پھر نائب صدر جمہوریہ اور آخر میں صدر جمہوریہ کے عہدے پر رہتے ہوئے ۳،مئی ۱۹۶۹ء کو اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔

۱۴۰۔فخرالدین علی احمد۔۔صدر جمہوریہ ہند:

آسام کے رہنے والے،پوری زندگی سرگرم سیاست میں گزاری،جنگ آزادی میں زبردست قربانیاں دیں۔پہلے آسام کی وزارت میں شامل رہے پھر مرکز میں بلا لئے گئے۔پھر دہلی کے ہو کر رہ گئے،دینی و مذہبی ذہن،مخلص مسلمان،سچے قومی لیڈر،ہندوستان کے سب سے بڑے عہدے پر فائز ہوئے۔ہندوستان کے صدر جمہوریہ بنائے گئے،اسی عہدۂ صدارت کے زمانہ میں داعی اجل کو لبیک کہا اور پارلیمنٹ کے احاطہ میں آسودہ خواب ہیں۔

(تحریک آزادی اور مسلمان ص ۲۳۲)

۱۴۱۔پروفیسر مجیب:

مشہور علمی شخصیت،نیشلسٹ مسلمان اور قائد،کانگریس کے اصولوں کے پابند،سنجیدہ اور مطمئن،جامعہ ملیہ کے استاد اور بعد میں شیخ الجامعہ ہوئے۔چوٹی کے قومی رہنماؤں میں شمار تھا۔ (تحریک آزادی اور مسلمان ص ۲۳۲)

۱۴۲۔شفیع داؤدی۔

شفیع داؤدی ۱۸۷۹ء میں پیدا ہوئے انہوں نے چھپرہ ہائی اسکول سے میٹرک پاس کیا۔کلکتہ یونیورسٹی سے بی اے۔بی ایل کی ڈگریاں حاصل کرنے کے بعد انہوں نے پہلے کلکتہ ہائی کورٹ اور بعد ازاں پٹنہ ہائی کورٹ میں وکالت کی لیکن ۱۹۲۰ء میں عدم تعاون کی تحریک کے دوران انہوں نے وکالت کو خیر باد کہہ دیا اور ضمانت کی فراہمی سے انکار کرنے پر انہیں ایک سال کی سزا کا مستحق قرار دیا گیا۔انہوں نے تحریکات خلافت وعدم تعاون میں سرگرمی کے ساتھ حصہ لیا اور بہار خلافت کمیٹی کے سکریٹری تھے اور اس کی تنظیمی کمیٹی کے ممبر رہے جو صوبائی کانگریس کمیٹی کو مشورہ دینے کے لئے بنائی گئی تھی۔

اکتوبر ۱۹۲۱ء کے دوران میں شفیع داؤدی کی صدارت میں بہار کانگریس کی صوبائی کمیٹی کا اجلاس آرہ میں منعقد ہوا جس میں پرنس آف ویلز کے دورہ کا بائیکاٹ کرنے سے متعلق قرارداد پاس کی گئی۔صدارت کے لئے ان کا نام پیش کرتے ہوئے راجندر بابو نے کھلے الفاظ میں اقرار کیا تھا کہ ترہٹ کمشنری میں عدم تعاون کی تحریک کو جو عظیم الشان کامیابی ملی ہے اس میں سب سے بڑھ کر حصہ داری مولوی شفیع داؤدی کا ہے۔۱۹۲۱ء میں وہ پروونشیل کانگریس کمیٹی کے نائب صدر منتخب کئے گئے۔وہ موتی لال اور سی آر داس کی قائم کردہ بہار سوراج پارٹی کے رہنما تھے۔ (مسلم اکابرین۔ص ۱۱۰)

۱۴۳۔مولانا ظفر علی خان (۱۸۷۳۔۱۹۵۶ء)

ظفر علی خان پنجاب کے ایک چھوٹے سے گاؤں مہرھ میں پیدا ہوئے۔اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے بعد کئی اہم ملازمتوں سے وابستہ رہے۔آخر میں دارالترجمہ حیدرآباد سے منسلک ہوکر لارڈ کرزن کی مشہور کتاب Gardens of parsian کا ترجمہ خیابان فارس کے نام سے کیا جس سے علمی دنیا میں ان کی دھوم مچ گئی۔۱۹۰۹ء میں ظفر علی خان نے حیدرآباد سے واپس آکر صحافت کو اپنا لیا۔۶ ر دسمبر ۱۹۰۹ء کو اپنے والد مولوی سراج الدین کے انتقال کے بعد زمیندار کی ذمہ داری سنبھال لی۔انہوں نے اپنی تقریروں اور تحریروں سے ملک کے

نوجوانوں میں جذبہ آزادی ابھارنے لگے۔ ۱۸ر ستمبر ۱۹۱۳ء کو زمیندار کی ضمانت ضبط کی گئی۔ وہ تحریک خلافت کے سرکردہ رہنماؤں میں سے تھے۔ ان کا سب سے اہم کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے سیاست کو خواص کے ایوانوں سے نکال کر عوام کے دروازوں تک پہنچا دیا۔ تحریک خلافت اور جدوجہد آزادی کے استحکام کے لئے مخلص کارکنوں کی ایک فوج تیار کردی۔ آزادی قوم وملک کے لئے انہوں نے اپنی زندگی وقف کردی تھی۔ ملک وقوم کی آزادی کا یہ عظیم سپاہی ۲۷ر نومبر ۱۹۵۶ء کو اس دنیا سے رخصت ہوگیا۔

۱۴۴۔ پروفیسر ہمایوں کبیر (بنگال):

انگریزی زبان وادب کے ماہر، بہترین انشاء پرداز مولانا ابوالکلام آزاد کی آخری تصنیف ''ہندوستان نے آزادی جیت لی'' کو انگریزی لباس پہنانے والے انڈیا وینس فریڈم کے نام سے آپ ہی ہیں۔ میدان سیاست میں پیش پیش اور بنگال کی سیاسی تحریکوں سے وابستہ رہے۔ آزادی کے بعد مولانا آزاد کے وزارت تعلیم میں سکریٹری رہے اور بعد میں مرکزی وزارت میں شامل کئے گئے۔ اور اہم قلمدانوں کے مالک رہے۔

(تحریک آزادی اور مسلمان ص: ۲۳۴)

۱۴۵۔ عبدالجلیل:

پشاور کے رہنے والے تھے، والد کا نام دلاور تھا، ۱۹۳۰ء کی عوامی تحریک میں حصہ لیا، پشاور میں ہونے والے مظاہرے میں شریک رہے اور پولس کی گولی سے شہید ہوئے۔

۱۴۶۔ آغا خان:

پشاور کے رہنے والے تھے، والد کا نام ظفیر خان تھا۔ ۱۹۳۰ء کے مظاہرۂ پشاور میں شہید ہوئے۔ آغا محمد پشاور کے عوامی مظاہرہ اور تحریک سول نافرمانی کے سلسلے میں نکلنے والے جلوس میں شامل تھے، پولس کی گولی سے شہید ہوئے۔ (تحریک آزادی اور مسلمان۔ ص ۲۳۵)

۱۴۷۔ عبدالرحیم بن عبدالکریم:

قصبہ ڈمراؤں ضلع شاہ آباد (بہار) کے رہنے والے تھے۔ تحریک آزادی میں حصہ لیا،

گرفتار ہوئے اور اذیت ناک تکالیف دی گئیں، چوٹوں کی تاب نہ لاکر ۱۹۴۳ء میں جیل ہی میں اللہ سے جا ملے۔ (ایضا: ص: ۲۷۶)

۱۴۸۔ محمد ہاشم:

۱۹۲۲ء میں ناگپور مہاراشٹر میں پیدا ہوئے اگست ۱۹۴۲ء کو کوئٹ انڈیا تحریک میں شریک ہوئے اور جلوس میں حصہ لیا، ناگپور میں پولس کی گولی سے شہید ہوئے۔

(ایضا: ص: ۲۷۷)

۱۴۹۔ حاتم علی:

کوئلور ضلع شاہ آباد بہار کے رہنے والے تھے۔ والد کا نام قاسم علی۔ کھادی بھنڈار میں ملازمت کرتے تھے۔ جو موضع سکری ضلع دربھنگہ بہار میں تھا۔ اگست ۱۹۴۲ء کی تحریک کوئٹ انڈیا میں سرگرم حصہ لیا اور ۲۰ اگست کو دکان ہی میں فوجی نے گولی ماردی اور وہیں شہید ہوگئے۔

۱۵۰۔ محمد ادریس:

موضع آواپور ضلع مظفر پور (بہار) کے رہنے والے تھے۔ والد کا نام نور محمد تھا۔ اگست ۱۹۴۲ء کی تحریک کوئٹ انڈیا میں حصہ لیا اور باج پٹی ریلوے اسٹیشن پر پولس نے گولی ماردی اور ریلوے پلیٹ فارم پر جان جاں آفریں کے سپرد کردی۔

۱۵۱۔ محمد اسماعیل:

ضلع پٹنہ بہار کے رہنے والے تھے۔ والد کا نام امام بخش تھا۔ اگست ۱۹۴۲ء کی تحریک کوئٹ انڈیا میں سرگرمی سے حصہ لیا اور منتر تالاب پر ہونے والی فائرنگ میں شہید ہوئے۔

۱۵۲۔ اکبر خان:

آپ کوٹہ اسٹیٹ آرمی میں آفیسر تھے، مہاراؤ فوج اور انگریز کے خلاف کئی جنگوں میں لڑے، انگریزوں کے ذریعہ شہید کیے گئے۔

۱۵۳۔ محمد مسلم:

آواپور ضلع مظفر پور بہار کے رہنے والے تھے۔ والد کا نام شیخ فخرالدین تھا۔

اگست ۱۹۴۲ء کی تحریک کوئٹ انڈیا میں حصہ لیا، باج پٹی ریلوے اسٹیشن پر حملہ کرنے والے جلوس میں شامل تھے وہیں پولس کی گولی سے ریلوے پلیٹ فارم پر شہید ہو گئے۔

۱۵۴۔نواب رشید خاں:

احمد پور ضلع واردھا مہاراشٹر کے رہنے والے تھے۔ ۱۸۹۶ء میں پیدا ہوئے، والد کا نام شہادت خاں تھا۔ اگست ۱۹۴۲ء کی تحریک کوئٹ انڈیا میں حصہ لیا اور ۱۶ اگست ۱۹۴۳ء کو آشتی پولس اسٹیشن پر حملہ کرنے والے جلوس کی قیادت کی، پولس نے جلوس پر فائرنگ کی، وہیں تھانے پر پولس کی گولی لگی اور شہید ہو گئے۔ (ایضا:ص:۲۷۹)

۱۵۵۔شیخ محمد حنیف:

ڈھاکہ چین پور ضلع چمپارن بہار کے رہنے والے تھے۔ اگست ۱۹۴۲ء کی تحریک کوئٹ انڈیا میں سرگرمی سے حصہ لیا مگر بروقت گرفتار نہ ہو سکے، ۱۹۴۳ء میں پولس نے گرفتار کر کے جیل بھیج دیا۔ پولس نے بڑی بے رحمی سے پیٹا، زخموں اور چوٹوں کی تاب نہ لا کر بھاگل پور جیل میں ۱۹۴۶ء میں انتقال کیا۔ (ایضا:ص:۲۷۹)

۱۵۶۔ابوبکر:

مالابار کسان تحریک کے ہیرو اور ممتاز لیڈر تھے۔ اپنی انقلابی سرگرمیوں کی وجہ سے ان پر بغاوت کا مقدمہ چلایا گیا۔ عدالت نے پھانسی کا فیصلہ سنایا۔ ۱۹ مارچ ۱۹۴۳ء کو تحریک آزادی میں رہنمائی وقیادت کے جرم میں پھانسی کے تختہ پر چڑھائے گئے۔

۱۵۷۔ایس ایم اسحاق:

آزاد ہندوستان فوج میں کرنل تھے۔ اور سبھاش چندر بوس کے باڈی گارڈ میں یہ بھی کرنل راشد کے ساتھ اسی جہاز میں ٹوکیو جا رہے تھے جس سے سبھاش چندر بوس جا رہے تھے لیکن جہاز کے حادثہ سے دوچار ہونے کی وجہ سے لاش کا پتہ نہیں چل سکا۔

۱۵۸۔ذکی الدین سلیمان جی:

بحری بیڑی کی بغاوت کی حمایت میں شہریان ممبئی کی طرف سے ہونے والے مظاہرہ اور

جلوس میں شرکت کی اور ۲۲ فروری ۱۹۴۶ء کو پولس کی گولی سے شہید ہوئے۔

(تحریک آزادی اور مسلمان۔ص:۳۳۴)

۱۵۹۔زبیدہ بیگم:

زبیدہ بیگم ضلع مظفر پور بہار میں اکتوبر ۱۸۸۵ء میں پیدا ہوئیں ان کے والد عبدالفتح رجسٹرار تھے۔ ان کی شادی معروف قومی رہنما مولانا شفیع داؤدی سے ہوئی۔ اپنے شوہر کے سیاسی نظریات کا اثر انہوں نے پورے طور پر قبول کیا۔ بی اماں کے انکے یہاں قیام کرنے کے موقع پر اور جلسوں میں ان کی پر اثر تقریروں کے سحر میں گرفتار تھیں۔ تحریک خلافت اور تحریک عدم تعاون میں مولانا شفیع داؤدی کے ساتھ بڑی سرگرمی سے حصہ لیا۔

۱۶۰۔کنیزہ سیدہ بیگم چھپرہ:

سارن بہار میں ۱۸۹۰ء میں پیدا ہوئیں، ان کی شادی ریاست حسین بیرسٹر سے ہوئی۔ علی برادران مہاتما گاندھی اور مولانا آزاد کے سیاسی عقائد کو اپنا مشن بنالیا تھا۔ تحریک خلافت کے دوران خواتین کے جلسوں کو خطاب کرتی تھیں، قوم وملک کی آزادی کے لئے ان کی تمام سیاسی سرگرمیوں میں ان کے بڑے بھائی سید صلاح الدین حسین کی ہدایات شامل تھیں۔ سید صلاح الدین ممتاز کانگریسی رہنما تھے۔ کنیزہ سیدہ بیگم نے ۱۹۵۵ء میں انتقال کیا۔

۱۶۱۔منیرہ بیگم:

منیرہ بیگم بہار کے ممتاز قومی رہنما مولانا مظہر الحق کی اہلیہ تھیں۔ مولانا مظہر الحق تحریک خلافت کے بھی رکن تھے۔ ان کا اثر ان پر بھی تھا۔ تحریک خلافت کے لئے چندہ میں انہوں نے اپنے چار ہیرے سے مرصع قیمتی کنگن پیش کر دیے تھے۔

۱۶۲۔عصمت آرا بیگم:

لکھنو کے معروف قومی رہنما حکیم عبدالقوی کی بھتیجی تھیں، خلافت کمیٹی کے ایک جلسے میں علی برادران نے چندہ کی اپیل کی، عورتوں نے اپنے زیور پیش کر دیے۔ حکیم عبدالقوی نے اپنی بھتیجی عصمت آرا بیگم سے گھر پر جلسہ منعقد کرانے کے لیے کہا۔ نہایت شاندار جلسہ منعقد ہوا، بی

بی اماں کے ساتھ ساتھ عصمت آرا بیگم نے بھی تقریر کی ،غیر ملکی کپڑوں کو آگ لگادی گئی۔عصمت آرا نے اپنے جہیز کے کپڑے میں خود آگ لگائی اور اپنی شادی کا زیور خلافت کمیٹی کو بطور عطیہ پیش کر دیا۔ (آزادی ہند اور تحریک خلافت ص ۲۰۷۔۲۰۶)

۱۶۳۔امجدی بیگم (وفات ۱۹۴۵ء):

امجدی بیگم رامپور کے ایک ذی حیثیت اور باوقار خاندان میں پیدا ہوئیں ۱۹۰۲ء میں مولانا محمد علی جوہر کے ساتھ رشتۂ ازدواج میں منسلک ہوئیں۔اور اپنے شوہر کے ساتھ ملک کی آزادی میں شریک رہیں۔مولانا محمد علی جوہر کے ساتھ سفر وحضر میں ساتھ رہیں۔خلافت اور دیگر جلسوں میں بھی شریک رہیں، کانگریس کی ستیہ گرہ تحریک اور خلافت فنڈ کے لئے بی بی اماں اور امجدی بیگم نے اپنے دوروں سے کروڑوں روپے چندہ جمع کیا۔

۱۶۴۔نشاط النساء بیگم:

آزادیٔ حرّیت کے متوالوں میں اولوالعزمی اور جان بازی کی روح پھونکنے والی خواتین میں نشاط النساء بیگم یعنی بیگم مولانا حسرت موہانی کا نام بڑی اہمیت کا حامل ہے۔نشاط النساء بیگم نے زندگی کے ہر موڑ پر حسرت موہانی کا ساتھ دیا۔انہوں نے خلافت اسٹور کو خواتین میں مقبول بنانے میں اہم کردار ادا کیا۔انہوں نے بریلی میں خواتین کی ایک خصوصی میٹنگ طلب کی اور انہیں سودیشی تحریک میں حصہ لینے پر آمادہ کیا،اس موقع پر سیکڑوں مسلم خواتین نے سودیشی کا عہد لیا۔خلافت کانفرنس اور مسلم لیگ کے جلسوں میں وہ برابر شریک ہوئیں۔۱۹۲۱ء میں احمد آباد میں منعقد کل ہند زنانہ کانگریس کے اجلاس میں جس کی صدارت بی بی اماں نے کی اس میں وہ بھی شریک تھیں۔ (آزادیٔ ہند اور تحریک خلافت ۲۰۱۔۲۰۰)

۱۶۵۔رقاصہ عزیزن بائی (۱۸۳۲ء تا ۱۸۵۷ء)

عزیزن بائی کانپور میں ایک ناچنے والی عورت تھی۔۱۰ جنوری ۱۸۵۷ء کی بغاوت میں مردوں کے ساتھ ان کا نام لیا جاتا ہے۔یہ ہندوستان میں صرف ایک ایسی رقاصہ تھی۔جس نے آزادی میں بھرپور حصہ لیا۔وہ اپنے حسن کا جادو دکھا کر انگریزوں کی چھاؤنی میں چلی جاتی

اور ناچ گا کر انگریز سپاہیوں کو خوش کر دیتی،وہ اپنی ادا سے انہیں انگریزوں کے خلاف بغاوت کرنے پر اکسا دیتی۔میوارام گپت لکھتے ہیں کہ عزیزن بائی ایسے مردوں کو چوڑیاں پیش کرتی تھیں جو انگریزوں سے جنگ لڑنے سے گھبراتے تھے،اسی طرح ہندوستان کی ہر عورت اپنے دوپٹے کو پرچم بنانے کے لیے تیار تھی۔جنرل ہیولاک کے حکم سے عزیزن بائی کو کئی انگریز سپاہیوں کے قتل کے جرم میں شہید کر دیا گیا۔

۱۶۶۔سعادت بانو کچلو (۱۸۹۳ء تا ۱۹۷۰ء)

سعادت بانو کچلو بھی آزادیٔ ہند میں پیش پیش رہیں۔آپ شاعرہ بھی تھیں۔جلیان والا سانحہ کے بعد سعادت بانو نے گاندھی جی سے ملاقات کی اور ان سے کہا تھا۔

ہر طرف ہے عقیدت کے تیرے پھول کھلے
نہ آئیگی کبھی اس پھول میں خزاں گاندھی

کچھ ایسی بات کریں دست گیری سے
جو قید میں پڑے وہ چھٹیں اسیری سے

۱۶۷۔ماجدہ بیگم اور حسینی بیگم:

جنگ آزادی میں انہوں نے خاص قربانیاں دی ہیں حسینی بیگم نے اپنے حقوق اور انصاف کی خاطر انگریزوں سے لڑائی لڑی اور اسے جیل جانا پڑا۔قید سے باہر آنے کے بعد ان کی ہمت اور بڑھ گئی۔انگریزوں نے انہیں دوبارہ جیل بھیج دیا۔اس نے انگریزوں کے خلاف آواز بلند کی اور ہندو مسلم فرقہ پرستی کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ (مسلمانوں کا شاندار ماضی،ص۔۲۲۶)

۱۶۸۔خدیجہ خاتون:

موپلا کسانوں کی مہم کے لیڈر ابوبکر کی ماں خدیجہ خاتون مالا بار کی رہنے والی تھیں،یہ بےخوف اور بےباک خاتون تھیں،اور اس خاتون نے بھی کسانوں کی اس مہم میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا تھا۔ (مسلمانوں کا شاندار ماضی،ص۔۲۲۶)

۱۶۹۔ارونا آصف علی (۱۹۰۹ء تا ۱۹۹۶ء)

ارونا آصف علی کا نام ارونا گنگولی تھا،الہ آباد میں ان کی ملاقات آصف علی سے ہوئی، آصف علی ایک قد آور کانگریسی لیڈر تھے،ان کی حب الوطنی سے بیحد متاثر ہوئی اور ان کو اپنا رفیق سفر بنالیا،انگریز کے برے سلوک کے خلاف بھوک ہڑتال کردی ان کا یہ احتجاج کامیاب ہوا۔ ۸ اگست ۱۹۴۲ء میں ارونا آصف علی نے بمبئی کے گوالیہ میٹنگ میدان میں ہندوستانی پرچم لہرادیا۔اورفرار ہونے میں کامیاب ہوئیں۔انگریز حکومت نے ان کی تمام جائداد ضبط کرلی اور فروخت کردی،انہیں گرفتار کرنے کے لئے پانچ ہزار روپیوں کا انعام بھی رکھا تھا۔

۲۶ جنوری ۱۹۴۶ء کوارونا آصف کے خلاف وارنٹ رد کردیا گیا اور خود کو حکومت کے حوالے کردیا ۱۹۵۴ء میں اس نے خواتین کی تنظیم قائم کی تھی۔وہ دلی کی اول میئر منتخب ہوئی۔ ۱۹۹۲ء میں انہیں نہرو ایوارڈ سے نوازا گیا اور بھارت رتن کے شہری اعزاز سے بھی نوازا گیا۔

(مسلمانوں کا شاندار ماضی ص۔۲۲۷۔۲۲۸)

۱۷۰۔اللہ دین ولد موتی بخش:

ولادت موضع تلاو روہتک ہریانہ،آپ ہندوستانی فوج کے جاٹ دستے میں سپاہی تھے بعدازاں آزاد ہند کے فوج کے تیسرے گوریلا دستے میں بھرتی ہوئے،جنگ میں شہید ہو گئے۔ (ایضاً۔ص۔۲۷)

۱۷۱۔نصیراللہ حاجی میاں چھوٹانی:

آپ نے کانگریس اور خلافت کو اتنی مالی امداد دی کہ اپنے آپ کو برباد ہی کرڈالا۔وہ کروڑوں روپیوں کے مالک تھے مگر کوڑیوں کے ہوگئے،امیر تھے مگر فقیر ہوکر مرے،وطن پر سب کچھ قربان کردینے والے حاجی میاں کو کبھی بھلایا نہیں جاسکے گا۔چھوٹانی برادری نے اپنی لکڑی کی میل اور بہت سی عمارتیں آزادی کے لیے علی برادران محمد علی وشوکت علی کو سونپ دی تھی۔ اس وجہ سے انگریز سرکار نے ان کے کاروبار پر پابندی عائد کردی تھی۔

۱۷۲۔سیٹھ عمر سبحانی:

آپ کا تعلق میمن برادری سے تھا آپ کوٹن کپاس کی تجارت کیا کرتے تھے اور ایک مل (mill) کے مالک تھے کانگریس اور گاندھی جی کی ضرورت پر مالی امداد فراہم کرتے تھے۔محمد عمر سبحانی انڈین نیشنل کانگریس کے ممبر تھے اور بیرسٹر محمد علی جناح سے بھی آپ کے اچھے تعلقات تھے۔خلافت تحریک میں آپ نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔جس وقت لوک مانیہ تلک نے سوراج فنڈ قائم کیا تھا تب مہاتما گاندھی نے آزادی کے فنڈ کے لئے نعرہ لگایا تھا کہ ایک کروڑ روپئے اور آزادی۔ تب سیٹھ سبحانی نے سب سے آگے بڑھ کر آزادی حاصل کرنے کے لئے مہاتما گاندھی کو ایک بلینک چیک بک اپنے دستخط کر کے دے دی تھی اور کہا تھا کہ آپ کو جتنے روپے چاہیے بھر لیجیے۔اس وقت مہاتما گاندھی نے ایک لاکھ روپیوں کا چیک بھرا اور لوگوں سے کہا کہ اگر مجھے سبحانی جیسے سودیشی پریمی مل جائیں تو مجھے بمبئی سے باہر فنڈ جمع کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی۔

۱۷۳۔سیٹھ عبدالحبیب فارفانی (ہندسیوک):

آپ رنگون میں تجارت کیا کرتے تھے۔نیتاجی سبھاش چندر بوس کو آپ نے بہت مالی مدد کی اس کے علاوہ اور بھی بہت سی مدد کی جس سے خوش ہوکر نیتاجی نے آپ کو ہندسیوک کے خطاب سے نوازا تھا۔ (مسلمانوں کا شاندار ماضی،ص۔۲۶۱)

۱۷۴۔میر مقصود علی (متوفی ۱۸۶۲ء):

میر مقصود علی داناپور پٹنہ کے رہنے والے تھے۔خاندان صادق پور سے قرابت رکھتے تھے۔وہ جمادی الآخری ۱۲۷۵ھ (جنوری ۱۸۵۹ء) میں پٹنہ سے روانہ ہوئے۔میرٹھ میں گرفتار ہوگئے۔کچھ دنوں کے بعد رہا ہوکر ۱۸۶۰ء میں سرحد پہنچے۔ مولانا نوراللہ کی وفات کے بعد مجاہدین نے ان کو امیر بنالیا۔آپ کے زمانۂ امارت کو دو سال پورے نہ ہوئے تھے کہ ۱۸۶۲ء میں سفر آخرت پیش آگیا۔ (تحریک آزادی ہند میں مسلم علماء وعوام کا کردار ص ۱۵۰ بحوالہ علماء ہند کا شاندار ماضی ج ۳ ص ۱۷۱۔۲۷۔سرگزشت مجاہدین ص ۳۰۲)

۱۷۵۔شہید سید گینو بابو:

جب گاندھی جی نے ۱۶ اپریل ۱۹۳۰ء کو گجرات کے سمندری کنارے سے ڈانڈی نمک کا قانون توڑا تب ۵ مئی کو ان کو گرفتار کرلیا گیا۔اس وقت ہڑتال زوروں پر تھی اور غیر ملکی کپڑوں کی ہولی جلائی جارہی تھی۔بمبئی کے مولجی جیٹھا مارکیٹ میں غیر ملکی کپڑوں سے لدا ہوا ایک ٹرک لایا گیا۔کانگریس کے والینٹرس ٹرک کو روکنے کے لئے بے چین ہو رہے تھے۔والینٹر ٹرک کے مالک سے ہاتھ جوڑ کر اسے واپس کئے جانے کے لئے التجا کر رہے تھے لیکن مالک تیار ہی نہیں تھا۔ایسی حالت میں جنگ آزادی کے مجاہد سید گینو بابو کو جوش آ گیا انہوں نے للکار کر کہا کہ ٹرک میرے سینے کے اوپر سے ہی جا سکتا ہے۔ٹرک سے گینو بابو بری طرح کچل گئے اور زمین انکے خون سے لال ہو گئی اس طرح گینو بابو دیش کی آزادی کے لئے شہید ہو گئے۔یہ واقعہ ۱۲ دسمبر ۱۹۳۰ء کا ہے کرافوڈ مارکیٹ بمبئی کے پاس پرنس اسٹریٹ کی گلی کے نکڑ پر سید گینو بابو کے نام کا ایک بورڈ ان کی یاد دلانے کے لیے لگا ہوا ہے۔(مسلمانوں کا شاندار ماضی ص۔۲۶۲)

۱۷۶۔عبدالرسول رحسن احمد:

ڈانڈی مارچ کی واپسی کے وقت گاندھی جی شولا پور کے آشرم میں ٹھہر گئے جبکہ ۶ راپریل ۱۹۳۰ء کو نمک کا قانون توڑ چکے تھے۔پنڈت جواہر لال نہرو اور مہاتما گاندھی گرفتار کر لئے گئے۔اس وجہ سے شولا پور میں شعلہ بھڑک اٹھا،شولا پور میں مارشل لا لگا دیا گیا۔عبدالرسول اور ان کے والد حسن احمد اور تین مجاہدین کو گرفتار کرلیا گیا۔ان سب پر بغاوت،آگ زنی اور قتل کا مقدمہ چلا اور ۱۲ رجنوری ۱۹۳۱ء کو پھانسی دے دی گئی۔

۱۷۷۔ابراھیم جی،یوسف علی (پیدائش ۱۹۱۰ء)

۱۹۴۶ء میں شاہی ہندوستانی جنگی بیڑے کے سپاہیوں نے بغاوت کی اور عوام نے ان کی حمایت میں مظاہرے کیے ان میں آپ بھی شریک ہوئے۔۲۲ رفروری ۱۹۴۶ء کو ممبئی میں پولس کی گولی سے زخمی ہو کر اسی روز شہید ہو گئے۔

(شہیدان آزادی جلد۔اوّل ص۔۱۱)

۱۷۸۔حضرت مولانا سید محمد علی مونگیری (ولادت ۱۸۴۶ء۔وفات ۱۹۲۷ء)

حضرت مولانا محمد علی مونگیری جلیل القدر عالم،عظیم المرتبت مبلغ و مصلح،شیخ طریقت، دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ کے بانی اور حضرت مولانا شاہ فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی کے خلیفہ تھے۔آپ کی ولادت ۲۸ رجولائی ۱۸۴۶ء میں ہوئی۔آپ کے والد کا نام سید عبدالعلی تھا۔آپ نے اپنے وقت کے ماہرین فن سے تحصیل علم وعرفان کیا۔آپ نے امت مسلمہ کے لیے بے مثال خدمات پیش کیں۔اسی طرح آپ نے ردّ عیسائیت اور رد قادنیت پر بھی سرگرمی سے حصہ لیا۔اور قادیانیوں اور عیسائیوں کے خلاف کئی اہم کتابیں تصنیف فرمائیں۔ردنصاری کے لئے ایک رسالہ احمدیہ کا اجرا فرمایا تھا جس کے ایڈیٹر مولانا احسن باری تھے۔آپ کی شہرت ہندوستان میں ہی نہیں بلکہ عرب وعجم تک تھی۔آپ نے ملک کی آزادی کے لئے اپنے مریدین اور معتقدین کے ساتھ نمایاں کردار ادا کیا۔تحریک خلافت میں آپ نے نمایاں حصہ لیا تھا۔چنانچہ خلافت کمیٹی کا صوبہ بھر میں خانقاہ مونگیر مرکز تھا۔حکومت ہند کے خلاف باغیانہ سرگرمیوں کی وجہ سے آپ کو ہجرت پر مجبور کیا گیا۔تین سال مکہ مکرمہ میں قیام کے بعد مونگیر تشریف لائے۔علم وعمل کی جامع شخصیت اور مسلمانوں کے آبرو اور نمونہ سلف ۶ رربیع الاول ۱۳۴۶ھ مطابق ۱۳ رستمبر ۱۹۲۷ء کو مونگیر بہار میں داعی اجل کو لبیک کہا۔

(فرنگیوں کا جال مولانا امداد صابری ص ۵۱۹۔۵۱۷۔فرید بک ڈپوئی دہلی سن اشاعت ۲۰۰۸ء)

۱۷۹۔احمد اللہ ولد الٰہی بخش:

پٹنہ بہار میں پیدا ہوئے ممتاز قومی کارکن تھے۔کچھ عرصے تک ڈپٹی کلکٹر اور انکم ٹیکس بورڈ آف الیسرز کے رکن کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔وہابی تحریک میں سرگرم حصہ لیا،۱۸۵۷ء میں گرفتار ہوئے اور تین ماہ کے بعد رہا کر دیے گئے،نومبر ۱۸۶۴ء میں دوبارہ گرفتار ہوئے اور تمام سرکاری عہدوں سے برطرف کر دیئے گئے۔آپ پر حکومت کے خلاف سازش کرنے کے جرم میں مقدمہ چلایا گیا ۲۷ رفروری ۱۸۶۵ء کو آپ کو سزائے موت دی گئی،بعد ازاں آپ کو سزائے موت کی جگہ عمر قید کی سزا دی گئی۔آپ کی ساری جائیداد بھی ضبط کر لی گئی۔جون ۱۸۶۵ء میں آپ

کوجلا وطن کر کے جزائر انڈمان میں قید رکھا گیا ۲۱ نومبر ۱۸۸۱ء کو جیل ہی میں کسمپرسی کی حالت میں آپ کا انتقال ہو گیا۔ آپ کے چھوٹے بھائی یحیٰ علی کو بھی انبالے میں بغاوت کے جرم میں سزا ہوئی اور انڈمان بھیج دیا گیا، ان کا بھی وہیں انتقال ہوا۔ (شہیدانِ آزادی جلد۔ اوّل۔ ص۔ ۱۷)

۱۸۰۔ اسحاق میاں ولد جوّ ندات:

موضع دھمیشوری ضلع پورنیہ بہار ۱۹۴۲ء کی ہندوستان چھوڑ تحریک میں شامل ہوئے۔ ۲۵/اگست ۱۹۴۲ء کو دھمدھا پولس اسٹیشن پر دھاوے میں حصہ لیا اور اسی روز پولس کی گولی سے زخمی ہو کر شہید ہو گئے۔ (ایضاً۔ ص۔ ۲۲)

۱۸۱۔ مولانا محمد داؤد غزنوی ولادت ۱۸۹۶ء وفات ۱۹۶۳ء:

مولانا محمد داؤد غزنوی ایک سرگرم مجاہد آزادی تھے۔ وہ اپنی زندگی درس و تدریس سے وابستہ رکھنا چاہتے تھے۔ لیکن حالات کی سنگینی کی وجہ سے میدان سیاست میں آگئے۔ مولانا نے جمعیۃ العلماء اور خلافت کمیٹی کے پلیٹ فارم سے ملک کی آزادی میں اہم رول ادا کیا۔ انگریز مخالفت تحریک کی وجہ سے وہ کئی مرتبہ جیل کی پر مشقت زندگی گذاری۔ باغیانہ کارروائیوں کی وجہ سے تین سال قید با مشقت ہو گئی۔ دوسری مرتبہ ۱۹۲۵ء میں گرفتار ہوئے۔ تیسری مرتبہ ۱۹۲۷ء میں سائمن کمیشن کے بائیکاٹ کی تحریک میں گرفتار ہوئے۔ مدت العمر مجلس احرار کے جنرل سکریٹری رہے۔ کشمیر ریجی ٹیشن میں چوتھی مرتبہ قید ہوئے۔ تحریک مغل پورہ اور تحریک کپور تھلہ میں بھی گرفتار ہوئے۔ ہندوستان چھوڑو تحریک میں تقریباً تین سال جیل میں رہے۔ دوسری جنگ عظیم ہوئی تو ڈیفنس آف انڈیا ایکٹ میں گرفتار ہوئے۔ ۱۹۴۵ء میں صوبہ کانگریس پنجاب کے صدر چنے گئے۔ ۱۹۴۶ء کا الیکشن لڑا اور دھاری والا کی لیبر سیٹ سے وہ پنجاب کے ممبر منتخب ہو گئے۔ مولانا محمد داؤد غزنوی ۱۹۱۹ء سے لے کر ۱۹۵۵ء تک وہ سیاسیات کی پر خار وادی میں قدم زن رہے۔ امرتسر سے ہفت روزہ توحید نکالا جو علمی اعتبار سے الہلال اور البلاغ کا نقش ثالث تھا۔ کیونکہ وہ اپنے دور میں سب سے زیادہ مولانا ابوالکلام آزاد سے متاثر تھے۔

(تحریک آزادی ہند۔ رفیع اللہ تیمی، جمعیۃ البر، ارریہ، بہار ص ۳۹۸)

۱۸۲۔ خان عبدالصمد خاں اچکزئی:

مجاہد آزادی خان عبدالغفار خان اچکزئی ۷/جولائی ۱۹۰۷ء کو بلوچستان (جنوبی پشتونخوا) کی تحصیل گلستان کے گاؤں عنایت اللہ کاریز میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد نور محمد خان اپنے قبیلہ اچک زئی حریت پسند اور قوم پرست اصحاب میں تھے۔ اسی خانوادہ کے بزرگ غازی عبداللہ اچک زئی نے ۱۸۴۸ء کی انگریز افغان جنگ کے دوران برطانوی استعمار کے خلاف افغان ملی تحریک قائم کی جس کے ذریعہ انگریزوں اور ان کے حلیف شاہ شجاع کا خاتمہ ہوا۔ عبدالصمد خان کے والد ۱۸۸۰ء میں انگریزوں کے خلاف جنگ میں شریک تھے۔ خان عبدالصمد اور ان کے بھائی عبدالسلام خان نے فرنگی استعمار کے خلاف اپنے ساتھیوں کے ساتھ ایک تنظیم بنائی اور گاؤں گاؤں پھر کر مسجدوں میں غیر ملکی آقاؤں کے خلاف تقاریر شروع کر دیں۔ اسی سال وہ لاہور گئے جہاں کانگریس بھارت سبھا اور تحریک آزادی کی دوسری تنظیموں کے جلسے مسلسل ہو رہے تھے۔ بغاوت کے جرم میں گرفتار ہوئے۔ ۱۹۳۱ء میں وہ اس وقت جیل سے رہا ہوئے جب ہندوستان کے سیاسی رہنما گول میز کانفرنس کے لئے لندن جانے والے تھے۔ خان عبدالصمد اب پوری طرح برصغیر کی قومی تحریک آزادی کے سیاسی بن چکے تھے۔ خان عبدالصمد نے گاندھی جی، کانگریس اور دوسرے قومی رہنماؤں کے ساتھ مل کر آزادی کی تحریک میں مسلسل آگے بڑھتے ہوئے خود کو صرف نام یا لباس سے ہی نہیں اپنی مکمل سیاست سے بھی خود کو سچا بلوچی گاندھی ثابت کیا۔

دسمبر ۱۹۳۳ء میں کراچی میں انہوں نے انگریز اقتدار کے خلاف زبردست باغیانہ تقریر کی جس کے بعد انہیں تین سال کی قید و بند کی سزا ہوئی۔ بدنام زمانہ مچھ جیل میں انہیں سخت اذیت پہنچائی گئی۔ لیکن ان پر کیا گیا ہر ظلم ان کے عقیدہ آزادی کو مزید پختہ کرتا گیا۔ یہاں انہوں نے عبادت کے ساتھ انگریزی زبان اور اسلامیات کا گہرا مطالعہ کیا۔ جیل سے رہا ہوئے یہیں انہوں نے پشتو اور اردو زبان میں استقلال نام سے اخبار کی اشاعت کی۔ بلوچی گاندھی اپنے وقت کے بہترین صحافی اور صاحب قلم ثابت ہوئے۔ انہوں نے کئی

اہم کتابوں ترجمان القرآن ، کیمیائے سعادت اور سیرت النبی کا پشتو میں ترجمہ کیا ۔انہوں نے صمد اللغات کے نام سے پشتو اردو ڈکشنری بھی مرتب کی ۔تحریک آزادی کے مسلسل سر گرمیوں کے ساتھ ساتھ بلوچی گاندھی خان عبدالصمد نے اپنی فکر اور قلم کو بھی جہاد آزادی کے لئے وقف کیا۔۱۹۳۹ء میں قومی عدم تعاون تحریک میں پورے جوش وحوصلے کے ساتھ حصہ لیا۔۱۹۴۰ء میں کانگریس کی ہندوستان چھوڑ وتحریک میں خدائی خدمت گاروں (بانی خان الغفار) اور انجمن وطن (بانی خان عبدالصمد خان) نے اس وسیع پیمانے پر حصہ لیا کہ انگریز حکومت بوکھلا گئی ۔اس وقت ۱۶/ ہزار پٹھان گرفتار ہوئے ۔۱۹۴۲ء میں بلوچی گاندھی گرفتار کر لئے گئے ۔ ۱۹۲۹ء سے ۱۹۴۷ء تک بلوچی گاندھی عبدالصمد جہاد آزادی اور بلوچستان اور بلوچستان کے عوام کے حقوق کی بازیابی کے لئے طویل جدوجہد کرتے ہوئے ۲/دسمبر ۱۹۷۳ء شہید کردیئے گئے ۔ (فخر وطن ص ۵۸۹ ـ ۵۷۸)

۱۸۳ـ صغری بیگم:

صغری بیگم عثمان آباد ریاست نظام حیدرآباد کی رہنے والی تھیں ۔انھوں نے خلافت کے جلوس میں سرگرم حصہ لیا،جب بی بی اماں نے چندہ جمع کرنا شروع کیا تو سب سے پہلے اپنا سب زیور نذر کرنے والی خاتون صغری بیگم تھیں، وہ زیور تقریبا پچاس تولہ سونا اور جواہرات پر مشتمل تھا۔ (آزادی ہند اور تحریک خلافت ص ۲۰۷ ـ ۲۰۶)

۱۸۴ـ برکت:

ولادت موضع بھورن ضلع کانگڑہ ہماچل پردیش ۔ برما میں آزاد ہند میں فوج میں شامل ہوئے اور لڑتے ہوئے شہید ہوئے ۔ (شہیدان آزادی جلد ۔اوّل ص ۔۴۵)

۱۸۵ـ بشیر احمد:

ولادت موضع بہالی ضلع روہتک ہریانہ ۔ ہندوستانی فوج کے جاٹ دستے میں جمع دار تھے ۔آزاد ہند فوج کے تیسرے چھاپہ مار دستے میں شامل ہو کر لفٹیننٹ کے عہدہ پر فائز ہوئے کلیوا کے مقام پر جنگ میں کام آئے ۔ (شہیدان آزادی جلد ۔اوّل ص ۔۹۲)

۱۸۶ـ مولوی تجمل حسین:

ولادت موضع خوجہ سرائے ضلع سارن بہار آپ ۱۹۴۲ء کی ہندوستان چھوڑ وتحریک میں شریک ہوئے اور سون پور ریلوے اسٹیشن پر برطانوی سپاہیوں کی گولی کا نشانہ بنے ۔

(ایضا ۔ص ۔۱۳۸)

۱۸۷ـ تاج محمد فضل محمد (ولادت ۱۹۳۰ء) :

جب ہندوستانی جنگی بیڑے کے سپاہیوں نے بغاوت کی اور عوام نے ان کی حمایت میں مظاہرے کیے تو آپ بھی ان میں شریک ہوئے اور ۲۲/فروری ۱۹۴۶ء کو بمبئی سالویشن آرمی کے دفتر کے نزدیک پولس کی گولی سے زخمی ہوئے اور اسی روز شہید ہوگئے ۔

(ایضا ۔ص ۔۱۳۹)

۱۸۸ـ غلام محمد جیلانی:

۲۰/اکتوبر ۱۹۰۴ء کو موضع ایگرچار ضلع ڈھاکہ بنگال (حالیہ بنگلادیش میں پیدا ہوئے ۱۹۲۱ء کی عدم تعاون تحریک اور ۱۹۳۰ء کی سول نافرمانی تحریک میں حصہ لیا گرفتار ہوئے اور قید کردیئے گئے ۔۱۰/فروری ۱۹۳۲ء کو ڈھاکہ جیل میں فوت ہوگئے ۔

۱۸۹ـ پیر غلام مجدد جان سرہندی (۱۸۸۳ء ـ ۱۹۵۸ء)

پیر غلام مجدد سرہندی ایک جید عالم اور سجادہ نشین بزرگ تھے ۔۶/رجب ۱۳۰۰ھ ۱۳/مئی ۱۸۸۳ء کو سندھ کے مشہور شہر ٹیاری میں پیدا ہوئے ۔اپنے قصبہ میں مولوی حاجی حسین اللہ پاٹائی سے دینی تعلیم حاصل کی ۔ والد محترم خواجہ عبدالحلیم سرہندی کی وفات کے بعد ۱۹۱۳ء میں مسند سجادگی کو زینت بخشی ۔۱۹۰۴ء میں حج بیت اللہ سے مشرف ہوئے ۔تحریک خلافت میں حصہ لیا۔کراچی خلافت کانفرنس (منعقدہ ۸ ـ ۱۰/جولائی ۱۹۲۱ء) میں شریک ہو کر اس تجویز کی تائید میں تقریر کی جس میں مسلمانوں کو انگریزی فوج میں بھرتی ہونے کو حرام قرار دیا گیا تھا ۔ اس کی پاداش میں گرفتار ہوئے ۔ دوسال کی سزا رتناگری جیل میں گذاری ۔قید خانہ میں حفظ کلام اللہ کی دولت سے مالا مال ہوئے ۔ رتناگری جیل سے رہا ہونے کے بعد مختلف سیاسی

وسماجی تحریکوں میں حصہ لیا۔حیدرآباد سندھ میں ایک دینی درسگاہ جامعہ عربیہ کے نام سے قائم کیا ۔۱۶/ جمادی الثانی ۱۳۷۷ھ ۱۹ جنوری ۱۹۵۸ء کو اس دنیا سے رحلت فرما گئے۔

(تحریک آزادی ہند میں مسلم علماء اور عوام کا کردار ص ۲۰۷)

۱۹۰۔امیر شریعت حضرت مولانا سید منت اللہ رحمانی (۱۹۱۳ء۔۱۹۹۱ء):

حضرت مولانا سید منت اللہ رحمانی اپنے وقت کے عالم باعمل ،ملت اسلامیہ کے سپہ سالار، امارت شرعیہ بہار واڑیسہ کے امیر، آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے بانی وجنرل سکریٹری، مولانا محمد علی مونگیریؒ کے چھوٹے صاحبزادے، اور دارالعلوم دیوبند کی مجلس شوری کے رکن تھے۔ آپ کی ولادت ۹/ جمادی الثانی ۱۳۳۲ھ مطابق ۱۹۱۲ء کو خانقاہ رحمانی مونگیر بہار میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم وطن میں حاصل کرنے کے بعد گیارہ سال کی عمر میں حیدرآباد جاکر ایک سال میں مفتی عبداللطیف صاحب سے عربی صرف ونحو اور منطق کی کتابیں پڑھیں۔ پھر ندوۃ العلماء لکھنؤ تشریف لے گئے اور وہاں چار سال تک تحصیل علم کیا۔۱۳۴۹ھ میں تکمیل علوم کے لئے دار العلوم دیوبند میں داخلہ لیا اور ۱۳۵۲ھ میں فراغت حاصل کی۔ آپ کا شمار شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی کے ارشد تلامذہ میں تھا۔ آپ نے تحریک آزادی میں حضرت شیخ الاسلام کی معیت میں حصہ لیا اور چار ماہ قید وبند کی صعوبتوں کو برداشت کیا۔ ملک کی آزادی اور انسانیت کی فلاح وبہبود کے لئے ہمیشہ کوشاں رہے۔ ملک کی آزادی کے بعد مسلمانوں کے حقوق اور ان کی سربلندی وکامیابی کے لیے بے مثال خدمات پیش کیں۔ آپ کی وفات ۲/ رمضان ۱۴۱۱ھ مطابق ۱۹/ مارچ ۱۹۹۱ء کو رات دس بجے ہوئی۔ مونگیر میں مدفون ہیں۔

(تاریخ دارالعلوم ج ۲ ص ۱۶۶۔ترجمان دارالعلوم دہلی ص ۱۷۔سہ ماہی بحث ونظر۔اپریل تا جون ۱۹۹۱ء)

تفصیلات کے لیے ملاحظہ ہو۔سوانح حضرت امیر شریعت، ڈاکٹر محمد وقار الدین لطیفی ندوی، مجلس گیارہ ستارے، انڈیا، کھگڑیا، بہار

۱۹۱۔محمد یونس ولد شیخ عبدالکریم:

۱۹۲۲ء میں رامپور کیشو ضلع مظفر پور (موجودہ ضلع شیوہر) میں پیدا ہوئے ۔۱۹۴۲ء کی ہندوستان چھوڑو تحریک میں شریک ہوئے، اور انگریز حکومت کے خلاف مختلف سرگرمیوں میں شریک

ہوتے رہے، یہاں تک کہ ملک آزاد ہوگیا، آزادی کے بعد آپ تدریسی خدمت کے ساتھ دینی وملی اور تعلیمی وفلاحی کاموں سے وابستہ رہے، تاحیات جامع مسجد کے متولی ،مدرسہ فلاح المسلمین شیوہر کے سکریٹری، مدرسہ فلاح البنات اور مدرسہ تجوید القران رامپور کیشو کے بانی وصدر رہے، انھوں نے جامعہ سلیمانیہ کے لیے بھی زمین وقف فرمائی، ان کی زندگی سماجی وملی کاموں میں مشغول رہی، علاقے کے غیر مسلمین بھی ان کی قدر وعزت کرتے تھے، وہ دینی حمیت، جذبہ ملی اور انسانیت نوازی کے پیکر تھے بالآخر ۱۵ دسمبر ۲۰۰۶ء کو اللہ کو پیارے ہوگئے۔

۱۹۲۔حشمت اللہ خاں (ولادت۔۱۸۹۰ء دہلی میں ہوئی)

۳/ مارچ ۱۹۱۹ء کو دہلی میں رولٹ ایکٹ کے خلاف احتجاج میں ایک مظاہرے میں شریک ہوئے اور ایک فوجی دستے کی گولی سے زخمی ہوکر اسی روز شہید ہوگئے۔ (شہیدان آزادی جلد اول ص۔۱۹۳)

۱۹۳۔حنیف ولد شیر علی:

(ساکن۔موضع گاراما ضلع اعظم گڑھ ،اتر پردیش پیشہ۔خیاطی)

۱۹۴۲ء کی ہندوستان چھوڑ تحریک میں شریک ہوئے اور اسی سال مدھوبن میں پولس کی گولی سے زخمی ہوکر شہید ہوگئے۔ (ص۔۱۹۴)

۱۹۴۔خلیفہ عبداللہ ولد خدا بخش:

۱۸۸۵ء میں مالیگاؤں ضلع ناسک مہاراشٹرا میں پیدا ہوئے ۔۱۹۲۱ء کی تحریک خلافت میں شریک ہوئے اور اگست ۱۹۲۱ء میں وساپور جیل میں پولس کی شدید جسمانی اذیت رسانی سے جانبر نہ ہوسکے۔ (ص۔۱۹۴)

۱۹۵۔رکن دین ولد الٰہی بخش:

ولادت ۱۹۰۱ء میں تھانڈا ضلع امرتسر پنجاب میں ہوئی۔ وطن پرستانہ سرگرمیوں میں شریک ہوئے ۱۳/ اپریل ۱۹۱۹ء کو جلیانوالہ باغ امرتسر میں برطانوی فوج نے جب عوام کے ایک جلسہ پر جس میں آپ شریک تھے مشین گنوں سے اندھادھن گولیاں چلائیں تو آپ بھی زخمی ہوئے اور شہید ہوگئے۔ (ص۔۲۴۷)

۱۹۶۔رفیق میاں ظفر میاں ولد محمد:

۱۹۱۲ء میں ناگپور میں پیدا ہوئے ۔۱۹۴۲ء کی ہندوستان چھوڑ وتحریک میں شریک ہوئے اور ۱۵/اگست ۱۹۴۲ء کو ناگپور میں پولس کی گولی سے زخمی ہوئے اور شہید ہو گئے ۔ (ص ۔۲۴۷)

۱۹۷۔علاؤالدین:

ولادت ۱۹۱۲ء موضع محمد پور ضلع مدنا پور مغربی بنگال ۔۱۹۴۲ء کی ہندوستان چھوڑ و تحریک میں حصہ لیا۔۳۰/ستمبر ۱۹۴۲ء کو آپ نے تندی گرام پولس اسٹیشن پر دھاوے میں ایک جلوس کی رہنمائی کی ۔اسی روز پولس کی گولی سے زخمی ہوئے اور شہید ہو گئے ۔(ص ۔۲۴۳)

۱۹۸۔عظیم بخش ولد شیخ عبدل:

ساکن موضع باریسال ضلع مدنا پور مغربی بنگال ۱۹۴۲ء کی ہندوستان چھوڑ وتحریک میں حصہ لیا۔گرفتار ہوئے اور آپ کو ۱۰ ماہ قید کی سزا دی گئی ۔۱۹۴۳ء میں مدنا پور جیل میں فوت ہو گئے ۔ (ص ۔۳۴۳)

۱۹۹۔بی بی عمر بیھی:

آپ ۱۸۶۴ء میں دلا گاؤں ضلع امرتسر، پنجاب میں پیدا ہوئیں ۔آپ جناب امام الدین مرحوم کی اہلیہ تھیں ۔جلیان والا باغ میں شہید ہوئیں ۔ (ص ۔۳۴۳)

۲۰۰۔عبدالغنی:

۱۸۹۴ء میں پیدا ہوئے ۔دہلی کے باشندے تھے ۔یہیں آپ نے ۳۰/مارچ ۱۹۱۹ء کو رولٹ ایکٹ کے خلاف پبلک مظاہرے میں حصہ لیا۔اور اسی دن برطانوی فوج کے ایک دستہ نے سنگینوں سے حملہ کیا اس حملہ میں ٹاؤن ہال کے قریب مارے گئے ۔ (ص ۔۳۴۴)

۲۰۱۔عبدالغفور محمد ولد شکور مومن:

۱۸۸۶ء میں موضع مالیگاؤں ضلع ناسک مہاراشٹرا میں پیدا ہوئے ۔شکور مومن کے بیٹے تھے ۔ پرائمری تک تعلیم پائی ، پہلوان تھے ۔آپ نے ۱۹۲۱ء کی تحریک عدم تعاون میں سرگرم حصہ لیا۔تحریک خلافت کے مقامی منتظمین اور رہنمائی میں آپ نے

شراب کی دکان پر دھرنے دیے ۔پولس کی مداخلت اور فائرنگ سے ہجوم تشدد پر اتر آیا۔اس میں پولس کانسٹیبل مارا گیا۔آپ کو گرفتار کر لیا گیا اور قتل کے الزام میں مقدمہ چلایا گیا۔آپ کو سزائے موت دی گئی ، ۱۸ جنوری ۱۹۲۳ء کو آپ نے پھانسی کے تختے پر جان دی ۔ (شہیدان آزادی جلد اول،ص ۔۳۴۵)

۲۰۲۔عبدالشکور ولد پنچو شکور:

آپ ۱۹۳۱ء میں موضع کاشی پور بنگڑہ ضلع دربھنگہ بہار میں پیدا ہوئے ۔طالب علمی کے زمانہ میں آپ نے ۱۹۴۲ء کی ہندوستان چھوڑ وتحریک میں حصہ لیا۔ ۱۵/اگست ۱۹۴۲ء کو سمستی پور میں ایک فوجی دستے کی گولیوں سے زخمی ہو کر فوت ہوئے ۔ (ص ۔۳۴۵)

۲۰۳۔عبدالخالق ولد رحیم خاں:

آپ کی پیدائش ۱۸۵۹ء میں امرتسر پنجاب میں ہوئی ۔قالین کے کارخانے میں ملازم تھے ۔آپ نے برطانوی حکومت کے خلاف وطن پرستانہ سرگرمیوں میں حصہ لیا۔۱۳/اپریل ۱۹۱۹ء کو جلیا نوالہ باغ امرتسر میں عوام کے ایک جلسہ پر جس میں آپ شریک تھے ۔برطانوی فوج نے مشین گنوں سے اندھا دھند گولیاں چلائیں تو آپ بھی زخمی ہوئے اور اسی روز شہید ہو گئے ۔ (ص ۔۳۴۵)

۲۰۴۔فتح محمد:

روہتک ہریانہ میں پیدا ہوئے ہندوستانی فوج کے جاٹ دستہ میں سپاہی تھے ۔سنگاپور میں آزاد ہند فوج میں شامل ہو کر تیسرے گوریلا دستے میں بھرتی ہوئے اور برطانوی فوج سے لڑے جگار کا چاکی کی لڑائی میں شہید ہو گئے ۔ (ص ۔۳۵۴)

۲۰۵۔میر عبداللہ:

آپ موضع پوکھریرا ضلع سیتامڑھی بہار میں پیدا ہوئے ۱۹۴۲ء کی ہندوستان چھوڑ و تحریک میں شریک ہوئے ۱۵/اگست ۱۹۴۲ء کو سمستی پور میں ایک فوجی دستے کی گولی سے شہید ہو گئے ۔ (ص ۔۴۴۱)

۲۰۶۔مہربان خاں:

ولادت موضع رمیا ضلع کرنال ہریانہ ہندوستانی فوج میں سپاہی تھے۔ ملایا میں آزاد ہند فوج کے تیسرے گوریلا دستے میں بحیثیت لانس نائک خدمات انجام دیں۔ اکتوبر ۱۹۴۴ء میں کلیوا کے نزدیک جنگ میں برطانوی ہوائی جہازوں کی بمباری سے شہید ہوگئے۔ (ص۔۴۴۸)

۲۰۷۔محمد دین ولد خدا بخش:

ولادت ۱۸۹۷ء سکونت دہلی۔ ۳۰ر مارچ ۱۹۱۹ء کو دہلی رولٹ ایکٹ کے خلاف احتجاج کے ایک مظاہرے میں شریک ہوئے اور ایک فوجی دستے کی گولی سے زخمی ہوکر اسی روز شہید ہوگئے۔ (ص۔۴۹۶)

۲۰۸۔محمد عمر خاں ولد نذر محمد:

ولادت موضع نگانہ ضلع روہتک ہریانہ۔ ہندستانی فوج کے جاٹ دستہ میں سپاہی تھے۔ سنگاپور میں آزاد ہند فوج میں بھرتی ہوکر تیسرے گوریلا دستے میں بحیثیت حولدار خدمات انجام دیں اور جنگ میں شہید ہوئے۔ (ص۔۴۹۷)

۲۰۹۔محمد شعبان بھاکری ولد بھکاری:

۱۸۸۹ء میں مالیگاوں ضلع ناسک مہاراشٹرا میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۱۲ء کی تحریک عدم تعاون میں شریک ہوئے، آپ تحریک خلافت کے مقامی تنظیم کرنے والوں کے رہنماؤں میں سے تھے۔ شراب کی دکان پر دھرنا دینے میں شریک ہوئے۔ پولس کی مداخلت اور گولیوں سے ہجوم مشتعل ہوکر تشدد پر اتر آیا۔ اس میں ایک کانسٹیبل ہلاک ہوگیا۔ آپ کو گرفتار کر کے آپ پر قتل اور بلوے کا مقدمہ چلایا گیا اور سزائے موت دی گئی۔ ۶ر جولائی ۱۹۲۲ء کو بڑودہ جیل میں پھانسی کے تختے پر شہید ہوئے۔ (ایضا۔۴۹۹)

۲۱۰۔محمد اسمٰعیل ولد محمد دین:

ولادت ۱۹۰۹ء سکونت دہلی ۱۹۳۰ء کی تحریک سول نافرمانی میں شریک ہوئے۔ ۶ر مئی ۱۹۳۰ء کو دہلی میں مہاتما گاندھی کی گرفتاری کے خلاف احتجاج میں دہلی کے شہریوں نے

ایک جلوس نکالا تھا۔ پولس نے لاٹھی چارج کیا اور گولیاں چلائیں۔ آپ کو بھی گولی لگی اور موقع واردات پر ہی آپ شہید ہوگئے۔ (ص۔۵۰۰)

۲۱۱۔صدیق بٹ:

ولادت ۱۸۹۳ء ساکن پلواما ضلع اننت ناگ ریاست جموں کشمیر۔ والد کا نام احمد بٹ۔ ۱۹۳۰ء میں ریاست جموں وکشمیر میں ذمہ دار حکومت کے قیام کی سیاسی تحریک میں حصہ لیا۔ ۵ر جنوری ۱۹۳۳ء کو مطلق العنان حکومت کے خلاف پلواما میں ہونے والے ایک مظاہرے میں شریک ہوئے۔ مظاہرے پر ریاستی فوج کے سپاہیوں کی فائرنگ سے اسی روز شہید ہوئے۔
(شہیدان آزادی جلد دوم: ص ۴۵)

۲۱۲۔فتح محمد بیگ ولد شری اقبال بیگ:

ولادت ۱۸۷۴ء ساکن موضع سرسیل ضلع بارہ مولا ریاست جموں وکشمیر میں ذمہ دار حکومت کے قیام کا مطالبہ کرنے والی سیاسی تحریک میں حصہ لیا۔ ۱۹۳۴ء میں ایک جلوس میں جو مطلق العنان حکومت کے خلاف قصبہ اری ضلع بارامولہ میں مظاہرہ کر رہا تھا شامل ہوئے۔ اسی روز مظاہرین پر ریاستی فوج کے سپاہیوں کی فائرنگ میں شہادت پائی۔ (ایضاً ص۔۷۷)

۲۱۳۔پیر محمد مقبول شاہ ولد ولی شاہ:

ساکن اننت ناگ ریاست جموں وکشمیر۔ ریاست جموں وکشمیر میں ذمہ دار حکومت کے قیام کا مطالبہ کرنے والی سیاسی تحریک میں حصہ لیا۔ ۱۹۳۱ء میں ملک ناگ ضلع اننت ناگ میں مطلق العنان حکومت کے خلاف مظاہرے کرنے والے ایک جلوس میں شریک ہوئے۔ ریاستی فوج کے سپاہیوں کی فائرنگ سے اسی روز شہید ہوئے۔ (ایضاً ص۔۱۲۶)

۲۱۴۔خان محمد:

ولادت موضع بہائی ضلع حصار ریاست ہریانہ۔ ہندوستانی فوج جاٹ رجمنٹ میں سپاہی تھے۔ ۱۹۴۲ء میں آزاد ہند فوج مین شامل ہوئے۔ تیسری گوریلا رجمنٹ میں حوالدار کی حیثیت سے خدمت انجام دی۔ برما میں لڑتے ہوئے شہید ہوئے۔ (ایضاً ص۔۱۷۹)

۲۱۵۔عبداللہ:

کلکتہ کے رہنے والے تھے۔جن دنوں عظیم آباد کا سازش کیس چل رہا تھا اسی دوران کلکتہ ہائی کورٹ کے جسٹس مسٹر نارمن کو گولی ماردی تھی۔اس جرم میں گرفتار ہوئے۔سرسری مقدمہ کی کارروائی ہوئی،سزائے موت کا فیصلہ ہوا اور پھانسی پر چڑھا دیئے گئے۔

(تحریک آزادی اور مسلمان ص ۸۹)

۲۱۶۔خوشی محمد عالم ولد جان محمد ساکن جالندھر:

ریاست پنجاب۔ایف۔ایس۔سی تک تعلیم پائی۔لاہور میں ڈاکٹری تعلیم کے زمانے میں ہی ہندوستان میں برطانوی حکمرانی کے خلاف سرگرمیوں میں حصہ لینے لگے تھے۔فروری ۱۹۱۵ء میں چودہ اور طالب علموں کے ساتھ ہندوستان چھوڑ کے افغانستان پہنچے،۱۹۱۹ء کی تیسری افغانستان جنگ کے دوران برطانیہ کے خلاف پروپیگنڈہ کرنے میں سرگرمی سے مصروف رہے۔ (شہیدان آزادی،جلد دوم،ص ۱۸۱)

۲۱۷۔غلام رسول دورا ولد علی محمد:

ولادت ۱۹۰۴ء ضلع سری نگر ریاست جموں وکشمیر۔ریاست جموں وکشمیر میں ذمہ دار حکومت کے قیام کا مطالبہ کرنے والی سیاسی تحریک میں حصہ لیا۔تحریک کے رہنما عبدالقدیر خان کی گرفتاری کے خلاف سری نگر سنٹرل جیل کے باہر ہونے والے ایک مظاہرہ میں شامل تھے۔سری نگر سنٹرل جیل کے باہر مظاہرین پر پولس کی فائرنگ کے دوران ۱۳؍جولائی ۱۹۳۱ء کو شہید ہوئے۔ (ص۔۱۸۹)

۲۱۸۔رمضان شیخ ابراہیم:

۱۹۳۵ء میں ناگپور مہاراشٹر میں پیدا ہوئے۔ناگپور کے ستیہ گرہیوں کے ایک گروہ میں جو گوا میں پرتگالی حکمرانوں کے خلاف ستیہ گرہ کرنے گوا کی سرحد پر جارہا تھا۔شامل ہوگئے، ۱۵؍اگست ۱۹۵۳ء کو کاسل روک کے راستہ سے گوا میں داخل ہوگئے۔پرتگالی پولس کی فائرنگ کے نتیجے میں اسی روز شہید ہوئے۔ (ص۔۲۳۳)

۲۱۹۔ساجدہ بانو زوجہ امام احسن شاہ:

آپ ۱۸۹۶ء میں شوپیان ضلع اننت ناگ ریاست جموں وکشمیر میں پیدا ہوئیں۔اسلامی مذہبی کتابوں کی معلّمہ تھیں۔ریاست جموں وکشمیر میں ذمہ دار حکومت کے قیام کا مطالبہ کرنے والی سیاسی تحریک میں سرگرم حصہ لیا،۱۹۳۱ء میں مطلق العنان حکومت کے خلاف شوپیاں میں مظاہرہ کرنے والے ایک جلوس میں شریک ہوئیں،جلوس پر پولس کی فائرنگ کے دوران حرکت قلب بند ہونے سے انتقال ہوا۔ (ص،۲۴۲)

۲۲۰۔سعید زماں:

ولادت ضلع پونچھ ریاست جموں وکشمیر ہندوستانی فوج میں سپاہی تھے،ملایا میں آزاد ہند فوج میں شامل ہوئے۔برما میں ہاکا کے مقام پر برطانوی فوج سے لڑتے ہوئے شہید ہوئے۔ (ص۔۲۵۸)

۲۲۱۔سلطان:

ولادت موضع ہوسس ضلع جند ریاست ہریانہ۔ہندوستانی فوج کی پہلی بہاول پور پیدل پلٹن میں سپاہی تھے۔ملایا میں آزاد ہند فوج میں شامل ہوئے۔پہلی گوریلا رجمنٹ میں بحیثیت سپاہی خدمات انجام دیں،برما میں برطانوی فوج سے لڑتے ہوئے شہید ہوئے۔

(شہیدان آزادی جلد دوم ص۔۲۶۰)

۲۲۲۔شاہ اے۔اے:

ہندوستانی فوج کے میڈیکل شعبہ میں میدانی شفاخانے میں لیفٹیننٹ تھے۔ملایا میں آزاد ہند فوج میں شامل ہوئے۔ہند کواٹر کے پہلے ڈویزن میں بحیثیت میجر خدمات انجام دیں۔برما میں ٹاموکے مقام پر برطانوی فوج سے لڑتے ہوئے شہید ہوئے۔ (ص۔۲۸۰)

۲۲۳۔شعیب اللہ خاں ولد حبیب اللہ خاں:

آپ ۱۷؍اکتوبر ۱۹۳۰ء بمقام سبراوید ضلع کھمم ریاست آندھرا پردیش میں پیدا ہوئے۔عثمانیہ یونیورسٹی حیدرآباد کے گریجویٹ تھے۔ہفتہ وار اردو اخبار ''تاج'' کے سب

ایڈیٹر کی حیثیت سے کام کیا۔ اور بعد میں اردو روز نامے ''رعیت'' کے نائب مدیر ہو گئے۔ قوم پرستانہ پالیسیوں کی وجہ سے حکومت نظام نے ان جرائد کی اشاعت پر پابندی لگادی۔ حیدرآباد کے قوم پرست اردو روز نامہ ''امروز'' کو جاری کیا۔ ریاست حیدرآباد کو انڈین یونین میں ضم کرنے کا مطالبہ کرنے والی عوامی تحریک کی اپنے اخبار کے ذریعہ حمایت کرتے رہے۔ ۲۲ راگست ۱۹۴۸ء کو شہر حیدرآباد میں ان کے گھر کے قریب رضا کاروں نے مار کرانہیں شہید کر دیا۔ رضا کاروں نے انکے ہاتھ قلم کر دیئے۔ (ص۔۲۸۵)

۲۲۴۔غلام نبی شول ولد قادر شول:

ولادت ۱۹۲۹ء سرینگر ریاست جموں وکشمیر۔ دکاندار اور نیشنل کانفرنس کے سیاسی کارکن تھے۔ ریاست جموں وکشمیر میں ذمہ دار حکومت کے قیام کا مطالبہ کرنے والی نیشنل کانفرنس کی سیاسی تحریک ۱۹۴۰ء میں سرگرمی کے ساتھ حصہ لیا۔ گرفتار کر کے سرینگر سنٹرل جیل میں قید کر دیئے گئے۔ جیل ہی میں انتقال ہوا۔ (ص۔۲۸۸)

۲۲۵۔شیخ احمد اللہ ولد شیخ عبدالغفار:

ساکن پامپور ضلع اننت ناگ ریاست جموں وکشمیر۔ میٹرک پاس اور سیاسی کارکن تھے۔ ریاست جموں وکشمیر میں ذمہ دار حکومت کے قیام کا مطالبہ کرنے والی سیاسی تحریک میں حصہ لیا۔ پولس نے گرفتار کرلیا۔ اور ۱۹۳۴ء میں بارہ مولہ میں ڈنڈے مارتے مارتے ہلاک کر دیا۔

(ص۔۲۹۰)

۲۲۶۔شیخ محمد بورلیکرا:

ولادت موضع مسلم گھوپا ضلع درانگ ریاست آسام، پیشہ کاشتکاری ۔۱۸۹۴ء میں برطانوی حکومت کے خلاف پتھر وگڑھ میں عوامی بغاوت میں حصہ لیا۔ برطانوی فوجی سپاہیوں کی فائیرنگ سے شہید ہوئے۔ (ص۔۲۹۲)

۲۲۷۔شیخ محمد بولی:

ولادت موضع مسلم گھوپا ضلع درّانگ ریاست آسام پیشہ کاشتکاری،۱۸۹۴ء میں پتھرو

گڑھ میں برطانوی حکومت کے خلاف عوامی بغاوت میں حصہ لیا۔ برطانوی فوجی سپاہیوں کی فائرنگ کے نتیجے میں شہادت پائی۔ (ص۔۲۹۲)

۲۲۸۔مولانا محمد اسحٰق مظفر پوری:

حضرت مولانا محمد اسحٰق صاحب اپنے زمانہ کے نامور عالم دین، مناظر قادیان اور شعلہ بیان مقرر تھے۔ ان کی پیدائش ۱۸۲۶ء میں رامپور کیشو ضلع مظفر پور (شیوہر) میں ہوئی۔ باطنی علوم حضرت شاہ محبّ اللہ صاحب الہ آبادی سے حاصل کیا۔ انہوں نے ۱۹۰۶ء میں مدرسہ اسلامیہ جین پور ڈھاکہ ضلع چمپارن کی بنیاد رکھی اور ۱۹۲۲ء میں مدرسہ قاسم العلوم رامپور کیشو کی بنیاد رکھی۔ مظفر پور، شیوہر اور چمپارن اضلاع میں ان کی بڑی مقبولیت حاصل تھی۔ انہوں نے دینی، ملی، تعلیمی اور اصلاحی خدمات کے ساتھ ملک کی آزادی میں بھی اہم رول ادا کیا۔ انہوں نے اپنے شاگردوں، اور عقیدت مندوں و متعلقین شیخ عبدالکریم، شیخ ابراہیم، پیغبر بخش، محمد یونس، نور خلیفہ، عبدالرزّاق، شیخ عین الحق اور حاجی سلیم وغیرہ کے ساتھ انگریزوں کے خلاف محاذ آرائی کی۔ ان کے فرزند حضرت مولانا حکیم عبدالحق صاحب اور انکے شاگرد مولانا امداد الٰہی صاحب بانی آزاد مدرسہ ڈھاکہ، مولانا عبدالغنی صاحب اور مولانا محمود عالم صاحب قادری چشتی نقشبندی نے ان کے مشن کو آگے بڑھایا۔ حضرت مولانا محمد اسحٰق صاحب نے پوری زندگی درس وتدریس، دعوت وتبلیغ، احیاءِ دین، اصلاح وفلاح کے ساتھ عیسائیت، اور قادیانیت کے بڑھتے قدم کو روک دیا۔ وہ زہد وتقوی، سادگی وتواضع اور حسن اخلاق کے پیکر تھے۔

۲۲۹۔محمد شمس الحق بن شیخ تجارت حسین:

بسہیا شیخ ضلع مظفر پور (حال ضلع شیوہر) میں ۱۹۰۲ء میں پیدا ہوئے۔ ان میں دینی وملی غیرت وحمیت بدرجۂ اتم تھی۔ وہ انگریزوں کے خلاف ملک کی آزادی تک اپنے ساتھیوں کے ساتھ سرگرم عمل رہے۔ مولانا مبارک حسین اور مولانا یعقوب کے ساتھ تحریک آزادی میں شریک رہے۔ انہوں نے قید وبند کی بھی صعوبتیں برداشت کیں اور ہر طرح کے نقصان کو گوارا کیا لیکن ملک کی آزادی کے لئے کوشش کرتے رہے۔ ملک کی آزادی کے بعد

خدمت خلق میں مشغول رہے۔تقریباً ۲۸ سال اپنی پنچایت کے مکھیا رہے۔آخر ملک وقوم کی
خدمت کرتے ہوئے ۲۰۰۱ء میں اس دنیا سے رحلت کر گئے۔

۲۳۰۔شیخ محمد کوٹا:

ولادت موضع بورکالیاجھار ضلع درانگ ریاست آسام ۔پیشہ کاشتکاری ۱۸۹۶ ۱
میں پتھروگڑھ میں برطانوی حکومت کے خلاف عوامی بغاوت میں حصہ لیا۔برطانوی فوجی
سپاہیوں کی فائرنگ کے نتیجہ میں شہید ہوئے۔ (شہیدانِ آزادی جلد دوم ص۲۹۲)

۲۳۱۔عبدالعزیز ولد عبدالقیوم:

ولادت موضع برولی ضلع بلندشہر ریاست اترپردیش۔ہندوستان کی آٹھویں ٹرانسپورٹ
کمپنی میں قلی تھے۔۱۹۴۲ء میں آزاد ہندفوج میں بحیثیت سپاہی بھرتی ہوئے۔برطانوی فوج
سے لڑتے ہوئے شہید ہوئے۔ (ص۲۹۹)

۲۳۲۔عبدالقادر محمد ولد دادا کنجو:

ولادت ۱۵ مئی ۱۹۱۷ء موضع دکوم ضلع ٹریونڈرم ریاست کیرالا۔میٹرک تک تعلیم
پائی۔ریاست ٹراونکور میں ذمہ دار حکومت کے قیام کا مطالبہ کرنے والی عوامی تحریک میں حصہ لیا۔
۱۹۳۸ میں مطلق العنان حکومت کے خلاف طالب علموں کے ایک مظاہرے کی تنظیم و سربراہی
کی۔دوسری جنگ عظیم سے پہلے ملایا چلے گئے۔۱۹۴۲ میں آزادی ہندفوج میں شامل ہوئے اوائل
۱۹۴۲ میں ایک مخبری کی ذمہ داری لے کر ایک ڈبکنی کشتی کے ذریعہ کالی کٹ کے ساحل پر اترے لیکن
برطانوی حکام نے انہیں تاڑ کر گرفتار کرلیا۔غیر ملکی طاقت کے حق میں مخبری کرنے کا الزام عائد
ہوا۔سزائے موت ہوئی۔۱۰ستمبر۱۹۴۳ کو مدراس اصلاحی قید خانے میں پھانسی دے دی گئی۔(ص۳۰۰)

۲۳۳۔فقیرا:

ساکن شہر ناگپور ریاست مہاراشٹر۔۱۹۲۱ء کی تحریک عدم تعاون میں حصہ لیا۔۲۷
فروری ۱۹۲۱ کو پولیس کی فائرنگ کے نتیجے میں شہید ہوئے اسی روز آٹھ اور آدمی بھی اسی فائرنگ
کے نتیجے میں شہید ہوئے۔ (ص۳۰۷)

۲۳۴۔مولانا عثمان غنی (۱۹۷۷ء۔۱۸۹۶ء):

مولانا عثمان غنی یکم جنوری ۱۸۹۶ء کو دیورہ گیا میں تولد ہوئے۔اردو فارسی کی
ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کرنے کے بعد انھوں نے دیوبند میں زیر تعلیم رہ کر فاضل کی سند
حاصل کی۔دیوبند میں انھوں نے انقلابی رہنما مولانا عبیداللہ سندھی کا قرب حاصل ہوا اور
انھوں نے جمعیۃ الانصار کے فروغ کے سلسلہ میں ان کے ساتھ عملی تعاون کیا وہ ۱۹۱۸ء
میں دیوبند سے واپس ہوئے۔وہ بہار میں جمعیۃ علماء کے تنظیم کاروں میں سے تھے اور
تاحیات اس کے مرکزی کمیٹی کے رکن رہے۔تحریکات خلافت وعدم تعاون کے دوران وہ
بہت سرگرم رہے۔وہ ترک موالات اور ''جرم یزید'' نامی تصانیف کے مصنف تھے۔جن پر
برطانوی حکومت نے پابندی عائد کردی۔جب بہار میں امارت شرعیہ کا قیام عمل میں آیا تو
وہ اس کے سکریٹری منتخب ہوئے اور انھوں نے پھلواری شریف میں سکونت اختیار کرلی۔وہ
امارت نامی پندرہ روزہ جریدہ کے ایڈیٹر تھے اور امارت شرعیہ کے مفتی کی حیثیت سے بھی
ان کی خدمات قابل ذکر ہیں۔انھوں نے بہار میں مسلم انڈی پینڈینٹ پارٹی کے قیام کے
سلسلہ میں مولانا سجاد کے ساتھ عملی تعاون کیا اگرچہ وہ برطانوی حکومت کے شدید خلاف
اور ایک عظیم قوم پرور رہنما تھے۔انھوں نے مسلم سیاست کو سیکولرزم سے ہم آہنگ کرنے
کے سلسلے میں بڑی خدمت انجام دی ۱۹۷۵ء میں ایمرجنسی کے دوران نس بندی کی مخالفت
کی۔انھوں نے ۸،دسمبر ۱۹۷۷ء کو اس جہاں فانی سے رحلت کی۔

(مسلم اکابرین ص۱۳۰)

۲۳۵۔محمد پی پی ولد پلیر ائل:

مولد و مسلیار ولادت موضع کالی کٹ مالا بار ریاست کیرالا۔ہندوستانی فوج میں غیر
جنگی ملازم تھے۔ملایا میں آزاد ہندفوج میں شامل ہوئے۔دوسری گوریلا رجمنٹ میں بحیثیت
سپاہی خدمت انجام دی۔اور برما میں برطانوی فوج سے جنگ آزما رہے۔امپھال کے محاذ پر
انتقال ہوا۔ (شہیدانِ آزادی جلد دوم، ص۳۹۳)

۲۳۶۔محمد عطا:

ملایا میں آزاد ہندفوج میں شامل ہوئے۔اور ایک جاسوسی افسر کی حیثیت سے تربیت پائی۔ایک جاسوسی مہم کے لئے خفیہ طور پر ہندوستان میں داخل ہوئے۔ملک میں برطانوی حکومت کے خلاف سرگرمیاں تیز کرنے کے لئے ہندوستانی انقلاب پسندوں سے رابطہ قائم کیا۔برطانوی حکومت نے گرفتار کرلیا۔اور وحشیانہ طور پر جسمانی تکلیفیں پہنچائیں۔مقدمہ چلایا اور موت کی سزادی گئی۔۱۹۴۲میں پھانسی دے دی گئی۔ (ص ۳۹۵)

۲۳۷۔نصیرالدین عرف موجی ولد حبیب اللہ:

ساکن لکھیم پور ضلع لکھیم پور کھیری ریاست اترپردیش۔برطانوی حکومت کے خلاف سرگرمیوں میں نمایاں حصہ لیا۔۲۱-۱۹۲۰ کی تحریک عدم تعاون میں نمایاں حصہ لیا۔۱۹۲۰میں لکھیم پور کھیری کے برطانوی ضلع مجسٹریٹ پر حملہ کرکے تلوار سے ہلاک کردیا۔گرفتار کرلیے گئے اور قتل کا الزام عائد کیا گیا۔موت کی سزا ہوئی۔پھانسی کے تختے پر جولائی ۱۹۲۰ میں شہید ہوئے۔(ص ۴۳۸)

۲۳۸۔نیک محمد:

ولادت موضع بابلی ضلع حصار ریاست ہریانہ۔ہندوستان کی فوج ۲/۹ جاٹ رجمنٹ میں سپاہی تھے۔ملایا میں آزاد ہندفوج میں شامل ہوئے۔تیسری گوریلا رجمنٹ میں بحیثیت ایس او خدمت انجام دی۔برطانوی فوج سے لڑتے ہوئے برما میں شہادت پائی۔ (ص ۴۴۶)

۲۳۹۔حسن امام (۱۹۳۳ء۔۱۸۷۱ء):

امداد امام کے دوسرے بیٹے حسن امام کی ولادت ضلع پٹنہ میں واقع نیورہ نامی مقام پر ۳۱ اگست ۱۸۷۱ء کو ہوئی، جولائی ۱۸۸۹ء میں انھوں نے مڈل ٹیمپل میں داخلہ لیا، وہاں انھوں نے مظہر الحق کی بنائی ہوئی ہندوستانی طلبہ کی تنظیم انجمن اسلامیہ کے سکریٹری کے فرائض انجام دیے۔اکتوبر ۱۹۰۹ء میں وہ بہار کانگریس کمیٹی کے لیے منتخب ہوئے اور اگلے ہی ہفتہ انھوں نے بہار اسٹوڈینٹس کانفرنس کے اجلاس کی صدارت کی۔۱۹۱۲ء سے ۱۹۱۶ء تک حسن امام کلکتہ ہائی

کورٹ کے جج رہے۔پٹنہ ہائی کورٹ میں قیام کے بعد ان کے تبادلہ کے تجویز کی بہار واڑیسہ کے لیفٹنٹ گورنر نے مخالفت کی اس لیے حسن امام نے کلکتہ ہائی کورٹ کے جج کی حیثیت سے مستعفی ہوکر پٹنہ میں وکالت شروع کردی۔۱۹۱۶ء میں ججی سے مستعفی ہو جانے کے بعد انھوں نے بڑے پیانے پر سیاسی سرگرمیاں شروع کردی۔انھوں نے ہوم رول تحریک میں حصہ لیا۔۱۹۱۷ء میں بہار پراویشیل کانفرنس میں اپنے خطبہ صدارت میں مسز اینی بسنت کی رہائی کے لیے سختی سے مطالبہ کیا۔انھوں نے مانٹیگو جیمسفورڈ اصلاحات پر غور کرنے کی خاطر ۱۹۱۸ء میں بمبئ میں منعقدہ انڈین نیشنل کانگریس کے خصوصی اجلاس کی صدارت کی۔انھوں نے ۱۹۳۰ء میں تحریک سول نافرمانی میں حصہ لیا اور پٹنہ میں تشکیل کردہ سودیشی لیگ کے سکریٹری منتخب ہوئے۔انھوں نے بدیسی اشیاء کے مقاطعہ اور کھادی کے استعمال کے فروغ کے لیے سرگرمی سے مہم چلائی۔پٹنہ سے شائع ہونے والے روزنامہ اخبار سرچ لائٹ کے بانیوں میں سے ایک تھے۔۱۹۔اپریل ۱۹۳۳ء کو ان کی وفات ہوگئی۔ (مسلم اکابرین:۱۰۷)

۲۴۰۔پیر محمد یونس:

محمد یونس بیتا گروٹریننگ میں مدرس تھے مگر اپنی حب الوطنی کی سرگرمیوں کے نتیجہ میں معطل کردیے گئے۔اٹھارویں وانیسویں صدی میں چمپارن کے کسانوں نے پیر محمد یونس، حافظ دین محمد انصاری، شیخ گلاب، بطخ میاں، حافظ محمد ثانی، شیخ عدالت حسین، اور دیگر کئی لوگوں کی رہنمائی میں انگریز مخالف تحریکیں چلائیں، مہاتما گاندھی سے انکے گہرے روابط تھے جن سے ان کی پہلی ملاقات ۱۹۱۶ء میں کانگریس کے لکھنو اجلاس میں ہوئی۔اور یہیں گاندھی جی سے ان کی گفتگو کے نتیجہ میں گاندھی جی نے چمپارن کا دورہ کیا اور کسان تحریک کا آغاز کیا۔انھوں نے لکھنؤ سے شائع ہونے والے اخبار پرتاپ کے نامہ نگار کی حیثیت سے کام کیا اور نیل کے کھیتیوں کے انگریز مالکوں کے مقامی کسانوں کے تئیں کئے جانے والے بے رحمانہ سلوک سے متعلق چمپارن کے واقعات پر جرات مندی ساتھ مضامین لکھے۔پیر محمد یونس ہندی صحافت کے رہبر تھے اور ہندی ساہتیہ سمیلن بہار کے اولین صدر منتخب ہوئے۔(مسلم اکابرین ص ۱۱۱)

۲۴۱۔شاہ محمد زبیر(۱۹۳۰ء۔۱۸۸۶ء):

شاہ محمد زبیر زمیندار شاہ اشفاق حسین کے بیٹے تھے جو گیا شہر کے اروال نامی دیہات میں ۱۸۸۶ء میں پیدا ہوئے۔ابتدائی تعلیم گھر کے علاوہ ٹی کے گھوش اکیڈمی پٹنہ میں حاصل کرنے کے بعد وہ ۱۹۰۹ء میں انگلستان کے لیے روانہ ہو گئے اور وہاں سے ۱۹۱۲ء میں وطن واپس ہوئے۔انھوں نے مونگیر میں سکونت اختیار کر لی۔جہاں انھوں نے قانون اور سیاست دونوں ہی میں اہمیت حاصل کی۔انھوں نے خلافت اور عدم تعاون کی تحریکات میں نمایاں حصہ لیا اور دو سال کے لیے سزایاب ہوئے۔شاہ محمد زبیر بہار اڑیسہ کی صوبائی کانگریس کمیٹی کی تنظیمی کمیٹی کے رکن رہے۔اور مونگیر ڈسٹرکٹ بورڈ کے چیرمین منتخب ہوئے۔انھوں نے ۱۹۲۶ء میں بہار اور اڑیسہ کی واحد مسلم نشست سے کونسل آف اسٹیٹس کے لیے منتخب کیا گیا۔۱۹۲۸ء میں وہ بہار اڑیسہ پولٹیکل کانفرنس کے پُرولیا کے اجلاس کے صدر بنے اور ۱۹۳۰ء میں نمک ستیہ گرہ کے موقع پر کونسل آف اسٹیٹس کی رکنیت سے مستعفی ہو گئے۔۱۴ستمبر ۱۹۳۰ء کو مونگیر میں ان کی وفات ہوئی۔ (مسلم اکابرین ص۱۱۴)

۲۴۲۔قاضی احمد حسین(۱۹۶۱ء۔۱۸۸۹ء):

قاضی احمد حسین قاضی سید لطیف کے بیٹے تھے۔وہ ضلع گیا میں واقع کوئی بارنامی گاؤں میں ۱۸۸۹ء میں پیدا ہوئے۔وہ اسلامیات کے عالم تھے۔انھوں نے پہلی عالمی جنگ کے دوران ۱۹۱۶ء میں ہوم رول تحریک میں شمولیت اختیار کی۔اور ۱۹۲۱ء میں تحریک عدم تعاون میں حصہ لیتے ہوئے گیا میں گرفتار ہوئے وہ (۱۹۲۳ء۔۱۹۲۸ء) تک بہار لیجسلیٹو کونسل کے رکن رہے جہاں انھوں نے گیا کے مسلم حلقہ انتخاب کی نمائندگی کی۔۱۹۲۶ء۔سے ۱۹۳۰ء تک وہ آل انڈیا کانگریس کمیٹی کے رکن رہے۔وہ اپریل ۱۹۳۱ء میں لکھنو میں آل انڈیا نیشلسٹ مسلم پارلیمنٹری بورڈ کے صدر منتخب ہوئے۔وہ بہار اور اڑیسہ کی امارت شرعیہ کے سکریٹری بھی تھے۔ ۱۹۵۲ء سے ۱۹۵۸ء تک وہ راجیہ سبھا کے ممبر رہے اور ۱۹۵۸ء میں دوبارہ منتخب ہو گئے۔وہ ایک بہت اچھے سماجی کارکن بھی تھے۔انھوں نے ۱۹۳۴ء میں زلزلہ کے دوران بڑی محنت سے کام لیا

اور ڈاکٹر راجندر پرساد کی تشکیل کردہ بہار سینٹرل ریلیف کمیٹی کے ممبر بنائے گئے۔۱۹۴۵ء میں انھوں نے تباہ حال مسلمانوں کی از سر نو بحالی کے لیے بھی مہاتما گاندھی کے ساتھ کام کیا، مسلمانوں کی مذہبی اور اخلاقی معیار کو بلند کرنے کی غرض سے مولانا الیاس کی شروع کی جانے والی تحریک میں بھی وہ گہری دلچسپی رکھتے تھے۔۲۹ جولائی ۱۹۶۱ء کو وفات پا گئے۔

(مسلم اکابرین ص۱۱۸)

۲۴۳۔عبدالباری(۱۹۴۷ء۔۱۸۹۴ء):

پروفیسر عبدالباری ایک پولس انسپکٹر قربان علی کے بیٹے تھے۔جو شاہ آباد ضلع میں واقع کوئلور میں پیدا ہوئے۔انھوں نے ۱۹۱۹ء میں پٹنہ یونیورسٹی سے ایم اے کا امتحان پاس کیا لیکن خلافت تحریک سے وابستہ ہو جانے کے سبب قانون کی تعلیم مکمل نہ کر سکے۔ خلافت اور عدم تعاون کی تحریکات کے ساتھ ہی عبدالباری کی سیاسی سرگرمیوں کا آغاز ہوا وہ بہار کی صوبائی خلافت کمیٹی کے جوائنٹ سکریٹری منتخب ہوئے اور ۱۹۲۱ء میں انھوں نے بہار ودیا پیٹھ میں پروفیسر کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔۱۹۲۳ء میں وہ سوراج پارٹی کی بہار شاخ کے سکریٹری منتخب ہوئے اور انڈین انڈی پینڈینس لیگ کے ممبر بنائے گئے۔جسکی تشکیل نہرو اور سبھاس چندر بوس کے ہاتھوں عمل میں آئی تھی۔عبدالباری بہار لیجسلیٹو کونسل کے رکن منتخب ہوئے لیکن ۱۹۳۰ء میں کانگریس کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے رکنیت سے مستعفی ہو گئے۔۱۹۳۷ء میں وہ دوبارہ مقنّنہ کے رُکن منتخب ہوئے اور اسمبلی کے ڈپٹی اسپیکر بنائے گئے وہ بہار ستیہ گرہ کمیٹی کے رُکن تھے، اپریل ۱۹۳۲ء میں گرفتار کر لیے گئے، وہ ۱۹۴۶ء میں بہار کے صوبائی کانگریس کمیٹی کے صدر منتخب ہوئے۔ پروفیسر صاحب ۲۸/مارچ ۱۹۴۷ء کو شہید کر دیے گئے۔ (ایضاً ص۱۱۹)

۲۴۴۔منظور احسن اجازی(۱۸۹۸ء۔۱۹۶۹ء):

منظور احسن مظفر پور میں اعجازی نگر شکرا میں ۱۸۹۸ء میں پیدا ہوئے تھے۔وہ اپنی طالب علمی کے دور میں ہی جنگ آزادی میں کود پڑے تھے۔اس کے نتیجہ میں وہ

گرفتار ہوکر تیرہ سال کے لیے سزایاب ہوئے اور بنگال میں علی پور، یوپی آگرہ، اور بہار کی مختلف جیلوں میں مقید رہے۔انھوں نے گاندھی جی کی دعوت پر ۱۹۱۹ء میں پوسا شوگرکین ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کی سرکاری ملازمت سے استعفی دیدیا۔اور کلکتہ میں منعقد ہونے والے انڈین نیشنل کانگریس کے اس اجلاس میں شرکت کی جس میں عدم تعاون سے متعلق قرارداد منظور ہوئی تھی۔ وہ علی برادران کے ساتھ وابستہ رہے اور آل انڈیا خلافت کمیٹی کے سکریٹری مقرر ہوئے اور ستائیس برس تک آل انڈیا کانگریس کمیٹی اور آٹھ سال تک بہار کانگریس کمیٹی کی مجلس عاملہ کے ممبر رہے۔۱۹۲۳ء میں بہار پردیش کانگریس کمیٹی کے جوائنٹ سکریٹری منتخب ہوئے۔انھوں نے کانگریس کے امیدوار کی حیثیت سے مسلم لیگ کے خلاف الیکشن میں حصہ لیا اور پنڈت جواہر لال نہرو کی صدارت میں قائم کردہ فرسٹ بہار پولیٹیکل کانفرنس کی استقبالیہ کمیٹی کے صدر منتخب ہوئے۔وہ مظفرپور کے پیٹ پور نامی حلقہ انتخاب سے ایم ایل اے رہے اور ۷ امئی ۱۹۶۹ء کو وفات پاگئے۔ (مسلم اکابرین ص ۱۲۱۔۱۲۰)

۲۴۵۔مولانا محمد حنیف ندوی:

مولانا محمد حنیف ندوی گوجرانوالہ میں ۱۹۰۸ء مطابق ۱۳۲۶ھ کو پیدا ہوئے۔سترہ سال کی عمر میں علوم مروجہ سے فراغت پالی۔دارالعلوم ندوۃ العلماء سے فارغ ہوکر علامہ سید سلیمان ندوی کے پاس دارالمصنفین اعظم گڑھ میں کچھ سال رہے۔پھر گوجرانوالہ چلے گئے۔ صحافت وخطابت میں بڑے ممتاز تھے۔ان کے قلم میں بڑا زور تھا۔وہ اکیس کتابوں کے مصنف تھے۔وہ جماعتی اور دینی حلقوں میں یگانہ روزگار تھے۔اور سیاسی حلقوں میں بھی ان کی مقبولیت کم نہ تھی۔تحریک آزادی ہند میں حصہ لیا اور جیل گئے۔گوجرانوالہ کے لوگ آزادی وطن کے سلسلہ میں بہت زیادہ سرگرم تھے۔نوجوان بھارت سبھا کے اہم رکن تھے۔انگریزوں کے خلاف مہم چلانے اور تقریریں کرنے کی وجہ سے گرفتار کر لئے گئے۔اور قصور جیل میں چھ ماہ قید رہے۔مولانا حنیف ندوی ملکی سیاسیات میں مولانا ابوالکلام آزاد کے ہم خیال تھے۔آخر دینی

وعلمی تصنیفی وسیاسی خدمات انجام دیتے ہوئے ۱۲؍جولائی ۱۹۸۷ء کو لاہور میں انتقال کرگئے۔
(تحریک آزادی ہند ص ۲۷۷)

۲۴۶۔عبدالسمیع (۱۹۱۳ء):

عبدالسمیع ندوی ۱۹۱۳ء میں دربھنگہ میں پیدا ہوئے، انہوں نے ابتدائی تعلیم کا حصول گھر پر ہی کیا اور ثانوی تعلیم مدرسہ امدادیہ لہریا سرائے میں حاصل کی ،ایک قوم پرور خانوادہ کا فرد ہونے کے سبب انہیں انگریزی کے ذریعہ تعلیم سے باز رکھا گیا اسی لئے انہوں نے اعلی تعلیم کی تکمیل عربی زبان کے ذریعہ ندوۃ العلماء لکھنؤ سے کی اور ۱۹۳۵ء میں مشرقی فلسفہ میں عربی زبان کے توسط سے Ph.D کی ڈگری حاصل کی انہوں نے ۱۹۳۳ء میں انڈین نیشنل کانگریس میں شمولیت اختیار کی ۱۹۳۶ء میں وہ دربھنگہ ڈسٹرکٹ بورڈ کے ممبر منتخب ہوئے۔اور اس حیثیت میں ۱۹۴۲ء تک خدمات انجام دیتے رہے تاوقتیکہ ہندوستان چھوڑ وتحریک میں حصہ لینے کے جرم میں انہیں اپنے خاندان کے تمام افراد کے ساتھ گرفتار کرلیا گیا۔انہوں نے ۱۹۴۸ء سے ۱۹۵۰ء تک دربھنگہ ڈسٹرکٹ کانگریس کمیٹی کے جنرل سکریٹری کے فرائض انجام دیے۔۱۹۵۰ء میں وہ بہار لیجسلیٹو اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے۔۱۹۵۲ء میں وہ دوبارہ کانگریس کے امیدوار کی حیثیت ضلع دربھنگہ کے جالہ حلقہ انتخاب سے اسمبلی کے لیے کامیاب ہوئے۔
(مسلم اکابرین ص ۱۲۴)

۲۴۷۔ابوالحیات چاند (۱۹۵۸۔۱۹۱۴):

پٹنہ کے راہی دیہات میں سید شاہد حسین کے بیٹے کی حیثیت سے ابوالحیات چاند کی ۱۹۱۴ء میں ولادت ہوئی۔کسان سبھا کی تحریک کے ساتھ وابستہ رہنے کے بعد وہ کانگریس سوشلسٹ پارٹی میں شامل ہوئے اور ۱۹۴۲ء میں ہندوستان چھوڑ وتحریک کے دوران وہ بہت فعال رہے اور ایک سال پوشیدہ رہنے کے بعد گرفتار ہوکر تین سال کے لیے سزایاب ہوئے۔ ۱۹۴۶ء میں پروفیسر باری کی صدارت میں صوبائی کانگریس کمیٹی کے جنرل سکریٹری بنے۔ ۱۹۵۲ء میں انھوں نے کانگریس سے مستعفی ہوکر پرجا سوشلسٹ پارٹی کی صدارت قبول کی اور

۱۹۵۲ء اور ۱۹۵۷ء میں لیجسلیٹو کونسل کے ممبر منتخب ہوئے۔ وہ پرجا سوشلسٹ پارٹی کے بڑے ممتاز رہنماؤں میں تھے۔ ۱۹۵۸ء میں ان کا انتقال ہوگیا۔ (مسلم اکابرین: ۱۲۷)

۲۴۸۔ احد فاطمی (۱۹۸۰۔۱۹۱۵):

احد فاطمی ۳۰ اپریل ۱۹۱۵ء کو مانیر کے قریب میں واقع یکی پور نامی دیہات میں پیدا ہوئے۔ انھوں نے اپنی عوامی زندگی کا آغاز کسان سبھا میں شمولیت سے کیا۔ دراصل کسان سبھا کے ممتاز رہنما سوامی سہجانند سرسوتی کا آشرم ان کے گاؤں سے قریب ہی واقع تھا اس لیے وہ ان کے زیر اثر آئے اور کسانوں کے پلیٹ فارم ہی سے انہیں جے پرکاش نارائن کی قربت حاصل ہوئی۔ ۱۹۳۶ء میں ان کا شمار بہار کے ممتاز سوشلسٹ رہنماؤں میں ہونے لگا تھا۔ ۱۹۴۲ء میں ہندوستان چھوڑو تحریک کے دوران ان کی گرفتاری ڈی آئی اے کے تحت اس وقت عمل میں آئی جب وہ آل انڈیا کانگریس کمیٹی کے بمبئی اجلاس میں شرکت کے بعد واپس ہو رہے تھے۔ تین سال جیل میں رہنے کے بعد وہ علالت کے سبب اس وقت رہا ہوئے جب ان کی صحت زوال پزیر ہوگئی۔ احد فاطمی کو جے پرکاش نارائن اور ونو دبھاوے دونوں ہی کی قربت حاصل کی۔ انھوں نے بھودان تحریک میں بھی حصہ لیا۔ وہ اس وقت تحریک کے اردو ترجمان بھودان تحریک کے ایڈیٹر تھے وہ ۱۹۷۴ء میں جے پرکاش نارائن کی تحریک میں بھی بہت فعال رہے۔ ۲ جنوری ۱۹۸۰ء کو ان کی وفات ہوگئی۔ احد فاطمی ایک اعلی درجہ کے صحافی تھے اور سوشلسٹ اور بھودان تحریک سے متعلق کئی کتابوں کے تخلیق کار بھی رہے۔ (مسلم اکابرین ص ۱۲۸)

۲۴۹۔ لال محمد ولد حکیم:

ولادت موضع چورا ضلع گورکھپور، ریاست اتر پردیش۔ ۲۱-۱۹۲۰ کی تحریک عدم تعاون میں حصہ لیا۔ کانگریسی رضا کاروں کے جتھے کی تنظیم و رہنمائی کی۔ لوگوں کو سرکاری مالگذاری اور ٹیکسوں کی ادائیگی سے روکنے کی ترغیب دینے کے لئے عوامی جلسوں اور مظاہروں کے انتظام کے کام میں شریک رہے۔ چورا تھانے کے انچارج آفیسر کے ہاتھوں ایک رضا کار شری بھگوان اہیر کو پیٹے جانے کے خلاف احتجاج کرنے کے لئے ۲۴ فروری ۱۹۴۲ کو چورا تھانے کے حلقے

میں ایک ہڑتال کرانے میں سرگرم رہے۔ ۱۵۰۰۰ آدمیوں کے ہجوم پر پولس کی فائرنگ کے نتیجے میں شری بدّھو پلّی۔ کھیلوان بھار اور بھگوان تیلی مارے گئے۔ ہجوم نے ریلوے لائن سے پتھراؤ کر کے اور تھانے میں آگ لگا کر انتقام لیا۔ اس جھڑپ میں دو تھانیدار چودہ کانسٹیبل اور چھ پولس چوکیدار مارے گئے۔ پولس نے ۲۷۳ آدمیوں کو گرفتار کر لیا۔ جناب لال محمد، نذر علی اور عبداللہ عرف سوکھے سمیت ۱۷ رضا کاروں پر فساد کرانے اور قتل کا الزام لگا کر موت کی سزا دی گئی۔ ان سب کو تختہ دار پر چڑھا کر شہید کر دیا گیا۔ (شہیدان آزادی جلد دوم ص ۳۷۷)

۲۵۰۔ مولانا مناظر احسن گیلانی (ولادت ۱۸۹۲ء۔ وفات ۱۹۵۶ء):

حضرت مولانا مناظر احسن گیلانی دقیق النظر اور کامل الفن عالم، وسیع النظر محدث و مؤرخ، سیال قلم مصنف، سحر بیاں مقرر، کامیاب مدرس، حقیقت پسند و باخبر عالم دین اور عہد حاضر و نسل جدید کے نبض شناس عالم تھے۔

آپ کی ولادت ۹ ربیع الاول ۱۳۱۰ھ مطابق ۱۸۹۲ء کو اپنی ننہال موضع استھانواں ضلع پٹنہ بہار میں ہوئی۔ پرورش و پرداخت ددھیال گیلان میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم گیلان میں حاصل کرنے کے بعد مدرسہ خلیلیہ ٹونک میں سات سال تعلیم حاصل کی اور ایک سال دارالعلوم دیوبند میں دورہ کیا اور سند فضیلت حاصل کی۔ فراغت کے بعد القاسم اور الرشید کے معاون مدیر رہے۔ پھر جامعہ عثمانیہ حیدرآباد میں صدر شعبہ دینیات مقرر رہے۔ اور آپ نے ۲۵ سال حیدر آباد میں اپنے علمی و تصنیفی خدمات انجام دیں۔ آپ کی تصنیفات میں مقالات احسانی، سوانح قاسمی، ہندوستان میں نظام تعلیم و تربیت۔ امام ابوحنیفہ کی سیاسی زندگی، تدوین حدیث، النبی الخاتم، اور ہزار سال پہلے مشہور و معروف ہیں۔ آپ کی سیاسی زندگی کا آغاز ٹونک میں قیام کے دوران ہو گیا تھا۔ ڈاکٹر حکیم رفیع احمد برکاتی اپنی کتاب مٹتے نقوش میں لکھتے ہیں۔

مولانا مناظر احسن گیلانی کی پرورش اور تعلیم ایسے ماحول میں ہوئی جس نے انہیں انقلابی بنا دیا تھا۔ اور آپ نے جنگ بلقان کے موقع پر جوشیلی تقریریں کیں اور وہاں بھیجنے کے لئے چندہ بھی جمع کیا۔ انگریزوں کے مظالم جب ترکی اور لبنان میں ہوئے تو مولانا بے چین

ومضطرب ہو گئے اور ریاست کے گھٹتے ماحول سے نکل کر اجمیر پہنچے۔اور وہاں شاہجہانی مسجد
کے ایک جلسہ میں وہ تاریخی نظم پڑھی جس میں حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ سے مخاطب ہو کر
اپنے دلی جذبات واحساسات دردمندی وجگر سوزی کا اظہار کیا۔اس نظم کے اصل مخاطب عام
مسلمان اور اہل وطن ہیں اور جس کا مقصد انگریزوں کے خلاف ان کو بیدار کرنا تھا۔آپ کے
نام گرفتاری وارنٹ جاری ہوا۔آپ فوراً ٹونک آ گئے۔اور اس کی اشاعت پر پابندی لگا دی گئی۔
اس کے باوجود یہ نظم ہزاروں کی تعداد میں چھپ کر ملک کے مختلف حصوں میں تقسیم کی گئی۔

مولانا کے روز کے ہم جلیس ساتھیوں میں مولانا محمد احمد برکاتی،مولوی محی الدین ٹونکی
،مولانا حبیب اللہ فضائی اور مولانا حکیم ظہیر احمد برکاتی،مولانا معین الدین اجمیری ان سب میں
بڑے تھے۔اور جمیعۃ العلماء سے وابستہ تھے۔مولانا محی الدین خلافت کمیٹی میں باقاعدہ کام کیا
کرتے تھے۔آپ انگریز حکومت سے ملک کی آزادی کے لئے دعا کرتے رہے اور خاموش
کوشش بھی کرتے رہے۔ (مٹتے نقوش ص ۱۱۵۔۱۱۶)

۲۵۱۔ڈاکٹر سید محمد فرید:

ڈاکٹر صاحب تحریک مجاہدین کے اساطین میں شمار کئے جاتے تھے وہ گیا کے سب
ڈویژن جہاں آباد (موجودہ ضلع) کے ایک گاؤں بازید پور میں پیدا ہوئے ان کے والد کا نام
سید وحید الحق تھا۔ڈاکٹر سید محمد فرید مرد مجاہد تھے۔دل کے سخی اور زبان کے دھنی تھے۔آپ ہر
قومی کام میں پیش پیش رہتے تھے،آپ دربھنگہ (دربھنگہ،سمستی پور،مدھوبنی) کے مسلم لیگ کے
صدر تھے اور اس کے ٹکٹ پر آپ مدھوبنی سے ۱۹۴۷ء کے الیکشن میں کھڑے ہوئے اور ایم ایل
اے (MLA) منتخب ہوئے جب اسمبلی میں پہونچے تو اس دور میں اپنی دینی حمیت کو برقرار
رکھتے ہوئے اسپیکر سے نماز کا مطالبہ کیا چنانچہ اسمبلی ہاؤس میں نماز کے لئے جو کمرہ مخصوص ہے
وہ آپ ہی کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔

(تحریک آزادی ہند میں اہل حدیث علماء اور عوام کا کردار۔ص ۱۶۶)

۲۵۲۔مولانا ابوالاعلیٰ مودودی:

مولانا ابوالاعلی مودودی اورنگ آباد مہاراشٹر میں ۱۹۰۳ء کو پیدا ہوئے وہ بیسوی
صدی کے معروف اسلامی اسکالر، رفیع الشان مفکر اور بلند پایہ مصنف تھے۔مولانا ابوالاعلی
مودودی برطانوی سامراج کے بیحد خلاف تھے۔اس وقت کے دوسرے علماء کی طرح مولانا
مودودی بھی دل سے اس بات کے متمنی تھے کہ مسلمان ایک آزاد قوم کی طرح آزاد ملک میں
رہیں اور اطمینان وسکون کے ساتھ رہیں ،مالک حقیقی کے احکامات بجا لائیں۔انھوں نے
سیاست میں بھر پور حصہ لیا،علی رہنما لکھتے ہیں۔کہ مولانا مودودی ۱۹۱۹ء مین جبلپور چلے گئے
جہاں کانفرنس کے ہفت روزہ تاج میں کام کرنا شروع کیا بعد ازاں خلافت میں سرگرم ہو گئے اور
مسلمانوں کو کانگریس کے قریب لانے کے لیے اپنے قلم کے جوہر دکھائے۔تحریک خلافت کے
حق میں اتنے زوردار مضامین لکھے کہ (برطانوی) حکومت نے ہفت روزہ تاج کو بند کر دیا۔اس
کے بعد مولانا مودودی دہلی واپس چلے گئے جہاں محمد علی جوہر جیسے بلند پایہ لیڈروں سے تعارف
ہو گیا۔یہی دور تھا جب ان کے سیاسی افکار میں مذہبی رنگ شامل ہو گیا۔

(آزادی ہند اور تحریک خلافت،ڈاکٹر منور حسن کمال قاسمی،ص ۲۷۱)

۲۵۳۔رحیمی بیگم:

بیگم حضرت محل نے جو فوجی دستہ بنایا تھا اس میں فوجی عورتوں کی قیادت ایک خاتون
نے ہی کی تھی،جس کا نام رحیمی بیگم تھا،اس نے فوجی لباس زیب تن کر کے انہیں اپنے ہم نواؤں
کو توپ کے ذریعے گولہ باری کرنا اور بندوق چلانا سکھایا تھا۔وہ اپنی فوج کے ہمراہ جہاں پہنچ
جاتیں انگریزوں کو راہ فرار اختیار کرنے پر مجبور کر دیتیں،خود رحیمی بیگم جب تلوار چلاتیں تو انگریز
سامنے سے راہ فرار اختیار کرنے میں ہی آفیت سمجھتے۔ان کی تلوار میدان جنگ میں بجلی کی طرح
کودتی رہی جب اسے انگریزوں نے گرفتار کر لیا اور معافی مانگنے کو کہا تو انھوں نے انگریزوں کی
جانب حقارت بھری نظروں سے دیکھا اور ان کی تجویز کو ٹھکرا دیا اس کی پاداش میں اسے پھانسی پر
چڑھا دیا گیا اور انھوں نے انگریزوں کی دی ہوئی سزا کو بسر وچشم ہنستے ہنستے قبول کر لیا۔بلا شبہ

سرفروشی اورحب الوطنی کی ایسی ہی مثالیں اپنی نسل کے لیے سرمایہ افتخار ہیں اورآنے والی نسلوں کے لئے نمونہ عمل ہیں۔ (۱۸۵۷ء نکات اور جہات حسن مثنی ص ۱۷۴)

۲۵۴۔اصغری بیگم:

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں مظفرنگر کی رہنے والی اصغری بیگم نے بھی برطانوی حکومت سے بارہا ٹکر لی آخر کار گرفتار کر لی گئی انگریزوں نے انہیں زندہ نذر آتش کر دیا۔ (ایضاص ۱۸۰)

۲۵۵۔مولانا عبدالجلیل چودھری۔(پیدائش ۱۹۲۵ء۔وفات ۱۹۸۹ء):

مولانا عبدالجلیل چودھری کی ذات گرامی گونا گوں اوصاف حمیدہ اور محاسن وکمالات کی حامل تھی۔موجودہ بنگلہ دیش کے سلہٹ ضلع کے تحت تروک خلا گاؤں میں ۱۹۲۵ء میں ان کی پیدائش ہوئی،سلہٹ مدرسہ عالیہ میں پہلے درجہ میں داخل ہوئے اوردورۂ حدیث سے فارغ ہوکر وہ دارالعلوم میں داخل ہوئے۔اور وہاں سے بھی دورۂ حدیث کی تکمیل کی وہ ہندوستان کی تحریک آزادی کے سرگرم کارکن تھے اورکل ہند جمعیۃ العلماء کے رکن اورآسام جمعیۃ العلماء کے ناظم عمومی کی حیثیت سے ایک طرف تحریک آزادی میں کود پڑے تھے اور دوسری طرف سرگرم دینی فرائض ادا کرنے میں مشغول تھے۔اگست ۱۹۴۲ء میں کانگریس کی طرف سے ہندوستان خالی کرو والی تحریک چلی تھی۔اپریل ۱۹۴۲ء میں جب حضرت مدنی کو گرفتار کیا گیا تو انھوں نے شمالی مشرق ہند میں طوفان برپا کر دیا۔وہ فصیح البیان تھے۔تقسیم ہند کے بعد اس وقت کے آسام کے وزیراعلی گوپی ناتھ بڑولتی آپ کو ہندوستان کی شہریت دے کر آسام کے بدرپور میں لے آئے۔بدرپور کے ایک مدرسہ میں آپ کو شیخ الحدیث کا عہدہ دیا گیا ان کی کوششوں سے یہ مدرسہ آسام کا مرکزی مدرسہ بن گیا جس کا نام الجامع العربیہ الاسلامیہ رکھ دیا گیا۔آپ کی علمی خدمت کی بدولت شمالی مشرقی ہند کے علمی دنیا کو جو فائدہ پہنچا اس علاقہ کی اس کی نظیر ملنا مشکل ہے،آپ مسلم پرسنل لا بورڈ کے رکن اساسی اوراسلامک فقہ اکیڈمی کے رکن عاملہ تھے۔آپ نے امارت شرعیہ کے دائرہ کو وسیع کرنے میں اہم رول ادا کیا۔یہ مرد مجاہد ملک وملت کی خدمت کرتا ہوا ۱۹،دسمبر ۱۹۸۹ء کو اس دنیا سے رحلت کر گیا۔(افکار ملی جولائی ۲۰۰۵ء ص ۱۷۴)

۲۵۶۔ مولانا ڈاکٹر وزیر خان اکبرآبادی:

ڈاکٹر وزیر خان بہار کے رہنے والے تھے۔والد محمد نذیر خان نے ابتدائی تعلیم کے بعد مرشدآباد بنگال میں انگریزی تعلیم دلائی اور پھر انگلینڈ بھیج دیا جہاں محنت سے آپ نے ڈاکٹری کی تعلیم حاصل کی،ساتھ ہی یونانی اورعبرانی زبانیں سیکھیں اورانجیل اورتوریت وغیرہ کا بھی گہرا مطالعہ کیا۔ہندوستان واپسی کے بعد کلکتہ کے ایک اسپتال میں حکومت کی طرف سے اسسٹنٹ سرجن مقرر ہوئے اس کے بعد آگرہ آگئے،مولانا احمد اللہ مدارسی نے مجلس آگرہ بنا کر اپنی سرگرمی شروع کی تو آپ ان کے دست وباز و بن گئے۔۱۸۵۴ء میں پادری فنڈر نے علماء آگرہ کو چیلنج مناظرہ دیا تو مجلس علماء میں مشورہ ہوا اور ڈاکٹر وزیر خان نے اسے منظور کر کے اپنے دوست مولانا رحمت اللہ کیرانوی کو بلا بھیجا اور تین روز گرما گرم مناظرہ کے بعد پادری فنڈر نے راہ فرار اختیار کی اس مناظرہ میں اہل اسلام کی طرف سے مولانا رحمت اللہ کیرانوی مناظر مقرر ہوئے تھے۔دو مولانا ڈاکٹر وزیر خان اور مولانا فیض احمد عثمانی بدایونی ان کے معاون تھے۔علامہ سید سلیمان ندوی آپ کے بارے میں لکھتے ہیں کوئی باور کر سکتا تھا کہ اس وقت پادری فنڈر کے مقابلے کے لئے ڈاکٹر وزیر خان جیسا آدمی پیدا ہوگا۔جو عیسائیوں کے تمام اسرار کا واقف مذہبی تصانیف کا ماہر کامل اور یونانی اورعبرانی کا ایسا واقف ہوگا جو عیسائیوں کو خود ان ہی کی تصنیفات سے ان کو ہی ملزم ٹھہرائے گا،اور مولانا رحمت اللہ کیرانوی صاحب کے ساتھ مل کر اسلام کی حفاظت کا نا قابل شکست قلعہ دم کے دم میں کھڑا کر دے گا۔(حیات شبلی ص ۱۵)۔انقلاب ۱۸۵۷ء میں آپ نے سرگرم شرکت کی،مولانا ڈاکٹر وزیر خان اکبرآبادی کے بارے میں مفتی انتظام اللہ شہابی اکبرآبادی لکھتے ہیں۔ڈاکٹر وزیر خان مردانہ وار نکل آئے،آگرہ میں جو فوج فدائیوں کی آئی اس کی سرپرستی ڈاکٹر صاحب نے کی۔انگریز قلعہ بند ہو گئے۔یہ مولوی فیض احمد بدایونی کو لے کر دہلی پہنچے۔بہادر شاہ کا دربار لگا ہوا تھا۔بریلی سے جنرل بخت خان آچکے تھے۔وار کونسل بنی ہوئی تھی۔ڈاکٹر اس میں داخل کر لئے گئے۔جنرل بخت خان لارڈ گورنر تھے۔انہوں نے ڈاکٹر صاحب کو اپنے ہمراہ لیا۔مولوی فیض احمد مرزا مغل کے پیش

کارمقرر ہوئے۔غدر کے چند علماء دہلی میں پسپائی کے بعد جنرل بخت روہیلہ، ڈاکٹر وزیر خان
اور مولانا فیض احمد بدایونی وغیرہ اپنی فوج کے ساتھ لکھنؤ چلے گئے ۔ وہاں مولانا احمد اللہ شاہ
مدراسی کے ساتھ مل کر انگریزوں کے خلاف مورچہ بندی کی۔ پھر سب کو لکھنؤ چھوڑ کر شاہجہاں
پور جانا پڑا۔ وہاں بھی جب ناکامی ہوئی تو منتشر ہو کر اکثر حضرات نیپال چلے گئے ۔ مولانا ڈاکٹر
وزیر خان چھپتے چھپاتے مکہ مکرمہ پہنچے اور حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی کے پاس مکہ مکرمہ میں
مقیم ہو گئے ۔

انگریز حکومت کی کوشش کے بعد ان کو انگریز کے حوالہ نہیں کیا جا سکا۔ گورنر مکہ
نے کہا کہ میرے قبیلہ کے دس ہزار افراد ہیں جب وہ کٹ مرجائیں گے تبھی ڈاکٹر صاحب
کو کسی کے حوالہ کیا جا سکتا ہے۔ حکومت ہند کو مجبوراً خاموش ہونا پڑا۔ ڈاکٹر صاحب مکہ مکرمہ
میں چودہ سال بقید حیات رہے وہیں 1873/1289ء میں ان کا انتقال ہوا اور جنت
المعلی میں تدفین ہوئی۔

(۱۸۵۷ء نکات وجہات حسن مثنی ص ۱۲۲-۱۲۴۔ کتابی دنیا، ترکمان گیٹ دہلی، سن اشاعت، ۲۰۰۷ء)

۲۵۷۔ مولانا پیر علی

مولانا پیر علی بہت بڑے مشہور عالم دین تھے۔ پٹنہ میں کتب فروشی کے پیشہ سے وابستہ
تھے ۔ انہوں نے اپنی جماعت کے ساتھ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں حصہ لیا اور اپنے دوسو
ساتھیوں کے ساتھ ۳ جولائی ۱۸۵۷ء کو سبز جھنڈا بلند کرتے ہوئے شریک ہوئے اور بہت دیر
تک لڑتے رہے آخر کار سکھوں کی رجمنٹ سے ان کا مقابلہ ہوا جس میں کئی مجاہد شہید ہوئے
اور ان کے ۳۰ ساتھی گرفتار ہوئے ان ۳۰ ساتھیوں میں مولانا پیر علی بھی شامل تھے ان کو زخمی
حالت میں گرفتار کیا گیا بعد میں ان سب کو مسٹر ٹیلر نے پھانسی پر چڑھا کر شہید کر دیا، انہوں نے
پھانسی سے قبل کہا کہ تم مجھے جان سے مار سکتے ہو لیکن میرے مقصد کو قتل نہیں کر سکتے ، میرے مر
جانے کے بعد ہزاروں فدائی میرے خون کے قطروں سے اٹھیں گے جو تمہاری سلطنت کا تختہ
الٹ کر رکھ دیں گے۔ (تحریک آزادی ہند میں اہل حدیث علماء وعوام کا کردار ص ۲۵۲)

۲۵۸۔ مولوی لیاقت حسین امواوی:

مولوی لیاقت حسین ۱۸۶۵ء میں امواشیوہر میں پیدا ہوئے انہوں نے ملک کی
آزادی کے خاطر بیرگنیا میں تحریک جہاد کا ایک مرکز قائم کیا اس میں جماعت مجاہدین کے لیئے
دستہ تیار کیا کرتے تھے۔ یہ ان کے لئے ایک مستقر بھی تھا اور اس میں اپنی تعلیم وترتیب بھی ہوتی
تھی۔ ان کا زیادہ وقت گاؤں میں چندہ چندہ کر کے مرکزی امیر کو بھیجنا اور کچھ رقم صادق پور پٹنہ
ہوتے ہوئے سرحد میں مقیم مجاہدین کے لئے بھیجنا، جماعت مجاہدین کے لئے رقم کی فراہمی کے
ساتھ جہاد کے لئے افراد کا انتخاب کرنا، جہاد کے لئے ان کی تربیت کرنا۔ اس کام کے لیے جگہ
جگہ خفیہ جہادی کیمپ قائم کرنا اور تیاری کے بعد صادق پور پٹنہ اور وہاں سے جہاد کے لیے سرحد
روانہ کرنا تھا۔ ان کی وفات ۱۹۳۷ء میں ہوئی۔ (ایضا۔۲۴۹)

۲۵۹۔ مولانا فیض احمد بدایونی۔(پیدائش۔۱۸۰۸ء)

مولانا فیض احمد بن حکیم غلام احمد عثمانی بدایونی ۱۸۵۷ء کے نامور مجاہد تھے ۔۱۲۲۳ھ
۱۸۰۸ء میں بدایوں میں پیدا ہوئے علوم ظاہری وعلوم باطنی سے فراغت کے بعد ایک عرصہ
تک بدایوں میں درس وتدریس کا سلسلہ جاری رکھا پھر صدر نظامت آگرہ میں سرکاری
ملازم ہو گئے ۔ ملازمت کے دوران بھی طلبہ کو درس دیتے تھے اسی زمانہ میں سرولیم میو نے
آپ سے عربی پڑھی۔۱۸۵۴ء میں پادری فنڈر اور مولانا رحمت اللہ کیرانوی کے درمیان جو
معرکۃ الآراء مناظرہ ہوا جس نے عیسائیت کے بڑھتے ہوئے سیلاب پر بند لگا دی تھی۔ اس
میں ڈاکٹر وزیر خان کیساتھ آپ بھی مولانا کیرانوی کے معین و مددگار تھے ۔ ۱۸۵۷ء کے
جہاد میں جنرل بخت خاں کے ساتھ دہلی لکھنؤ شاہ جہاں پور اور بدایوں کے محاذوں پر مردانہ
وار انگریزی فوجوں سے برسرپیکار رہے۔ لکرالہ کے معرکہ کے بعد ایسے روپوش ہوئے کہ
آپ کے ماموں مولانا فضل رسول نے آپ کی تلاش میں قسطنطنیہ تک سفر کیا مگر کہیں سراغ
تک نہیں لگ سکا۔

(تحریک آزادی ہند میں مسلم علماء وعوام کا کردار ص ۱۷۰-۱۷۱)

۲۶۰۔مولانا سیف الرحمان کابلی (۱۸۶۰ء۔۱۹۵۰ء)

مولانا سیف الرحمان ایک مردمجاہد، مدبر سیاستداں اوراعلی پایہ کے مقرر تھے۔
اصلا قندہاری افغان تھے مگر آپ کے آباء واجداد وہاں سے منتقل ہوکر پشاور کے مشہور قصبہ شب قلا کے نواحی گاؤں متھرا میں رہنے لگے تھے آپ اسی گاؤں میں ۱۸۶۰ء کے قریب پیدا ہوئے ،ابتدائی تعلیم علاقہ میں حاصل کی اعلی تعلیم کے لیے ہندوستان کا سفر کیا،ٹونک میں رہ کرتعلیم حاصل کی اورحدیث شریف حضرت مولا نا رشید احمد گنگوہی سے پڑھی فراغت کے بعدایک عرصہ تک ریاست ٹونک میں تعلیم وتدریس کی خدمات انجام دیتے رہے پھر مدرسہ عالیہ فتح پوری دہلی میں شیخ الحدیث وصدر مدرس کے منصب پر فائز ہوئے ،دہلی کے زمانہ قیام میں حضرت شیخ الہند سے رابطہ ہوا، ان کی تحریک انقلاب کے سرگرم ممبر بن گئے ۔حضرت شیخ الہند کے حکم سے درس وتدریس چھوڑ کر پاکستان گئے وہاں حاجی صاحب ترنگ زئی سے ملکر عظیم الشان کارنامہ انجام دیا اور حاجی صاحب کی قیادت میں محاذ جنگ میں مردانہ وار حصہ لیا، برٹش حکومت نے ۲۹ اگست 1915ء کوآپ کی تمام جائداد غیر منقولہ ضبط کرلی اورآپ کے نام وارنٹ گرفتاری جاری کردیے آپ افغانستان چلے گئے وہاں قید کرلیے گئے ،امان اللہ خان کے دور میں آزادی ملی پھرافغانستان حکومت میں اعلی عہدوں پر فائز رہے ،افغانستان کے قاضی القضاۃ اور روس وسعودی عرب میں افغانستان حکومت کے سفیر رہے ۔ ۷ جمادی الاولی ۱۳۶۹ھ کواپنے گاؤں میں وفات پائی۔
(ایضاص۔۱۹۳۔۱۹۲،بحوالہ نقش حیات ج۲ص۲۳۹وسرفروشان سرحد ص۔۳۰۱)

۲۶۱۔مولانا وحید احمد فیض آبادی (۱۸۹۴ء۔۱۹۳۷ء)

مولانا وحید احمد فیض آبادی شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی کے بھتیجے،مولانا صدیق احمد مہاجر مدنی فرزندارجمند تھے۔۱۳۱۲ھ(۱۸۹۴ء) میں ٹانڈہ فیض آبادی میں پیدا ہوئے۔چارسال کی عمر میں خاندان کے ساتھ مدینہ منورہ حاضر ہوئے ، وہاں گورنمنٹ اسکول میں عربی اورترکی زبانوں میں تعلیم حاصل کی ۔۱۳۳۱ھ میں شیخ الاسلام کے ہمراہ دیوبند آنے اورشیخ الہند کی نگرانی،

تربیت اورشاگردی میں تعلیم کا سلسلہ شروع کیا۔۱۳۳۳ھ میں حضرت شیخ الہند کے ہمراہ حج میں ساتھ تھے۔پھر مالٹائی اسارت میں بھی حق رفاقت وخدمت ادا کی۔نوعمری کے باوجود عزیمت وجوانمردی کا ثبوت دیا۔مالٹا سے واپسی کے بعد کچھ عرصہ دارالعلوم دیوبند میں معین مدرس رہے۔ مظفر نگر سے ماہنامہ جمیل جاری کیا۔کچھ عرصہ بمبئی کے کسی اخبار میں صحافت کا کام کیا۔ پھر مدرسہ عزیزیہ بہار شریف میں حدیث،تفسیر،فقہ اورادب کے استاذ ہوگئے۔عمر کے آخری حصہ تک وہیں رہے۔آپ مختلف زبانوں کے ماہر اچھے انشاء پرداز تھے۔شعروادب کا بھی ستھرا اور اعلی ذوق تھا۔یکم شعبان ۱۳۵۶ھ (نومبر ۱۹۳۷ء) کوانتقال کرگئے۔مولانا سید فرید الوحیدی، ڈاکٹر رشید الوحیدی اور ڈاکٹر سعید الوحیدی آپ کے فرزند ہیں اور پروفیسر ضیاء الحسن فاروقی آپ کے داماد تھے۔ (ایضاص۔۱۹۸۔۱۹۷)

۲۶۲۔عبدالقیوم انصاری (۱۹۷۳ء۔۱۹۰۵ء)

عبدالقیوم انصاری نے عبدالحق کے بیٹے کی حیثیت سے یکم جولائی ۱۹۰۵ء ضلع شاہ آباد کے دہری نامی مقام پرآنکھ کھولی۔انہوں نے ابتدائی تعلیم کے مراحل دہری اورسہسرام ہائی اسکول میں طے کیا۔اعلی تعلیم کے لئے وہ علی گڑھ،الہ آباد اور کلکتہ کی یونیورسٹیوں سے وابستہ رہے مگر سیاست کے ساتھ وابستگی کے سبب ان کی تعلیم مکمل نہ ہوسکی۔

سیاست کے ساتھ ان کی وابستگی کا آغاز چودہ سال کی عمر میں اس وقت ہوا جب وہ سہسرام ہائی اسکول میں زیر تعلیم تھے۔اسی دوران علی برادران نے وہاں کا دورہ کیا تو انصاری کو بھی ان سے ملاقات کا موقع ملا اور جب وہاں خلافت کمیٹی کی تشکیل ہوئی تو انہیں اس کا جنرل سکریٹری مقرر کیا گیا۔

۱۹۲۰ء میں کانگریس کے کلکتہ کے خصوصی اجلاس میں قیوم انصاری نے اپنے علاقہ کی نمائندگی کی اورمولانا ابوالکلام آزاد سے ملاقات کا شرف ہوا۔تحریک عدم تعاون میں حصہ لینے کے جرم میں ۱۹۲۲ء میں ان کی گرفتاری عمل میں آئی۔انہوں نے مختلف حیثیتوں میں انڈین نیشنل کانگریس کی خدمات انجام دیں جوشاہ آباد ڈسٹرکٹ کانگریس کمیٹی کی سکریٹری شپ سے شروع

ہوکر بہار کی صوبائی کانگریس کمیٹی کی صدارت تک احاطہ کرتی ہیں۔ وہ آل انڈیا کانگریس کمیٹی صدر بھی رہے۔ عبدالقیوم انصاری نے دل وجان سے مسلم لیگ کی علاحدگی پسندی اور پاکستان کے قیام کی مخالفت کی۔ ایک قانون ساز اور وزیر کی حیثیت سے ان کی مدت کار طویل اور نمایاں رہی۔ وہ پہلی بار ۱۹۴۶ء میں بہار اسمبلی کے ممبر منتخب اور کانگریس کے دور اقتدار میں مستقل طور پر تا مرگ بہار کے تقریباً ہر مجلس وزراء کے رکن رہے۔ وہ آئین ساز اسمبلی میں بہار کے کانگریس کے ممبر نامزد ہوئے اور بنیادی حقوق، اقلیتوں اور قبائل سے متعلق اس کی مشاورتی کمیٹی کے رکن رہے۔ وہ ۵۵۔۱۹۵۳ء میں حکومت ہند کے مقرر کردہ بیک ورڈ کلاس کمیشن کے ممبر بھی تھے۔ (مسلم اکابرین ۱۲۴)

۲۶۳۔مولوی رضی اللہ بدایونی:

مولوی رضی اللہ ایک علمی گھرانے کے فرد تھے۔ خود بھی عالم فاضل تھے۔ کئی انگریزوں نے بھی آپ سے عربی اور فارسی پڑھی تھی۔ مسٹر کارمیکل جو بدایوں کا کلکٹر تھا وہ بھی آپ کا شاگرد تھا جب انگریزوں کے خلاف بغاوت ہوئی تو آپ بذات خود بھی اس میں شریک رہے۔ جب انگریزوں نے قابو پایا تو گرفتاریاں شروع ہوئیں۔ مولوی رضی اللہ بھی گرفتار ہوکر جیل خانہ گئے۔ کلکٹر نے ان کو بچانے کی کوشش کی کہ وہ بغاوت میں شمولیت سے انکار کردیں لیکن مولوی صاحب نے اپنے جرم کا اعتراف کرلیا تو سرعام گولی ماردی گئی۔
(تحریک آزادی اور مسلمان ص۸۱)

۲۶۴۔صادق محمد:

ولادت ضلع بھرتپور ریاست راجستھان۔ ہندوستانی فوج میں سپاہی تھے۔ ملایا میں آزاد ہند فوج میں شامل ہوئے بحیثیت حوالدار خدمات انجام دیں۔ برما میں برطانوی فوج سے لڑتے ہوئے شہید ہوئے۔ (ص۔۲۹۷)

۲۶۵۔علی احمد:

علی احمد فیض آباد یوپی کے رہنے والے تھے۔ مانڈلے میں رہتے تھے اور سیاسی

سرگرمیوں میں حصہ لیتے تھے۔ ۱۹۱۷ء میں کئی سیاسی کارکنوں کو گرفتار کیا گیا اور ان پر سازش وبغاوت پھیلانے کا الزام لگایا گیا۔ اور مقدمہ عدالت میں گیا۔ جس کو تاریخ مانڈلے سازش کیس کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس مقدمہ کے ملزمان میں علی احمد فیض آبادی بھی شامل تھے۔ عدالت نے پھانسی کا فیصلہ سنایا اور علی احمد کو پھانسی دے دی گئی۔
(تحریک آزادی اور مسلمان ص۱۱۴)

۲۶۶مولانا معین الدین اجمیری (ولادت ۱۸۸۱ء۔وفات ۱۹۴۰ء):

مولانا معین الدین اجمیری حق گو عالم، شعلہ بیان مقرر، بے باک مناظر، سرفروش مجاہد، بلند پایہ مصنف اور باصلاحیت معلم ومدرس تھے۔ آپ ۱۸۸۱ء میں دیولی راجستھان میں پیدا ہوئے۔ جہاں آپ کے والد مولوی عبدالرحمٰن صاحب بسلسلۂ ملازمت مقیم تھے۔ مولانا معین الدین، علامۃ الہند مولانا حکیم برکات احمد صاحبؒ کے نامور شاگردوں میں تھے۔ مولانا موصوف نے درس وتدریس کے ساتھ ملک وملت کی رہنمائی بھی فرمائی جو تاریخ کا ایک اہم باب ہے۔ مولانا اجمیری، ملک وملت کی خدمات کے لئے جمعیۃ العلماء اور خلافت تحریک سے وابستہ رہے۔ مفتی کفایت اللہ صدر جمعیۃ العلماء اور مولانا احمد سعید ناظم جمعیۃ کی قید ونظر بندی کے بعد مولانا معین الدین اجمیری ہر ہفتہ دہلی تشریف لے جاتے اور جامع مسجد میں بعد نماز جمعہ حالات حاضرہ پر خطاب فرماتے۔ جمعیۃ العلماء اجلاس امروہہ کی صدارت بھی آپ نے کی۔ اور مستقل نائب صدر بھی رہے۔ صوبہ راجستھان کی مجلس خلافت کو آپ کی صدارت کا ہمیشہ شرف حاصل رہا۔ اور مجلس احرار اسلام کے اہم رکن تھے۔ مولانا نے برطانوی حکومت کے خلاف فتوی دینے کے جرم میں دوسال قید وبند کی سزا با مردی اور عالی ہمتی سے برداشت کی۔ یہ وہ زمانہ تھا جب علماء جنگ آزادی کی جدوجہد میں تن من دھن کی بازی لگائے ہوئے تھے۔ مولانا حکیم محمودؒ لکھتے ہیں کہ فتوی سے پہلے مولانا نے جامع التمس (ڈھائی دن کا جھونپڑا) اجمیر میں مسلمانوں کے ایک بڑے جلسہ کو خطاب فرمایا۔ اجمیر کے عوام آپ کی شعلہ بیان تقریروں کے شیدائی تھے۔ بڑی تعداد میں لوگ جمع

ہوئے ۔آپ نے حکومت برطانیہ کے خلاف ایک باغیانہ تقریر کی جس میں برطانیہ کی فوج و پولس میں ملازمت کو حرام قرار دیا گیا تھا یہ فتوی ۲۱ر نومبر ۱۹۲۱ء کو دیا گیا تھا اور ۲۹ر نومبر کو آپ کو اور آپ کے بہت سے معتقدوں اور طلبہ کے ہمراہ گرفتار کرلیا گیا تھا۔ اور مقدمہ چلا اور ۱۳ر فروری ۱۹۲۲ء کو منصف نے فیصلہ سنا دیا مولانا کو ۱۸ر ماہ کی قید با مشقت کی سزا دی گئی۔ مولانا نے منصف کے سامنے اپنے بیان میں کہا کہ ہم پوری طاقت کے ساتھ تمہاری حکومت واقتدار کی مخالفت کریں گے ۔ اور ایک دن تمہاری حکومت کو اکھاڑ پھینکیں گے ۔ اس بیان کو سن کر علی برادران نے آپ کے قدم چوم لئے تھے ۔

آپ کا اہم کارنامہ دارالعلوم معین الحق کا قیام ہے۔ آپ نے یہاں سالہا سال تک درس وتدریس کا فریضہ انجام دیا۔ نظام حیدرآباد نے آپ کی تفہیم وتقریر سے متاثر ہوکر ساڑھے بارہ سو روپے مدرسہ کے لئے مستقل اعانت مقرر کی اور مدرسہ کا نام معین الحق سے بدل کر مدرسہ معینیہ عثمانیہ کردیا گیا۔ یہ مدرسہ آج بھی درگاہ معین الدین چشتیؒ کے احاطہ میں قائم ہے۔ آپ باکمال مقرر کے ساتھ بلند پایہ مصنف بھی تھے۔ آپ کی تصنیفات ۲۸ ہیں۔ آپ ساٹھ سال کی عمر میں ۱۹۴۰ء میں اس دنیا سے رحلت فرما گئے ۔ (مٹتے نقوش ص ۹۴۔۱۱۰)

۲۶۷۔ شیخ بھکاری

بہار میں پیدا ہوئے ،کھدرا کوٹو اسٹیٹ کے مالک تھے ۔ اور ٹکیٹ امراؤ سنگھ کے دیوان تھے ۔۵۸۔ ۱۸۵۷ء کی تحریک میں سرگرم حصہ لیا۔ انگریزوں کے ذریعہ گرفتار کئے گئے ۔ جائداد ضبط کیا گیا۔ ۱۸۵۸ء میں پھانسی دی گئی۔

(جنگ آزادی میں بہار کا حصہ۔ ضیاء الرحمٰن غوصی ص ۲۷)

۲۶۸۔ مولانا صغیر احمد

مولانا صغیر احمد کی بیش بہا خدمات کو بھلا نہیں سکتے۔ آپ گاندھی کے ساتھ پشاور جیل میں بھی رہے۔ جیل میں یہ گاندھی جی اور مولانا آزاد کے حصے کا آٹا بھی پیس کر ان کو روٹی پکا کر کھلاتے تھے۔ (جنگ آزادی میں بہار کا حصہ ص ۲۷)

۲۶۹۔ میر علی کریم

ملک کی آزادی کے لیے قربانیاں دینے والوں میں ڈمری ضلع پٹنہ کے جناب میر علی کریم کا ایک نمایاں مقام ہے ۔ یہ ڈمری کے ایک بڑے زمین دار تھے اور بابو کنور سنگھ کے ہمعصر تھے ۔ انگریزوں کی مخالفت کے نتیجے میں ان کی زمینداری چھین لی گئی ۔ خزانہ لوٹ لیا گیا۔ انہوں نے جلاوطنی اختیار کی اور بنارس کے مندر میں پنڈت بن کر روپوش رہے۔ ص ۱۱

۲۷۰۔ ذوالفقار علی

ذوالفقار علی بہار کے ضلع جہاں آباد کے ایک ضلع دولت پور کے رہنے والے تھے ۔ ان کے آباء واجداد بلخ سے آئے تھے ۔ اور شہنشاہ جہاں گیر اور شاہ جہاں کے درباروں سے وابستہ تھے۔ قاضی ذوالفقار علی اسی خاندان کے آٹھویں نویں پشت میں تھے۔ (ایضاً۔ ص ۱۱)

ذوالفقار اپنی فوجوں کو لے کر دلی کی طرف روانہ ہوگئے۔ وہ گھر واپس نہیں آئے بلکہ اپنے مادر وطن کی آزادی کی خاطر شہید ہوگئے ۔ (ایضاً۔ ص ۱۲)

ذوالفقار کے نام جو بھی جاگیریں تھیں سبھی کو ضبط کرلیا۔ (ایضاً۔ ص ۱۲)

۲۷۱۔ حبیبہ

حبیبہ ضلع مظفر نگر یوپی کے ایک گاؤں میں ۱۸۳۳ء میں پیدا ہوئیں۔ ان کا تعلق ایک مسلم گوجر خاندان سے تھا۔ برطانوی افواج کی مزاحمت کی پاداش میں گرفتار ہوئیں اور ۱۸۵۷ء میں پھانسی کی سزا پائی۔ (ہندوستان کی جنگ آزادی میں مسلم خواتین کا حصہ۔ ڈاکٹر عابدہ سمیع الدین)
ناشر۔ ادارہ تحقیقات اردو پٹنہ سن اشاعت ۱۹۹۰۔ ص ۵۲

۲۷۲۔ بیگم خورشید خواجہ

بیگم خورشید خواجہ کی پیدائش ۱۸۹۶ء میں حیدرآباد میں ہوئی ۔ ان کے والد سر بلند جنگ حیدرآباد ہائی کورٹ میں چیف جسٹس تھے ۔ ان کی شادی علی گڑھ کے مشہور بیرسٹر خواجہ عبدالحمید صاحب سے ہوئی جو جنگ آزادی کے نامور مجاہد بھی تھے ۔ خورشید بیگم ۱۹۲۰ء میں انڈین نیشنل کانفرنس کی ممبر بنیں اور تاحیات اسے برقرار رکھا۔ ۱۹۲۱ء میں وہ آل انڈیا نیشنل

کانفرنس کی سبجیکٹ کمیٹی میں یو پی کی نمائندہ تھیں۔ان کے ساتھ یو پی سے دوسری خواتین بیگم حسرت موہانی، بیگم محمد علی، شریمتی کملا نہرو، اور شریمتی سروپ رانی نہرو بھی تھیں۔

انھوں نے علی گڑھ میں ایک کھادی بھنڈار بھی قائم کیا اور ۱۹۲۱ء میں علی گڑھ سے ہی ہند نام کا ایک ماہنامہ جریدہ بھی شروع کیا۔جس کی ادارت کے فرائض بھی انھوں نے خود ہی انجام دیئے۔بیگم خورشید تا حیات کانگریس کے نصب العین سے وابستہ رہیں۔ ۱۹۳۰ء میں انھوں نے الہ آباد میں حمیدیہ گرلس سکنڈری اسکول قائم کیا جو بعد میں ہائی اسکول اور پھر انٹر کالج بنا۔آج یہ ایک ڈگری کالج ہے۔بیگم خورشید خواجہ کا انتقال جولائی ۱۹۸۱ء میں ہوا۔ (ہندوستان کی جنگ آزادی میں مسلم خواتین کا حصہ۔ص ۱۶۲)

۲۷۳۔زاہدہ خاتون

زاہدہ خاتون ایک خوش فکر شاعرہ، علمبردار حقوق نسواں اور باشعور محبّ وطن زاہدہ خاتون شروانیہ کی ولادت علی گڑھ کے قریب قلعۂ بھیکم پور میں میں ہوئی۔وہ نواب محمد مزمل اللہ خان شروانی رئیس بھیکم پور و سابق وائس چانسلر علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کی صاحبزادی تھیں۔ زاہدہ خاتون اصلاح معاشرت، خصوصاً آزادی نسواں کی خصوصی طلبگار تھیں۔انھوں نے عورتوں و مردوں کو بڑی دلسوزی سے انقلاب پر ابھارا ہے۔ (ایضاً۔۱۷۳)

۲۷۴۔بی بی امۃ السلام

بی بی امت السلام پٹیالہ کے ایک رئیس، محبّ وطن راجپوت خاندان سے تعلق رکھتی تھیں۔ان کے والد کرنل عبدالحمید خاں ریاست پٹیالہ میں وزیر مالیات تھے۔ان کی پیدائش غالباً ۱۹۰۷ء میں موتی باغ پٹیالہ میں ہوئی۔ملکی حریت کی تڑپ، شک وشبہ سے بھرا دماغ اور روایات سے بغاوت کا آہنی عزم ان کی شخصیت کے متضاد پہلو تھے، محبت وعقیدت سے بھر پور دل لیے وہ تمام سماجی بندشوں کو توڑ کر گاندھی جی کے سابرمتی آشرم پہنچی تھیں۔ اور طویل عرصے کی اس مسلسل جدوجہد کے بعد ۲۹/اکتوبر ۱۹۸۵ء کو ان کی شمع حیات ہمیشہ کے لیے گل ہوگئی۔ (ایضاً ص ۲۱۵)

۲۷۵۔آمنہ قریشی

ہندوستانی نسل کے جنوبی افریقہ میں مقیم امام عبدالقادر یاوزیر کی چھوٹی بیٹی تھیں۔امام صاحب گاندھی کے انتہائی قریبی ساتھیوں میں سے تھے۔............امام صاحب کا جنوبی افریقہ میں عربی گھوڑوں کا بہت بڑا کاروبار تھا۔وہ سب کچھ چھوڑ کر ہندوستان کی جنگ آزادی میں شریک ہوگئے۔آمنہ یکم اگست ۱۹۳۳ء میں گرفتار کرلی گئیں۔۱۹۶۷ء میں ان کا انتقال ہوگیا۔
(ایضاً ص ۲۲۵)

فاطمہ عریضی آمنہ قریشی کی بڑی بہن تھیں۔انہوں نے بھی ملک کی آزادی میں حصہ لیا۔

امینہ طیب جی گجرات کے ممتاز سیاسی رہنما عباس طیب جی کی اہلیہ اور بدرالدین طیب جی کی بیٹی تھیں۔پیدائش ۱۸۶۶ء۔انتقال ۱۹۴۲ء۔ (ایضاً ص ۲۲۹)

۲۷۶۔ڈاکٹر حبیب الرحمٰن

مجاہد آزادی ڈاکٹر حبیب الرحمٰن صاحب آوا پور ضلع سیتا مڑھی میں ۱۹۰۱ء میں پیدا ہوئے۔والد ماجد کا نام بزرگ علی تھا۔جو تعلیم یافتہ اور سرکاری ملازمت سے وابستہ تھے۔ڈاکٹر حبیب الرحمٰن کی ابتدائی تعلیم گھر پر ہی ہوئی اور اعلیٰ تعلیم مظفر پور سے حاصل کی۔ڈاکٹر صاحب نے ڈاکٹری کی ڈگری دربھنگہ میڈیکل کالج سے حاصل کی۔پورنیہ کے سرکاری اسپتال میں کئی سال ملازمت کرنے کے بعد مستعفی ہوگئے۔پوپری میں ہی اپنا شفاخانہ کھول کر پریکٹس کی اور تاحیات ڈاکٹر کی حیثیت سے خدمت خلق کرتے رہے۔مجاہد آزادی کے روپ میں سربکفن ہو کر علاقے کے لوگوں کی قیادت کی۔۱۹۴۲ء کے آندولن میں انگریزوں کے خلاف لڑنے میں اپنی جانی مالی قربانی پیش کی۔۱۵/اگست ۱۹۴۷ء کو جب ہمارا دیش آزادی کا جشن منا رہا تھا تو جہاں ایک طرف مرحوم رحمٰن کو خوشی وشادمانی تھی وہیں دوسری طرف دیش کے بٹوارے کا ان کو غم تھا اور جو مسلمان ہجرت کر رہے تھے ان کو ہمارے دیش کے پہلے وزیر تعلیم مولانا آزاد کا سندیش سنایا۔

وفاداری وطن سے ہو یہی اسلام کہتا ہے
ہم اپنے دل کے ہر گوشے میں ہندوستان رکھتے ہیں

اوراس طرح ڈاکٹر رحمٰن ہندومسلم اتحاد کو بنائے رکھنے میں انتھک کوشش کی اوران کو کامیابی بھی ملی۔

دستور ہند کے مطابق ۱۹۵۲ء میں پہلا اسمبلی چناؤ ہوا۔ ڈاکٹر حبیب الرحمٰن صاحب اپنے اعلی کرداراور مقبولیت کی وجہ سے پوپری اسمبلی حلقہ سے ایم ایل اے کے طور پر کثیر ووٹ سے کامیاب ہوئے ۔ ۱۹۵۷ء تک یہ ایم ایل اے رہے ۔ اوراپنی خرابی صحت کی بناء پر خود سیاست سے الگ ہوگئے ۔لیکن آخری سانس تک قوم کی خدمت کرتے رہے ۔ آخرقوم وملت کی خدمت کرتے ہوئے ۱۴ر جنوری ۱۹۸۱ء کو بعد نماز عشاء حرکت قلب بند ہوجانے کی وجہ سے اس جہاں سے ہمیشہ کے لیے رخصت ہوگئے ۔

۲۷۷۔اسرارعلی خاں

آپ کو پٹنہ میں جولائی ۱۸۵۷ء کو موت کی سزا سنائی گئی اور پھانسی دی گئی تھی۔
(جنگ آزادی کے مسلم شہداء۔ڈاکٹر ایم اے ابراہیمی۔ص ۲۹۔ایجوکیشن پبلشنگ ہاؤس۔دہلی ۲۰۱۷ء)

۲۷۸۔اصغرعلی

پٹنہ کے باشندہ تھے ۔ پیرعلی کے معاون تھے ۔ ۱۸۵۸ء کی تحریک میں حصہ لیا ۔ ۷؍جولائی ۱۸۶۷ء کو پھانسی دی گئی ۔ (ایضاً ص۳۲)

۲۷۹۔امام صاحب

میسور کے باشندہ تھے ۔ ۱۸۵۸ء میں کوپاھڈ درگ کی آزادی کے لیے انگریز مخالف مزاحمت میں حصہ لیا ۔ جنگ میں انگریزوں کے ذریعہ گرفتار کئے گئے اور توپ سے اڑا دیئے گئے ۔ (ایضاً ص۳۷)

۲۸۰۔بندےعلی

بندے علی بہار کے باشندہ تھے ۔آرہ کے جج کورٹ کے چپراسی تھے ۔ ۱۸۵۷ء کی تحریک میں سرگرم حصہ لیا۔ پھانسی دی گئی۔ (جنگ آزادی کے مسلم شہداء۔ص ۴۵)

۲۸۱۔جمعراتی

موضع شام پور ضلع بھاگلپور بہار میں پیدا ہوئے ۔ ۱۹۴۲ء میں شیر ماری ہاٹ میں پولس کی گولیوں سے زخمی ہوئے اوراسی دن شہادت پائی۔ (ایضاً ص۵۱)

۲۸۲۔جمّن

جمّن کو پٹنہ میں موت کی سزا سنائی گئی اور پھانسی دی گئی تھی۔ (ایضاً ص۵۱)

۲۸۳۔چاہت میاں

آپ چمپانگر بھاگلپور بہار میں پیدا ہوئے ۔ ۱۹۴۲ء میں ہندوستان چھوڑ تحریک میں شامل ہوئے ۔ایک جلسہ میں ملٹری یونٹ کی فائرنگ سے زخمی ہوئے اور زخموں کی تاب نہ لاکر اسی دن شہید ہوئے ۔ (ایضاً ص۵۳)

۲۸۴۔روشن غوث

آپ ۱۹۲۱ء میں پیدا ہوئے ۔رائل انڈین نیوی کے سپاہیوں کی بغاوت کی حمایت میں ہونے والے مشہور ومقبول عام مظاہرے میں شریک ہوئے ۔ ۲۳ر فروری ۱۹۴۶ء کو بمبئی میں پولس کی فائرنگ سے زخمی ہوئے ۔زخموں کی تاب نہ لاکر اسی دن شہادت پائی۔
(ایضاً ص ۶۷)

۲۸۵۔سیدمحمد

آپ پشاور صوبہ سرحد (موجودہ پاکستان)میں پیدا ہوئے ۔ ۱۹۳۰ء کی ترک موالات تحریک میں حصہ لیا۔ ۱۹۳۰ء میں پشاور پولس کی فائرنگ کے دوران شہید ہوئے ۔
(جنگ آزادی کے مسلم شہداء ص ۷۸)

۲۸۶۔شیخو دھنک

موضع سہر ضلع مونگیر بہار میں پیدا ہوئے ۔ ہندوستان چھوڑ تحریک ۱۹۴۲ء میں حصہ لیا۔ اگست ۱۹۴۲ء میں اپنے کھیت میں کام کرتے ہوئے ملٹری کے گشتی دستہ کی فائرنگ کے دوران گولیوں سے زخمی ہوئے اورشہادت پائی۔ (ایضاً ص۸۳)

۲۸۷۔عبدالکریم غلام جیلانی

آپ ۲۰؍اکتوبر ۱۹۰۴ء کو موضع الگیر چر ضلع ڈھاکہ بنگال (اب بنگلہ دیش) میں پیدا ہوئے ۔ چودھری غلام محمد کے صاحبزادے تھے ۔عدم تعاون تحریک (۱۹۲۱ء اور ترک موالات

(۱۹۳۰ء) میں حصہ لیا۔ گرفتار ہوئے اور قید کئے گئے ۔ ڈھاکہ جیل میں ۱۰رفروری ۱۹۳۲ء کو وفات پائی۔ (ایضاً ص ۹۷)

۲۸۸۔عبدو خان

عبدو خان بھاگلپور بہار کے باشندہ تھے ۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں حصہ لیا۔ شہادت حسین خان کے قتل کے الزام میں پھانسی کی سزا دی گئی۔ (ایضاً ص ۱۰۰)

۲۸۹۔حافظ علیم خاں

راجستھان کے سابقہ ٹونک اسٹیٹ میں ۱۷۹۴ء کو پیدا ہوئے ۔ کئی مقامات پر انگریزوں سے لڑائی لڑی۔ دسمبر ۱۸۵۸ء میں نواب کے افسران کے ساتھ لڑائی میں شہید ہوئے۔

(ایضاً ص ۱۰۵)

۲۹۰۔مرزا غلام عباس

مرزا غلام عباس مغل شاہی خاندان کے شہزادہ تھے۔ ۱۸۵۷ء کی تحریک میں حصہ لیا۔ ۱۸۵۷ء میں پھانسی دی گئی۔ (جنگ آزادی کے مسلم شہداء ص ۱۰۹)

۲۹۱۔غلام عباس

پٹنہ میں جولائی ۱۸۵۷ء میں پھانسی دی گئی۔ (ایضاً ص ۱۰۹)

۲۹۲۔غلام علی

پٹنہ میں جولائی ۱۸۵۷ء میں موت کی سزا سنائی گئی اور پھانسی دی گئی تھی۔ (ایضاً ص ۱۰۹)

۲۹۳۔غلام یحییٰ

بہار کے باشندہ تھے۔ ۱۸۵۷ء کی تحریک میں حصہ لیا۔ ۱۸۵۷ء میں پھانسی دی گئی۔

(ایضاً ص ۱۱۲)

۲۹۴۔نواب فاضل محمد خاں

مدھیہ پردیش کے باشندے تھے۔ ۱۸۵۷ء کی تحریک میں انگریزوں کے خلاف کئی مزاحمتی لڑائی لڑی اور سنٹرل انڈیا کے ایک مضبوط باغی لیڈر اور اہم سرغنہ تھے ۔ ۱۹رجنوری ۱۸۵۷ء میں پھانسی دی گئی۔

۲۹۵۔قمر گل

قمر گل پشاور صوبہ سرحد (اب پاکستان) میں پیدا ہوئے ۔ جناب خان گل صاحبزادے تھے ۔ ترک موالات تحریک ۱۹۳۰ء میں حصہ لیا۔ ۱۹۳۰ء میں پشاور پولس کی فائرنگ کے دوران شہید ہوئے۔ (ایضاً ص ۱۱۹)

۲۹۶۔گلاب خاں

مدھیہ پردیش کے باشندہ تھے۔ ۱۸۵۷ء کو تحریک میں حصہ لیا۔ قید میں موت ہوئی۔

(ایضاً ص ۱۲۲)

۲۹۷۔گھسیٹا خلیفہ

جولائی ۱۸۵۷ء میں پٹنہ میں پھانسی دی گئی تھی۔ (ایضاً ص ۱۲۲)

۲۹۸۔گھسیٹا شیخ

بہار کے باشندہ تھے۔ ۱۸۵۷ء کی تحریک میں حصہ لیا۔ ۱۸۵۷ء میں پھانسی دی گئی۔

(ایضاً ص ۱۲۲)

۲۹۹۔محمد عباس

محمد عباس کرور ضلع راولپنڈی پنجاب میں پیدا ہوئے ۔ آزاد ہند فوج ملایا میں شامل ہوئے ۔ جنگ میں شہید ہوئے۔ (ایضاً ص ۱۳۲)

۳۰۰۔محمود اکبر

پٹنہ میں جولائی ۱۸۵۷ء کو موت کی سزا سنائی گئی اور پھانسی دی گئی۔ (ایضاً ص ۱۳۳)

۳۰۱۔مہربان گوالہ

مہربان گوالہ بہار کے رہنے والے تھے۔ برٹش آرمی کے ساتویں ریجیمنٹ کے فوجی تھے۔ اپنے برٹش آرمی کے آفیسر کے خلاف بغاوت کی۔ گرفتار کئے گئے اور ۵/اکتوبر ۱۸۵۷ء کو پھانسی دی گئی۔ (جنگ آزادی کے مسلم شہداء ص ۱۳۸)

۳۰۲۔نعمت اللہ(۱۸۷۰ء۔۱۸۳۲ء)

نعمت اللہ ۱۸۷۰ء الہ آباد اتر پردیش میں پیدا ہوئے۔ترک موالات تحریک ۱۹۳۰ء میں حصہ لیا۔۴؍جنوری ۱۹۳۲ء مہاتما گاندھی بمبئ میں گرفتار ہوئے۔الہ آباد میں اس کے خلاف احتجاج میں ہونے والے مظاہرے میں شریک ہوئے۔اسی دن جانسٹن گنج میں مسلح پولس کے وحشیانہ اقدام کے نتیجہ میں آپ کچل کرشہید ہوئے۔ (ایضاً ص ۱۳۹)

۳۰۳۔نھومیاں

نھومیاں رگھوناتھ پور ضلع مظفر پور میں پیدا ہوئے۔گھریلو ملازم تھے۔۱۹۴۲ء میں ہندوستان چھوڑو تحریک میں حصہ لیا۔زخموں کی تاب نہ لاکر شہید ہوئے۔

(جنگ آزادی کے مسلم شہداء۔ص ۱۴۰)

۳۰۴۔واحد علی

واحد علی پٹنہ بہار کے رہنے والے تھے۔پیر علی کے معاون تھے۔۱۸۵۷ء کی تحریک میں انگریزوں کے خلاف حصہ لیا۔انگریزوں کے ذریعہ گرفتار کئے گئے اور فساد اور قتل کا مقدمہ چلایا گیا۔۷؍جولائی ۱۸۵۷ء کو پھانسی دی گئی۔ (ایضاً ص ۱۴۲)

۳۰۵۔وارث علی

وارث علی پٹنہ بہار کے رہنے والے تھے۔بڑے زمیندار تھے۔۱۸۵۷ء کی عظیم بغاوت کے دوران انگریزی طاقتوں کے خلاف بغاوتی سرگرمیوں میں حصہ لیا۔انگریزوں کے ذریعہ گرفتار کرکے ۱۸۵۷ء میں پھانسی دی گئی۔ (ایضاً ص ۱۴۳)

۳۰۶۔وارث علی

بہار کے برٹش انڈین آرمی میں جمعدار کے عہدہ پر مظفر پور میں مامور تھے۔۱۸۴۶ء کے بعد سے انگریزی طاقتوں کے خلاف محاذ پر سرگرم طور پر حصہ لیا۔۱۸۵۷ء میں انگریزوں کے ذریعہ گرفتار کر اسی سال پھانسی دی گئی۔ (ایضاً ص ۱۴۳)

۳۰۷۔وزیر محمد

آپ ۱۸۹۱ء میں پیدا ہوئے۔رائل انڈین نیوی کے سپاہیوں کی بغاوت کی حمایت میں ہونے والے مشہور و مقبول عام مظاہرے میں شریک ہوئے۔۲۲؍فروری ۱۸۴۶ء کو ہند ماتا سنیما بمبئ کے سامنے پولس کی فائرنگ کے دوران شدید زخمی ہوئے اور شہادت پائی۔

(جنگ آزادی کے مسلم شہداء ص ۱۴۵)

۳۰۸۔ہارون حامد

آپ ۱۹۳۱ء میں پیدا ہوئے۔رائل انڈین نیوی کے سپاہیوں کی بغاوت کی حمایت میں ہونے والے مشہور و مقبول عام مظاہرے میں شریک ہوئے۔۲۲؍فروری ۱۹۴۶ء کو بمبئ میں پولس کی فائرنگ کے دوران زخمی ہو کر شہید ہوئے۔

۳۰۹۔سید اکبر زماں اکبر آبادی

سید اکبر زماں اکبر آبادی کو انگریزوں نے باغی قرار دیا۔کالے پانی کی سزا ہوئی اور جزیرہ انڈمان بھیج دیئے گئے۔بیس برس انڈمان میں رہے۔چونکہ سرحد کے مجاہدین آزادی سے بہت پہلے کالے پانی بھیجے گئے تھے۔بیس برس کے بعد ان کو رہائی کا حکم ہوا۔اپنے وطن آگرہ آئے۔۱۹۰۴ء میں اللہ کو پیارے ہو گئے اور آگرہ میں مدفون ہوئے۔(تحریک آزادی اور مسلمان ص ۷۳)

۳۱۰۔مرزا عاشور بیگ

مرزا عاشور بیگ انگریز کے سخت دشمن اور باغی تھے۔انہوں نے بہت سے انگریزوں کو دست بدست جنگ میں قتل کیا۔۱۸۵۸ء میں وہ اپنے لڑکے اور خاندان کی مستورات اور بچوں کو لے کر کسی پناہ کی تلاش میں جارہے تھے کہ سر تھامس مٹکاف ایک دستہ فوج کے ساتھ سامنے آگیا اس نے باپ بیٹے اور دوسرے افراد کو رسیوں سے بندھوا کر ایک صف میں کھڑا کر دیا اور فوج کو فائر کا حکم دے دیا۔پورا خاندان رسیوں میں بندھا ہوا تڑپ کر ٹھنڈا ہو گیا۔مرزا عاشور بیگ،حضرت شاہ رفیع الدین محدث دہلوی سے بیعت تھے۔

(ایضاً ص ۷۶)

۳۱۱۔سید کرم علی

سید کرم علی اکبر آبادی بھی انگریزوں کے باغیوں میں سے تھے۔گرفتار ہوئے۔ گرفتاری کے بعد ان کے محلّہ قاضی پاڑہ کے سارے مکانات کو بنیاد سے کھدوا کر پھینکوا دیا گیا۔ان پر بغاوت کا مقدمہ چلا۔موت کی سزا ہوئی۔آگرہ جیل میں پھانسی کی سزا ہوگئی۔(ایضاً ص ۷۷)

۳۱۲۔منیر شکوہ آبادی

منیر شکوہ آبادی پر بغاوت کا مقدمہ چلا۔کالے پانی کی سزا ہوئی۔جزیرہ انڈمان میں آٹھ سال قید وبند کی سزا کاٹنے کے بعد رہائی ہوئی۔رام پور میں ۱۲۹۷ھ میں اس دنیا سے رحلت کر گئے۔ (تحریک آزادی اور مسلمان ص ۷۸)

۳۱۳۔نواب سخاوت حسین

یہ نواب تفضّل حسین خاں کے بھائی تھے۔ان کو بھی گرفتار کر کے ان پر بھی قتل وبغاوت کا مقدمہ چلایا گیا۔عدالت نے ان کو پھانسی کی سزا دی اور تختۂ دار پر چڑھا دیا گیا۔
(ایضاً ص ۷۹)

۳۱۴۔نواب عبدالرحمٰن خان

نواب عبدالرحمٰن خان ریاست جھجر کے جاگیر دار تھے۔ان کے خسر عبدالصمد خاں انگریزوں سے دست بدست جنگ کرتے رہے۔نواب صاحب انگریزوں کے خلاف تحریک چلاتے تھے۔ان پر سازش وبغاوت اور قتل کا مقدمہ چلایا گیا۔کچھ دنوں دیوان عام میں قید رہے۔فیصلہ کے بعد چوراہے پر سولی نصب کر کے مجمع میں پھانسی دی گئی۔تمام جاگیر، مال واسباب بحق سرکار ضبط کر لیا گیا۔ (ایضاً ص ۸۱)

۳۱۵۔محمد علی خان

نواب شیر خان کے صاحبزادے تھے۔دہلی کوچہ چیلان میں رہتے تھے۔ان پر سازش وبغاوت کا مقدمہ چلا۔سزائے موت کا فیصلہ ہوا۔میدان میں کھڑا کر کے گولی مار دی گئی۔
(ایضاً ص ۸۲)

۳۱۶۔رفیق منڈل

مالدہ بنگال کے کسانوں کی تنظیم کا جو سینٹر تھا اس کے انچارج تھے۔نیل کسانوں کو لے کر انگریز کارخانہ داروں کے خلاف باقاعدہ جدوجہد اور جنگ کرتے تھے اور کسانوں کے مسائل کو لے کر ہمیشہ انگریز کارخانہ داروں کے خلاف نبرد آزمائی کے لیے تیار رہتے تھے۔ان کو سیاسی سرگرمیوں کی وجہ سے بالآخر پولس نے گرفتار کر لیا۔عدالت میں مقدمہ چلا۔بغاوت کا الزام ان پر لگایا گیا۔عدالت نے عمر قید کی سزا دی اور جیل میں ڈال دیئے گئے۔پوری زندگی جیل میں بسر ہوئی۔ (ایضاً ص ۹۰)

۳۱۷۔شیخ علاء الدین

شیخ علاء الدین ۱۹۱۳ء میں محمد پور ضلع مدناپور بنگال میں پیدا ہوئے۔اگست ۱۹۴۲ء کی تحریک کوئٹ انڈیا میں سرگرم حصہ لیا۔اور نندی گرام تھانے پر مظاہرہ کرنے والے جلوس کی قیادت کی۔پولس نے جلوس پر فائرنگ کی، اسی فائرنگ میں آپ کو بھی گولی لگی اور موقع ہی پر شہید ہو گئے۔ (ایضاً ص ۲۷۷)

۳۱۸۔جناب میاں

بارہ ماسی گاؤں ضلع بھاگلپور بہار کے رہنے والے تھے۔شیر ماری ہاٹ میں اگست ۱۹۴۲ء میں پولس نے مظاہرین پر گولی چلائی۔وہیں پولس کی گولی سے شہید ہوئے۔
(ایضاً ص ۲۷۸)

۳۱۹۔کبیر اشرفی

کبیر اشرفی دیوگھر جھارکھنڈ کے رہنے والے تھے۔اگست ۱۹۴۲ء کی تحریک کوئٹ انڈیا میں حصہ لیا۔پولس کی گولی سے شہید ہوئے۔ (ایضاً ص ۲۷۸)

۳۲۰۔سید عرف چھوٹو

ناگپور مہاراشٹر میں ۱۹۲۰ء میں پیدا ہوئے۔اگست ۱۹۴۲ء کوئٹ انڈیا تحریک میں ۱۲/ اگست کو ناگپور میں پولس کی گولی سے شہید ہوئے۔(ایضاً ص ۲۷۹)

۳۲۱۔شیخ محمد عثمان

کمگاؤں ضلع ناگپور میں ۱۹۲۰ء میں پیدا ہوئے۔۱۴/اگست ۱۹۴۲ء کو ناگپور میں ہونے والے مظاہرہ اور جلوس میں شرکت کی اور پولس کی گولی سے شہید ہوئے۔ (ایضاً ص ۲۷۹)

۳۲۲۔محمد صدیق

شولاپور ضلع مظفر پور بہار میں پیدا ہوئے۔اگست ۱۹۴۲ء کی تحریک کوئٹ انڈیا میں حصہ لیا اور باج پٹی ریلوے اسٹیشن پر ملٹری کی گولی سے مارے گئے۔ (ایضاً ص ۲۸۰)

۳۲۳۔سلطان خان (۱۹۰۰ء۔۱۹۴۲ء)

سلطان خان بھیکم پور ضلع اٹاوہ ۱۹۰۰ء میں شہید ہوئے۔۱۲/اگست ۱۹۴۲ء کو اوریّا کے مظاہرہ میں شریک ہوئے اور وہیں پولس کی گولی سے شہید ہوئے۔

(جنگ آزادی اور مسلمان ص ۲۸۰)

۳۲۴۔غلام شریف

چٹا گانگ میں گودی مزدور تھے۔ڈاک مزدور یونین (گودی) کی تنظیم میں بھرپور حصہ لیا بلکہ یہ تنظیم انہیں کی کوششوں سے وجود میں آئی۔۸/مئی ۱۹۴۲ء کو جاپان کی بمباری میں ہلاک ہوگئے۔ (ایضاً ص ۲۸۱)

۳۲۵۔محمد حارث

کمیونسٹ پارٹی سے وابستہ تھے۔بیڑی مزدور یونین کے لیڈر تھے۔جمشید پور (جھارکھنڈ) کے مشہور قومی کارکن تھے۔پولس ہمیشہ ان کی تاک میں رہتی تھی۔وہ انڈر گراؤنڈ کام کرتے تھے۔ اپنی روپوشی کی زندگی ہی میں ۲/ستمبر ۱۹۴۲ء کو انتقال کرگئے۔(ایضاً ص ۲۸۲)

۳۲۶۔کرنل راشد علی

کرنل راشد علی نیتا جی سبھاش چندر بوس کے ساتھ اسی جہاز میں تھے۔جو حادثہ کا شکار ہوگیا۔ملک کی خاطر اپنی جان دے دی۔ہزاروں مسلمان فوجی اور افسران آزاد ہند فوج کے محاذ سے لڑتے ہوئے آزادی وطن کے جذبے سے سرشار ہوکر شہید ہوگئے۔کرنل برہان،

کپتان عبدالرشید اور جنرل شاہنواز کو برطانوی فوج نے گرفتار کرکے ان پر بغاوت کا مقدمہ چلایا۔سزا ہوئی لیکن پورے ملک میں احتجاج کی وجہ سے سزا ختم کردی گئی۔

(ایضاً ص ۳۰۳)

۳۲۷۔محمد حسین آدم جی

بحری بغاوت کی حمایت میں نکلنے والے جلوس میں حصہ لیا اور ۲۲/فروری ۱۹۴۶ء کو فورٹ بمبئی میں پولس کی گولی سے شہید ہوئے۔ (تحریک آزادی اور مسلمان ص ۳۳۱)

۳۲۸۔انوار حسین

یہ لاہور کالج کے اسٹوڈینٹ تھے۔کراچی میں ''بہادر جہاز'' پر بغاوت کا جھنڈا لہرایا۔۲۳/فروری ۱۹۴۶ء کو ہاتھ میں جھنڈا لئے جہاز کے ڈیک پر تھے کہ پولس کی گولی لگی اور وہیں شمع آزادی پر پروانہ وار نثار ہوگئے۔ (ایضاً ص ۳۳۱)

۳۲۹۔شوکت عثمانی

ہندوستان کی آزادی کے لیے جن لوگوں نے قربانیاں دیں ان میں بیکانیر راجستھان کے مجاہد آزادی شوکت عثمانی کا شمار صف اول کے مجاہدین میں ہوتا ہے۔شوکت عثمانی کی داستان حیات بے حد طویل مگر دلچسپ ہے۔شوکت عثمانی نے جنگ آزادی کے لیے برصغیر ہند کے مختلف شہروں اور صوبوں، لاہور، فیروز پور، پشاور، کراچی، دہلی، کانپور، ممبئی، آگرہ، جھانسی، اجمیر اور مدراس وغیرہ کا دورہ کیا، اسی مہم کے تحت انہوں نے روس، ایران، افغانستان کا بھی سفر کیا، آزادی کے بعد وہ فلسطین اور مصر بھی رہے۔انہوں نے آزادی کی شمع روشن کرنے کے لیے جلوس نکالے۔مظاہرے کیے، مقدموں اور گرفتاریوں کا سامنا کیا اور بالآخر جیل گئے۔انہوں نے جنگ آزادی کے دوران سولہ سالہ جیل کی مصیبتیں برداشت کرتے ہوئے گذارے۔ (مجاہد آزادی شوکت عثمانی۔ڈاکٹر ضیاء الحسن قادری ص ۱۲)

۳۳۰۔مجتبیٰ حسین:

مجتبیٰ حسین جے پور کے رہنے والے تھے۔مانڈلے میں سکون پزیر تھے۔سرگرم سیاست

میں حصہ لیتے تھے ۱۹۱۷ء کے مانڈلے سازش کے ملزمان میں شامل تھے۔ مقدمہ میں پھانسی کی سزا دیئے جانے کا فیصلہ ہوا اور شمع آزادی پر پروانہ وار نثار ہو گئے۔

مجتبیٰ حسین کے مقدمہ کی پیروی کرنے والے ہمدردوں نے کہا کہ رحم کی درخواست دے دی جائے مگر ان کی غیرت نے گوارا نہیں کیا اور صاف کہہ دیا کہ عزت کے ساتھ اپنے وطن کی آزادی کے لیے جان دینا غلامی کی ذلیل زندگی سے بہتر ہے۔

☆☆☆

انڈمان میں جلاوطنی کی سزا پانے والے علماء کرام

1858ءتا1900ء کے درمیان

مولانا احمد اللہ، مولانا یحییٰ علی، مولانا عبدالرحیم، مولانا محمد جعفر تھانیسری، مولانا امیر الدین، مولانا رشید احمد گنگوہی، مولانا فضل حق خیر آبادی، حاجی مبارک علی حاجی پور، مولوی مبارک علی، مولوی تبارک علی، حاجی دین محمد، مولانا محمد حسین بریلی، حاجی امداداللہ، مولانا ریاض الحق بنگال، مولانا عبدالغفار عظیم آباد، منیر شکوہ آبادی، مولانا رحمت علی کیرانوی، میاں مسعود گل، مرزا ولایت حسین شکوہ آباد، امیر خاں کلکتہ، مفتی صدرالدین خاں، نواب تفضّل حسین خاں، مراد علی فرخ آبادی، سید اکبر زماں اکبرآبادی، نواب سخاوت حسین خاں، حسین علی آگرہ، قاضی عنایت خاں تھانہ بھون، نیاز محمد خاں، حشمت علی، مرزا عاشور بیگ، منصب علی، مہدی حسن سلطان پور، ڈاکٹر وزیر اکبرآبادی، غلام حسین جونپور، امین الدین بریلی، مولوی علاء الدین، مفتی عنایت اللہ احمد کاکوری، ابراہیم منڈل اسلام آباد۔

شہداء (1858ءتا1900ء)

مولوی امام بخش، مولوی رضی اللہ بدایونی، منشی رسول بخش کاکوروی، نواب عبدالرحمٰن جھجھر، نواب مظفر الدولہ، طالع یار خان، میر محمد حسن، حکیم عبدالحق، قاضی فیض اللہ کشمیری، نواب محمد حسین جھجھر، غلام معصوم، شیر علی، مولوی علاء الدین حیدرآباد، عبداللہ پنجابی کلکتہ، مشرب خاں، عابد حسین، فیض بخش، امداد علی، علی حسن، واجد علی، مظہر علی، دلدار حسین، فضل علی، حامد علی، حکیم الیاس، احمد خان، تیتو میر، حاجی مبارک علی وغیرہ۔

رولٹ ایکٹ مخالف تحریک حادثہ جلیانوالہ باغ اور مسلم شہداء

۳۰/مارچ ۱۹۱۹ء کو رولٹ ایکٹ کی مخالفت میں پولیس کی گولی سے شہید ہوئے، عبدالغنی، حشمت اللہ خاں، محمد دین، عبدالکریم میر بخش امرتسر ریلوے اسٹیشن پر ۱۰/اپریل ۱۹۱۹ء کو پولیس کی گولی سے شہید ہوئے، محمد شفیع، صاحب خاں، شیر علی، شیر خاں، شیر باز خاں، عبدالکریم لعل محمد، عبد

الخالق، عبداللہ، احمد دین، احمد خاں، اللہ دتا، برکت علی، برکت، فتح محمد، فیروز الدین، غلام محمد، غلام محی الدین، وارث ولد چراغ الدین، وارث، دین محمد ولد کریم بخش، غلام رسول، حامد، ابراہیم، علیم الدین، امام الدین، اسماعیل، کریم بخش،، خیر الدین، مولانا خدا بخش، محبوب شاہ، پیران بخش، محمد رمضان، محمد صادق، محمد اسماعیل، محمد شریف، محمد بخش، محمد بخش، محمد موسیٰ، نور محمد، رکن الدین، شمس الدین، شرف الدین، حافظ تاریخ الدین، عمر بھائی، عمر دین، ویرو، عبداللہ، محمد شفیع، رحمت نواب دین، مہتاب شاہ، عمر بیبی زوجہ امام دین، نور محمد ولد بوٹا، غلام رسول ولد غنی شاہ، غلام رسول ولد ضمیر شاہ، عبدالماجد، محمد شفیع سیالکوٹ، احمد دین گجرانوالہ، اللہ بخش لاہور، فضل گجرانوالہ، چراغ دین لاہور، حسن محمد گجرانوالہ، احمد اللہ کریم بخش، اسماعیل نظام الدین گجرانوالہ۔

تحریک خلافت اور عدم تعاون (سول نافرمانی) کے مسلم شہداء

۱۹۱۹ء تا ۱۹۳۰ء

خلیفہ عبداللہ ناسک، حاجی مدّ و محمد حسین ناسک، اللہ رکھا ناسک، محمد شعبان ناسک، بدھو فریدن ناسک، شاہ سلیمان ناسک، عبداللہ ناسک، لعل محمد چوری چورا، عبداللہ چوری چورا، نذر علی چوری چورا، نذر علی ڈمری گورکھپور، محمد عبدالغفور ناسک، اشفاق اللہ خاں شاہ جہاں پور، غلام جیلانی ڈھاکہ۔ ۲۵/اپریل ۱۹۳۰ء کو پشاور کے قصہ خوانی بازار میں عدم تعاون تحریک کے اجتماعی جلوس میں پولس کی گولی سے شہید ہوئے۔

عبداللہ ولد محمد، عبدالغفار خاں، عبدالاحمد، عبدالجلیل، غلام محمد، قمر گل، عبداللہ ولد سعد اللہ، گل محمد، رمضان، آغا خاں، گل رحمٰن، شاہ افضل، کریم خاں، خان صاحب، شاہ میر غلام، چودھری عبداللہ، کریم شاہ، شیر دل، عبداللہ، حسینی، سید محمد، دلاور خاں، محمد افضل، عمر خاں، فقیر محمد، محمد علی، عمر خیل، فضل دین، محمد اشرف، ولی محمد، فضل محمد، محمد دین، زید اللہ، فضل الرحمٰن، محمد سعید، زیارت گل، غفار خاں، محمد شاہ، آغا رمحمد عمر بخش، غلام حسین، گل پہلوان، الٰہی بخش، اکرم خاں، تیغ علی، میاں داؤد، میاں محمد، موسیٰ ولد رحیم گل، دلاور، شاہد یاز، داؤد گل، ملنگ شاہ، مستقیم ولد محمد، مستقیم ولد فضل، امین بھیلا بھائی (کالڑا) نعمت اللہ، سلیمان شاہ، محمد اسماعیل، عبدالرشید، قربان حسین شولا پور۔

جموں و کشمیر کی سیاسی تحریک کے چند مسلم شہداء
(۱۹۳۰ء۔۱۹۳۴ء)

۱۹۳۱ء کے شہداء

آہن گر رحمٰن اننت ناگ، عبدالقدوس اننت ناگ، بہادر علی جموں، آہن گر رزاق اننت ناگ، غلام احمد اننت ناگ، چھولا۔ جموں، حبیب اننت ناگ، رمضان بٹ اننت ناگ، دیوان علی مغل جموں، خضر اننت ناگ، محمد بٹ اننت ناگ، دیوان علی مغل جموں، پاشا محمد اننت ناگ، ڈار محمد اننت ناگ، علی محمد اننت ناگ، سیفو جموں، پیر محمد مقبول شاہ اننت ناگ، ساجدہ بانو اننت ناگ، کاکا بیگ جموں، شیخ غلام رسول اننت ناگ، آہن گر محمد عبداللہ سری نگر، کالا جموں، صوفی سبحان اننت ناگ، احمد سری نگر، محمد یعقوب جموں، عزیز شاہ اننت ناگ، محمد رمضان سری نگر، ملک بلو جموں، عزیز صوفی اننت ناگ، غلام رسول سری نگر، حشمت گوجر جموں، غنی اننت ناگ، ڈار احمد سری نگر، حبیب اللہ جموں، غنی بٹ اننت ناگ، عبدالخالق سری نگر، صوفی غلام محمد سری نگر، کبیر شاہ آزاد اننت ناگ، غلام احمد سری نگر، غلام قادر خاں سری نگر، ملک رحمٰن اننت ناگ، ملک سلطان اننت ناگ، غلام محمد حلوائی سری نگر، ملک غلام احمد اننت ناگ، ملک غلام حسین اننت ناگ، غلام نبی سری نگر، میر عبدالاحد اننت ناگ، واگی جمال اننت ناگ، اسد اللہ سری نگر، حبیب اننت ناگ، فرپچی بارہ مولا، محمد اکبر سری نگر، عبدالاحد بارہ مولا، محمد خاں بارہ مولہ، محمد عثمان سری نگر، محمد خاں بارہ مولا، عزیز مشکی بارہ مولا، میر احمد سری نگر، محمد شیخ بارہ مولا، نذر علی سری نگر، نصیر الدین سری نگر، غلام رسول سری نگر۔

۱۹۳۲ء کے شہداء

ڈار کمال بارہ مولا، صمد سری نگر، عبدالرحمٰن جموں، ڈار کمال بارہ مولا، امیر دین سری نگر، غلام حسین جموں، ڈار وہاب بارہ مولا، رحمٰن اننت ناگ، ڈار رحیم اننت ناگ، رستم خاں بارہ مولا، شیخ احمد بارہ مولا، غلام محمد خاں اننت ناگ۔

۱۹۳۳ء کے شہداء

میر جبار بارہ مولا، صدیق اننت ناگ، غلام محمد اننت ناگ، رستم بارہ مولا، وانی اسد بارہ مولا۔

۱۹۳۴ء کے شہداء

ڈار شعبان اننت ناگ، حبیب احمد اننت ناگ، میر قاسم اننت ناگ، ڈار وہاب اننت ناگ، غلام قادر اننت ناگ، توتا سلطان سری نگر، شیخ احمد اللہ اننت ناگ، ملک علی اننت ناگ، علی محمد بارہ مولا، شیخ امیر اننت ناگ، ڈار امیر جموں، فتح محمد بیگ بارہ مولا، شیخ امیر اننت ناگ، ڈار امیر جموں، فتح محمد بیگ بارہ مولا۔

(داستاں اٹھارہ سوستاون ص ۵۶۶۔۵۶۳، بحوالہ جنگ آزادی کے مسلم مجاہدین ضامن علی خاں)

بھارت چھوڑو تحریک (کوئٹ انڈیا) کے مسلم شہداء

بھارت چھوڑو تحریک ۱۹۴۲ء کے احتجاجی جلوس میں مختلف علاقوں میں پولس کی گولیوں سے لاتعداد مسلمان شہید ہوئے۔ان میں سے چند کے نام حسب ذیل ہیں۔

عبدالمجید الہ آباد، حاتم علی بہار، شیخ محمد حنیف چمپارن، عظیم بخش دانا پور، محمد ادریس مظفر پور، محمد صدیق شولا پور، شیخ علاء الدین دانا پور، محمد مسلم مظفر پور، سلطان خاں اٹاوہ، محمد حنیف اعظم گڑھ، محمد اسحاق پورنیہ، شیخ دھنک مونگیر، علاء الدین محمد پور بنگال، محمد اسماعیل پٹنہ، چاند صاحب مہاراشٹر، محمد ہاشم ناگپور، جناب میاں بھاگل پور، حسن میاں ابراہیم مہاراشٹر، رفیق میاں ناگپور، کبیر اشرفی اڑیسہ، جنید عالم غازی پور، ظفر میاں ناگپور، میر عبداللہ دربھنگہ، مولوی تجمل حسین سارن بہار، سید عرف چھوٹو ناگپور، نواب رشید خاں احمد پور، عظیم بخش مدنا پور، محمد عثمان ناگپور، بٹن میاں مونگیر، قدم رسول، خاکسار شیخ ناگپور، محمد حارث، پاپا میاں، امتیاز خاں بمبئی، غلام شریف چٹا گانگ، ضمیر الدین ملیشیا، ابوبکر مالا بار۔

(داستان اٹھارہ سوستاون ص ۵۷۰۔۵۶۹، بحوالہ شہیدان آزادی از پی۔این۔چوپڑا۔جنگ آزادی کے مسلم مجاہدین از ضامن علی خاں)

سرکاری رپورٹ کے مطابق ۳۱ر دسمبر ۱۹۴۲ء تک اس تحریک کے سلسلہ میں

گرفتار ہونے والوں کی تعداد 60229 ☆ سزا پانے والوں کی تعداد 26000

نظر بند کئے گئے لوگوں کی تعداد 1800 (بھارت کا راشٹراندولن مکٹ بہاری لال)

آزاد ہندفوج

انڈین نیشنل آرمی کے مسلم شہداء

آزاد ہندفوج کے ہزاروں مسلمان فوجی اور افسر لڑتے ہوئے وطن کی خاطر شہید ہو گئے۔ان میں سے کچھ شہداء کے نام حسب ذیل ہیں۔

برما کے محاذ پر برطانوی فوج سے لڑتے ہوئے شہید ہوئے۔

اختر علی۔	کپورتھلہ	(کیپٹن)	عبدالعزیز	گجرات	(حولدار)
باغ علی	جموں کشمیر	(نائک)	بدرالدین	کپورتھلہ	(لانس نائک)
جلال الدین خاں	جھیلم	(سپاہی)	جلال الدین	جھیلم	(سپاہی)
خان محمد	ہریانہ	(حولدار)	اخلاص خاں	جھیلم	(سپاہی)
دستگیر شیخ	جھیلم	(نائک)	رانوالٰہی	جھیلم	(حولدار)
ایم۔اے۔رحیم		(لیفٹیننٹ)	این.ایس.رحمٰن	جھیلم	(حولدار)
اللہ دین	روہتک ہریانہ	(سپاہی)	عبدالرحمٰن	گجرات	(حولدار)
الطاف حسین	امرتسر	(سپاہی)	فتح محمد	گجرات	(حولدار)
بشیر احمد	سیالکوٹ	(سپاہی)	تفضّل خاں	راولپنڈی	(حولدار)
چراغ الدین	لدھیانہ	(سپاہی)	محمد انور	جھیلم	(حولدار)
فتح محمد	روہتک	(سپاہی)	عبدالرشید خاں	جالندھر	(حولدار)
غلام نبی	پنجاب	(سپاہی)	احمد اللہ	کپورتھلہ	(حولدار)
امیر علی	پنجاب	(سپاہی)	احمد خاں	ڈیرہ غازی	(حولدار)
ارشاد علی	ہریانہ	(سپاہی)	صادق علی	راجستھان	(حولدار)
خوش محمد	لدھیانہ	(سپاہی)	سیدالرحمٰن	آسام	(حولدار)

محمد یوسف کوہاٹ (سپاہی) امان اللہ کپورتھلہ (حولدار)

نبی بخش کپورتھلہ (سپاہی) شاہ عبدالقدیر میرٹھ (حولدار)

بابو خاں جالندھر (سپاہی) سید علوی میرٹھ (حولدار)

برکت روہتک (سپاہی) فرزند علی جہلم (لانس نائک)

عبدالعزیز بلند شہر (سپاہی) دلاور خاں سنگا پور (نائک)

امام دین میر پور (سپاہی) فیروز خاں جہلم (لانس نائک)

علی اکبر گجرات (سپاہی) قاسم علی ہریانہ (لانس نائک)

اے۔بی مرزا جہلم (سپاہی) فتح علی پنجاب (لانس نائک)

صاحب خان مرداں (سپاہی) جمال الدین کپورتھلہ (نائک)

عبدالغنی مرداں (سپاہی) خدا بخش کیمبل پور (حولدار کلرک)

عمر محمد لائل پور (سپاہی) علی محمد لائل پور (حولدار)

غلام رسول لائل پور (سپاہی) غلام حیدر شاہ لائل پور (سپاہی)

مجنوں پٹھان لائل پور (سپاہی) غلام قادر لائل پور (حولدار)

مجنوں حسین کوہاٹ (سپاہی) محمد دین ہریانہ (حولدار)

محمد اکبر جہلم (سپاہی) محمد سرور ہریانہ (حولدار)

محمد خاں جہلم (سپاہی) محمد علی ہریانہ (حولدار)

محمد شفیع جہلم (سپاہی) محمد فضل ہریانہ (حولدار)

محمد غلام جہلم (سپاہی) موسیٰ خاں ہریانہ (حولدار)

محمد یعقوب ہزارہ (سپاہی) گورے خاں ہریانہ (حولدار)

مظہر علی خاں ہزارہ (سپاہی) بختاور روہتک) (نائک)

ممتاز علی ہریانہ (سپاہی) حفیظ اللہ ہزارہ (لیفٹیننٹ)

خوش محمد لدھیانہ (سپاہی) رحیم گورکھپور (جمعدار)

بگا خاں ہریانہ (سپاہی) سید غفور مدراس (لانس نائک)

بہرام خاں ہریانہ (سپاہی) سید غفور مدراس (لانس نائک)

بہرام خاں ہریانہ (سپاہی) شیر محمد ہمیر پور (لانس نائک)

رفیع احمد ہریانہ (سپاہی) لعل خاں میرٹھ (لیفٹیننٹ)

اے۔اے شاہ میرٹھ (میجر) شاہ ضمیر میرٹھ (لانس نائک)

غلام محمد میرٹھ (نائک) امیر حیات دوان (نائک)

محبوب بخش جہلم (لانس نائک) محبوب علی جہلم (نائک)

محمود الٰہی جہلم (لانس نائک) محمد ایوب پونچھ (لیفٹیننٹ)

عنایت اللہ پشاور (لیفٹیننٹ) غلام محمد پشاور (لیفٹیننٹ)

قدیر خاں ہریانہ (〃) سعید اللہ جہلم (〃)

سعید ہریانہ (〃) محمد حسین پونچھ (لانس نائک)

سعید الزماں پونچھ (سپاہی) حسین علی جہلم (لانس نائک)

سلطان محمد ہزارہ (سپاہی) حمزہ یوسف جہلم (〃)

سلطان علی ہریانہ (ایس او) خازن شاہ جہلم (〃)

امپھال کے قریب برطانوی فوج سے لڑتے ہوئے شہید ہوئے۔

احمد خاں گجرات (لانس نائک) فضل کریم پنجاب (سپاہی)

ابراہیم کپورتھلہ (〃) امام الدین کپورتھلہ (لیفٹیننٹ)

شاہ محمد پونچھ (〃) ایوب خاں پونچھ (〃)

علی محمد پونچھ (〃) مبارک علی کپورتھلہ (نائک)

غلام نبی پنجاب (سپاہی) محمد یوسف کوہاٹ (سپاہی)

دین محمد کپورتھلہ (سپاہی) ڈار منصب پونچھ (سپاہی)

سنگاپور میں شہید ہوئے۔

دلاور خاں جہلم (نائک) محمد عمر خاں روہتک (حولدار)

سرغنہ علی روہتک (سپاہی) گلزار خاں روہتک (سپاہی)

نور حسن کیمبل پور (سپاہی) چندا ولد حکمان ہریانہ (توپچی)

فرانس میں شہید ہوئے۔

روب رداخاں جہلم (سپاہی) عیسیٰ خاں لائل پور (سپاہی)

خان باز کیمبل پور (سپاہی) لال خاں پنجاب (لانس نائک)

عصمت اللہ پنجاب (لانس نائک) علی اکبر گجرات (نائک)

محمد اسلم گجرات (نائک) فتح علی گجرات (سپاہی)

رنگون میں شہید ہوئے۔

آر۔اے حامد میسور (لیفٹینٹ) خان محمد نور پور جہلم (لانس نائک)

گلاب نور میسور (سپاہی)

ملایا میں شہید ہوئے۔

چراغ خاں کپورتھلہ (سپاہی) محمد عباس راولپنڈی (سپاہی)

محمد یعقوب ہزارہ (حولدار) محمد دین سیالکوٹ (حولدار)

محمد شفیع لاہور (حولدار) فضل محمد (سپاہی)

اٹلی میں شہید ہوئے۔

فضل داد خاں پنجاب (سپاہی) اختر محمود پنجاب (سپاہی)

ٹوکیو ہوائی حادثہ میں شہید ہوئے۔

(اسی جہاز میں نیتاجی سبھاش چندر بوس بھی تھے۔)

الیس۔ایم اسحاق کیمبل پور (کرنل) راشد علی کیمبل پور (کرنل)

محمد اکرم کیمبل پور (کیپٹن) لعل حسین کیمبل پور (لانس نائک)

جرمنی میں شہید ہوئے۔

اللہ داد جہلم (سپاہی) شنگھائی کے ہوائی جہاز میں شہید ہوئے۔

(داستان اٹھارہ سوستاون ص ۵۷۶۔۵۷۱۔بحوالہ شہیدان آزادی۔

پی۔این۔چوپڑا۔جنگ آزادی کے مسلم مجاہدین۔ضامن علی خان)

رائل انڈین نیوی کے مسلم شہداء

۲۲رفروری ۱۹۴۶ء کو بمبئی میں پولس کی گولیوں سے شہید ہوئے۔

عبدالعلی علی دین، عبدالعزیز، عبدالغنی، عبدالعزیز ولد عبدالرزاق، عبدالکریم، عبدالعزیز ولد عبدالرحمٰن، عبدالستار محمد عمر، عبداللہ صفی، عبداللہ عبدالقادر، آدم جی محمد حسین، علی محمد، دلاور عبدالملک، ابراہیم جی یوسف علی، فدا علی، اسمٰعیل حسین، سلیمان ابراہیم، غلام حسین، اسمٰعیل رحمت اللہ، اللہ رکھا، جمال محمد، محمد عزیز، محمد ابوبکر، منظور احمد، محمد حسین، محی الدین شیخ غلام، نورالدین، محمد شیخ سید حسن، رؤف عبدل، روشن غوث، سبحان، لاپتہ، وزیر محمد، سلمان جی ذکی الدین۔

۲۳رفروری ۱۹۴۶ء کو شہید ہوئے:

اصغر میاں، اصغر اسمٰعیل، تاج محمد فضل محمد، عزیز چھوٹو، خدا بخش، مولا بخش، ہارون حامد، محمد سمیع، صدیق احمد، جوکھم امام علی، محی الدین۔

(داستان اٹھارہ سوستاون ص ۵۷۹۔۵۷۷)

☆☆

ترانہ ہندی

سارے جہاں سے اچھا ہندوستاں ہمارا
ہم بلبلیں ہیں اس کی یہ گلستاں ہمارا
غربت میں ہوں اگر ہم رہتا ہے دل وطن میں
سمجھو وہیں ہمیں بھی دل ہو جہاں ہمارا
پربت وہ سب سے اونچا ہمسایہ آسماں کا
وہ سنتری ہمارا وہ پاسباں ہمارا
گودی میں کھیلتی ہیں اس کی ہزاروں ندیاں
گلشن ہے جن کے دم سے رشک جناں ہمارا
اے آب رودِ گنگا وہ دن ہیں یاد تجھ کو
اُترا ترے کنارے جب کارواں ہمارا
مذہب نہیں سکھاتا آپس میں بیر رکھنا
ہندی ہیں ہم ، وطن ہے ہندوستاں ہمارا
یونان و مصر و روما سب مٹ گئے جہاں سے
اب تک مگر ہے باقی نام و نشاں ہمارا
کچھ بات ہے کہ ہستی مٹتی نہیں ہماری
صدیوں رہا ہے دشمن دور زماں ہمارا
اقبال کوئی محرم اپنا نہیں جہاں میں
معلوم کیا کسی کو درد نہاں ہمارا

ہندوستانی بچوں کا قومی گیت

چشتی نے جس زمیں میں پیغام حق سنایا
نانک نے جس چمن میں وحدت کا گیت گایا
تاتاریوں نے جس کو اپنا وطن بنایا
جس نے حجازیوں سے دشت عرب چھڑایا
میرا وطن وہی ہے میرا وطن وہی ہے
یونانیوں کو جس نے حیران کر دیا تھا
سارے جہاں کو جس نے علم وہنر دیا تھا
مٹی کو جس کی حق نے زر کا اثر دیا تھا
ترکوں کا جس نے دامن ہیرے سے بھر دیا تھا
میرا وطن وہی ہے میرا وطن وہی ہے
ٹوٹے تھے جو ستارے فارس کے آسماں سے
پھر تاب دے کے جس نے چمکائے کہکشاں سے
وحدت کی لَے سنی تھی دنیا نے جس مکاں سے
میر عرب کو آئی ٹھنڈی ہوا جہاں سے
میرا وطن وہی ہے میرا وطن وہی ہے
بندے کلیم جس کے پربت جہاں کے سینا
نوح نبی کا آکر ٹھہرا جہاں سفینا
رفعت ہے جس زمیں کی بام فلک کا زینا
جنت کی زندگی ہے جس کی فضا میں جینا
میرا وطن وہی ہے میرا وطن وہی ہے

کتابیات

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف	ناشر	سن اشاعت
۱	تحریک آزادی اور مسلمان	اسیرادروی	دارالمولفین دیوبند	اکتوبر ۲۰۰۰ء
۲	فخر وطن	فاروق ارگلی	فرید بکڈپو دہلی	۲۰۱۱ء
۳	تحریک آزادی میں علماء کا کردار	فیصل احمد ندوی بھٹکلی	مجلس تحقیقات ونشریات اسلام لکھنؤ	۲۰۰۶ء
۴	تحریک آزادی ہند میں مسلم علماء اورعوام کا کردار	مفتی محمد سلمان منصور پوری	مرکز نشر وتحقیق مرادآباد	۱۴۲۳ھ
۵	آزادی ہند اور تحریک خلافت	ڈاکٹر منورحسن کمال	ایم آر پبلی کیشنز نئی دہلی	۲۰۱۳ء
۶	۱۸۵۷ء نکات اور جہات	ڈاکٹر حسن مثنی	کتابی دنیا دہلی	۲۰۰۷ء
۷	۱۸۵۷ء اور ہریانہ	مفتی عطاء الرحمٰن قاسمی	شاہ ولی اللہ انسٹی ٹیوٹ نئی دہلی	۲۰۱۱ء
۸	۱۸۵۷ء پہلی جنگ آزادی	میاں محمد شفیع	اریب پبلکیشنز دہلی	۲۰۱۲ء
۹	جنگ آزادی کے اولین مجاہدین اور بہادر شاہ ظفر	ڈاکٹر وڈیا ساگر آنند	موڈرن پبلشنگ ہاؤس دریا گنج نئی دہلی	۲۰۱۰ء
۱۰	فرنگیوں سے نجات	ایم آر زماں اعجازی	کتابی دنیا ترکمان گیٹ دہلی	۲۰۱۳ء
۱۱	انقلاب ۱۸۵۷ء تصویر کا دوسرا رخ	ایڈورڈ ٹامسن مترجم شیخ حسام الدین	ناشر قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی	۲۰۰۶ء
۱۲	مسلمانوں کا شاندار ماضی	عبدالجبار اجمیری	اجمیری پبلکیشن تھانے	۲۰۰۸ء
۱۳	دہلی اور آزادی	دھرمیندر ناتھ	اردو اکیڈمی دہلی	۲۰۱۱ء
۱۴	ریاست حیدرآباد میں جدوجہد آزادی	سید محمد جواد رضوی	ترقی اردو بیورو نئی دہلی	۱۹۹۲ء
۱۵	شہیدان آزادی	ڈاکٹر پی این چوپڑا	قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی	۱۹۹۸ء
۱۶	جنگ آزادی اور مسلمان	انیس چشتی	ای بی بی آر پونہ	۲۰۱۳ء
۱۷	داستان اٹھارہ سو ستاون	مرتب فاروق ارگلی	فرید بکڈپو، دہلی	۲۰۰۷ء
۱۸	نغمات حریت	مرتب انجم	قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی	۲۰۰۷ء
۱۹	جنگ آزادی ہند ۱۸۵۷ء	سید خورشید مصطفیٰ	یو پبلیشر اردو بازار لاہور	۲۰۰۷ء
۲۰	ہندوستان کی جنگ آزادی میں مسلم خواتین کا حصہ	ڈاکٹر عابدہ سمیع الدین	ادارہ تحقیقات اردو پٹنہ	1990
۲۱	جنگ آزادی کے مسلم شہداء	ڈاکٹر ایم اے ابراہیم	ایجوکیشنل پبلیشنگ ہاؤس، دہلی	۲۰۱۷ء
۲۲	مسلم اکابرین	پروفیسر علی اشرف	چمن انٹر پرائزز، دریا گنج، دہلی	۲۰۰۵ء
۲۳	تحریک آزادی ہند	رفیع اللہ مسعود تیمی	جمعیۃ البر، ارریہ، بہار	۲۰۱۱ء
۲۴	تحریک آزادی میں بہار کے مسلمانوں کا حصہ	تقی رحیم	خدابخش اورینٹل لائبریری، پٹنہ	۱۹۹۸ء
۲۵	آزادی نمبر راشٹریہ سہارا نئی دہلی			۱۵/اگست ۲۰۰۶ء
۲۶	شخصیات نمبر ماہنامہ افکار ملی نئی دہلی			جولائی ۲۰۰۵ء
۲۷	ماہنامہ ھدایت جے پور (خصوصی نمبر)		جامعۃ الھدایہ رام گڑھ روڈ، جیپور	مئی ۲۰۱۳ء
۲۸	ماہنامہ ھدایت جے پور (خصوصی نمبر)			دسمبر ۲۰۱۳ء

☆ ☆ ☆ ☆